امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

از

نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِس کتاب میں

امام اعظمؒ کے تذکرہ کے بعد صاحبین یعنی قاضی ابو یوسفؒ اور محمد بن حسن شیبانیؒ کے حالات درج ہیں، جو مولانا شروانیؒ نے تاریخ بغداد از خطیب بغدادیؒ سے اقتباس کر کے لکھے۔

اہل علم کے ذوق کا لحاظ کر کے اب مولانا شروانیؒ کے مضمون کے بعد تاریخ خطیب بغدادیؒ کا اصل متن جو تینوں ائمہؒ کے مناقب سے متعلق ہے شامل کر دیا گیا ہے۔
مولانا شروانیؒ کی علمی اہمیت کے پیش نظر ان کا تذکرہ بھی، جو یادِ رفتگان سے منقول ہے پیش کیا جا رہا ہے۔

(ناشر)

فہرست مضامین

آہ! مولانا شروانیؒ

اگست کی کوئی آخری تاریخ تھی، کہ لاہور کے کسی اخبار میں سرسری طور سے یہ خبر چھپی کہ مولانا شروانیؒ کا انتقال ہوگیا، خبر پڑھ کر دل دھک سے ہوگیا، اور اپنی دُوری، مہجوری اور مجبوری پر بڑا افسوس آیا، میں نے مرحوم کی زندگی ہی میں اُن کے واقعات اور خاندانِ شروانی کے بعض احوال لکھوا کر دار المصنّفین میں رکھ لئے تھے، اب جب کہ اُن کا سانحہ پیش آیا تو تقدیر کی مجبوری دیکھئے کہ تدبیر کوئی کام نہ آئی۔

مرحوم نے چھیاسی ۸۶ سال کی عمر میں بتاریخ ۱۱ر اگست ۱۹۵۰ء اس دنیائے رنگ و بُو کو خیر باد کہا، اور سلفِ صالحین سے جا ملے، (ان کی ولادت کی تاریخ ۲۸ر شعبان ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء ہے) مرحوم سے میرے تعلّقات اس قدر گوناگوں تھے کہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کو کہاں سے شروع کیا جائے، اور کیا کہا جائے اور کیا چھوڑا جائے، میں نے موصوف کو سب سے پہلے ۱۹۰۰ء میں نصف صدی پہلے پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں دیکھا تھا، بھرا شباب، مردانہ حُسن و جمال، سپید رنگ، سیاہ خوب صورت ڈاڑھی، اور سر پر زُلفیں، بلند و بالا قامت، لطیف و قیمتی لباس، جلسہ کے ہر اجلاس میں نیا جوڑا زیب بدن، کبھی سر پر عمامہ، کبھی گول ٹوپی، کبھی تُرکی ٹوپی، جدھر نکل جاتے، آنکھیں اُٹھ جاتیں، اُنگلیاں اشارہ کرتیں، لوگ ایک دوسرے کو دکھاتے اور بتاتے، اسی طرح میں نے دیکھا، اور بتایا گیا کہ یہ علی گڈھ کے ایک رئیس عالم ہیں۔

۱۹۰۱ء میں جب میں ندوہ آیا، تو مدرسہ اُن کے ذکرِ جمیل سے پُر شور تھا، انتظامی جلسے سال میں چند بار ہوتے، اور وہ اُن میں جب آتے تو جلسہ کی اہمیت بڑھ جاتی، ۱۹۰۴ء میں جب الندوہ نکلا، اور وہ اس کے اڈیٹر ہوتے، اور میرے ایک دو مضمون اس میں نکلے، تو تعارف بڑھا، جب وہ آتے میں حاضر ہوتا، اور وہ اپنے بزرگانہ لطف و نوازش سے نوازتے، ۱۹۰۶ء میں جب میری جماعت

کی دستار بندی کا جلسہ ہوا، اور خاکسار کی عربی تقریر نے حاضرین سے دادِ تحسین حاصل کی، اور حضرت الاستاذ نے خوش ہو کر اپنے سر سے دستار اُتار کر میرے سر پر رکھی، تو اس جلسہ میں مولانا شروانی شریک نہ تھے، تاہم حضرت الاستاذ نے خود اپنے قلم سے لکھ کر ان کو اس واقعہ کی بڑی مسرت سے خبر دی، (یہ خط "مکاتیبِ شبلی" میں درج ہے) اُستاد کی یہ وساطت مولانا شروانی سے تقریب کا نیا ذریعہ بنی۔ ۱۹۱۰ء میں جب مکاتیبِ شبلی کی تدوین کا خیال آیا تو استاد نے پھر مولانا شروانی سے تقریب کی، کہ اُن کے پاس شبلی کے جو خطوط ہوں وہ سید سلیمان کو دیئے جائیں، ۱۹۱۲ء میں جب ندوہ میں حضرت الاستاذ کے حسب ایما انگریزی مدارس کے نصاب تاریخ کی غلطیوں کی تصحیح کا کام میرے سپرد ہوا تو پھر تازہ تقریب کی گئی، نومبر ۱۹۱۴ء میں جب حضرت الاستاذ بیمار ہوئے اور حالت مایوسی کو پہنچی تو خاکسار حاضر خدمت تھا، سب سے پہلے میں نے اس شدتِ تعلق کی بنا پر جو ان دونوں دوستوں میں تھا، اس مضمون کا ایک مختصر کارڈ اُن کو بھیجا "افسوس کہ "الفاروق" کا مصنف اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں ہے۔" ۱۸ر نومبر کو مولانا نے وفات پائی، اس کی اطلاع دی، اس کے بعد سے جو اُن سے مکاتبات کا سلسلہ شروع ہوا تو آج سے دو برس پہلے تک اُس وقت تک برابر قائم رہا جب تک اُن کی قوتِ حافظہ اور عام قوتِ جسمانی کام دیتی رہی، آج سے دو سال پہلے میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے کورٹ کی میٹنگ میں سب سے آخری دفعہ اُن سے ملا، میں نے دیکھا کہ اُن کا تیر سا قد نیم کمان بن چکا ہے، وہ چہرہ جو گلاب سا تر و تازہ اور شاداب رہتا تھا، پژمردہ اور مرجھایا تھا، اسی وقت دل نے کہا کہ یہ چراغِ سحر بجھا ہی چاہتا ہے۔

میرا عمر بھر یہ دستور رہا کہ حضرت الاستاذ کے مخصوص احباب اور دوستوں سے بزرگداشت کا تعلق رکھوں، اور ہمیشہ اُن کے سامنے اپنے کو چھوٹا سمجھوں، چنانچہ مرحوم سے خصوصیت کے ساتھ میری طرف سے خوردانہ اور اُن کی طرف سے بزرگانہ تعلق قائم رہا، میں اُنھیں مخدوم لکھتا، وہ عزیز لکھتے، دار المصنفین کی تاسیس میں مرحوم کی بزرگانہ حمایت ہمیشہ رہنما رہی، دار المصنفین کے پہلے صدر جسٹس مولوی کرامت حسین اور دوسرے نواب عماد الملک اور تیسرے مولانا شروانیؒ ہوئے، اس تعلق

سے بھی اُن سے خط وکتابت کا سلسلہ اکثر رہا کیا، ایک دفعہ جب احباب اور بزرگوں کے محفوظ خطوط گنے تو سب سے زیادہ جن کے خطوط میرے پاس نکلے، وہ انہی کے تھے، میں نے جب انھیں اس کی اطلاع دی، تو اس پر مسرت ظاہر فرمائی، اور لکھا کہ اس میں تعجب کی کیا بات ہے، اس کا اُلٹا ہوتا تو تعجب ہوتا۔

وہ قدیم وجدید تعلیم کا بہترین مجموعہ تھے، فارسی وعربی تعلیم گھر پر حاصل کی، عربی کی اونچی کتابیں حضرت مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب علی گڈھی کے درس میں پڑھیں، انگریزی تعلیم میٹرک تک آگرہ اسکول آگرہ میں پائی، اُن کی جوانی تک علم وفن اور دین وتقویٰ کے باکمال اکابر موجود تھے وہ ہر ایک کے دَر تک پہنچے، اور ہر ایک سے حسب استعداد کسب فیض کیا، شیخ حسین یمنی عرب مقیم بھوپال سے سندِ حدیث حاصل کی، قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی سے فیض پایا، بیعت قطب الوقت حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمان صاحب گنج مرادآبادی سے کی تھی، مولانا محمد نعیم صاحب فرنگی محلی کی زیارت سے بھی فیض یاب تھے۔

اُن کا سب سے پہلا مضمون جس نے لوگوں سے خراج تحسین وصول کیا وہ بابر پر ہے جو رسالہ حسن حیدرآباد میں چھپا تھا، اور جس پر مصنّف کو ایک اشرفی انعام ملی تھی، مولانا شبلیؒ کی المامون پر اُن کا تبصرہ اُن کا پہلا تنقیدی کارنامہ ہے، جو غالباً ۱۸۸۶ء میں شوق قدوائی کے اخبار آزاد میں چھپا تھا، اُن کے رسائل میں دو بہترین تاریخی رسائل ہیں، یہ دونوں ندوہ کے سالانہ جلسوں میں پڑھے گئے تھے، پہلے کا نام "علمائے سلف" ہے، اور دوسرے کا نام "نابینا علماء" یہ دونوں اُنّیسویں صدی کی یادگار ہیں، ۱۹۰۱ء میں لاہور سے جب مخزن نکلا تو اس کی محفل میں بھی یہ شریک تھے، حضرت خسرو کے غزلیات پر اس میں اُن کا مضمون چھپا تھا، ۱۹۰۴ء میں الندوہ کے شریک اڈیٹر ہوتے، تو اخلاق پر اُن کے مضامین نکلے۔

علی گڈھ کی مجلسوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات میں الصّدیق لکھ کر پیش کی، حیدرآباد کی میلاد کی مجلسوں کے وہ بانی تھے، اُن میں سیرۃ پر مختلف رسائل لکھے، جو چھپے اور پھیلے، معارف میں اُن کے مضامین اور اُن کی غزلیں اکثر زیب اوراق ہیں۔

شعروشاعری کا ذوق اُن کو آغاز سے تھا، حسرتؔ تخلّص کرتے تھے، اُردو اور فارسی دونوں میں مشقِ سخن کرتے تھے، اُردو میں حضرت امیر مینائیؒ سے اصلاح اور فارسی میں مولانا شبلیؒ سے مشورہ کرتے تھے، فارسی کے مشہور شاعر حضرت خواجہ عزیزؔ سے بھی مولانا شبلیؒ کے ذریعہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اُن کے اخلاقی فضائل میں وضعداری بڑی نمایاں تھی، جس سے جتنا ملتے تھے، تمام عمر اسی طرح ملتے رہے، جب لکھنؤ آتے تو منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرتے تھے، اور تمام عمر میں کبھی اس وضع میں فرق نہیں آیا، پھر اس قیام میں جن جن بزرگوں اور دوستوں سے ملنے کا دستور تھا، اسی طرح وہ جاکر ملتے، اور اُتنی دیر بیٹھتے، لکھنؤ میں فرنگی محل اور وہاں بھی مولانا محمد نعیم صاحب کی نشستگاہ میں ضرور حاضر ہوتے۔

اُن کی جوانی تھی، کہ ندوہ کا غلغلہ بلند ہوا، یہ وہ مجلس تھی، جس کی روحانی اور علمی صدارت جن دو۲ بزرگوں سے نسبت رکھتی تھی، یعنی مولانا شاہ فضلِ رحمان صاحب گنج مرادآبادی اور حضرت مولانا محمد لطف اللہ صاحب، دونوں ہی سے اُن کو قلبی تعلق تھا، اس لئے وہ ندوہ کے اُن اصلی ارکان میں تھے جن سے ندوہ کی مجلس عبارت تھی، وہ سب سے پہلے ۱۹۱۷ء میں ندوہ کے اجلاس ناگپور کے صدر ہوئے، اور یہیں اسی وقت دولتِ آصفیہ مرحوم کی صدارتِ امور مذہبی کی خبر عام ہوئی، جس کے بعد اُن کا بارہ تیرہ برس کے قریب حیدرآباد میں قیام رہا، اور جامعہ عثمانیہ کی تاسیس اور شعبۂ دینیات کے افتتاح میں اُن کی مساعی مشکور رہیں، حیدرآباد کا حال وہاں کے مقیم احباب سُنائیں گے۔

حیدرآباد کے قیام کے زمانہ میں بھی وہ دو۲ دفعہ ندوہ کے اجلاس کے صدر ہوئے، پہلی دفعہ انبالہ میں اور یاد آتا ہے کہ دوسری دفعہ لکھنؤ میں مرحوم کو قومی اداروں میں سے علی گڈھ، ندوۃ العلماء اور دارالمصنّفین اعظم گڈھ سے خصوصیّت کا تعلّق تھا، مولانا شبلی مرحوم کے بعد غالباً ۱۹۰۵ء میں وہ انجمن ترقیٔ اردو کے بھی ناظم ہوئے اور دو۲ تین۳ سال کے قریب خدمت کے بعد

قرعۂ فال مولوی عبدالحق صاحب کے نام نکلا، ان اداروں کے علاوہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہرالعلوم سہارنپور کے بزرگوں سے بھی ارتباط رکھتے تھے، اور ان درسگاہوں کی بھی امداد فرمایا کرتے تھے۔

عجیب اتفاق ہے کہ نادانستہ ۱۹۲۶ء میں سفرِ حج میں بھی میرا اُن کا ساتھ ہوا، یہ مؤتمر اسلامی والا موقع تھا، یہاں یہ سخت بیمار پڑ گئے تھے، مگر بڑی ہمت کے ساتھ سارے ارکان ادا کئے۔ مدینہ منوّرہ کے قیام کے زمانہ میں مَیں نے اُن کا تعارف شیخ ابراہیم حمدی مدیر کتب خانہ شیخ الاسلام سے کرادیا، یہ تعلّق چونکہ علمی اور رُوحانی دونوں تھا، اس لئے بڑا ساز گار آیا، اور اخیر اخیر وقت تک قائم رہا، حرمین محترمین کی خدمت بھی وہ سالانہ کیا کرتے تھے، اخیر دفعہ جب دو سال ہوئے میں نے اپنے ارادۂ حج کی اطلاع اُن کو دی، تو لکھا کہ اس دفعہ حرمین شریفین کی خدمت کی رقم آپ ہی کے ذریعہ جائے گی، مگر روانگی کے وقت نہ اُن کو یاد رہا، اور نہ مَیں نے یاد دلایا،

ان کو نادر اور قلمی کتابوں کا بڑا شوق تھا، اور اس شوق کی تاریخ خود انھوں نے لکھ کر معارف میں چھپوائی ہے، مولانا شبلی مرحوم کے ذریعہ سے اور اُن کی پسند سے کتابیں خریدا کرتے، لکھنؤ میں عبدالحسین اور واجد حسین قلمی کتابوں کے تاجر تھے، لکھنؤ آتے تو اُن کے نوادر دیکھتے، اور چھانٹ کر لے جاتے، یوں بھی کتابیں ان کے پاس پہنچتی رہتی تھیں، حیدرآباد کے قیام کے زمانہ میں بھی بہت سی کتابیں حاصل کیں، میں جب ۱۹۲۰ء کے آخر میں یورپ سے واپس آیا، تو عزیزوں اور بزرگوں کے لئے جو تحفے لایا مرحوم کے لئے نستعلیق کے اچھے خطّاطوں کی وصلیوں کی عکسی تصاویر کا مجموعہ لاکر پیش کیا۔

پہلے تو اصل وطن علی گڈھ میں بھیکم پور میں تھا، بعد کو بھیکم پور سے کچھ دور اُن کے نام سے اُن کے والد مغفور نے حبیب گنج نام ایک گاؤں آباد کیا تھا، وہیں زنانہ اور مردانہ مکانات، مسجد اور ایک کُتب خانہ کی عمارت تیار کی تھی، زمینداری کے شُغل کے بعد بھی یہی کتب خانہ ان کی دلچسپی کا مرکز تھا،

معمول تھا کہ صبح کی نماز کے بعد ہاتھ میں ایک بڑی سی لکڑی لے کر باغ میں سیر کو نکل جاتے،

اس وقت اُن کے دوسرے ہاتھ میں تسبیح ہوتی، لکھنؤ آتے تو صبح کو پیدل منشی احتشام علی کی کوٹھی واقع خیالی گنج سے مولوی عبدالباری صاحب ندوی کی کوٹھی ہارڈنگ روڈ تک پیدل جاتے، واپسی سواری پر ہوتی، دارالمصنّفین آتے تو احاطہ کے اندر کمرہ کے باہر روش پر ٹہلا کرتے۔

ایک دفعہ دارالمصنّفین کا جلسۂ انتظامیہ رمضان المبارک میں مقرر کیا، ہم نے عُذر کرنا چاہا تو جواب میں لکھا کہ کیا رمضان مسلمانوں کے کام میں مانع ہے، غرض تشریف لائے، اس زمانہ میں وہ چائے کے بجائے اُولٹین پیتے تھے، مَیں کافی، اور مولوی مسعود علی صاحب چائے پیتے تھے، سحری میں یہ تینوں شرابُ الصّالحین لائی جاتیں، اور ہر ایک کا ایک ایک دَور چلتا، اور بڑی خوشی سے پیتے، اور بعد کی ملاقاتوں میں اکثر اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

دارالمصنّفین کی مسجد مرحوم ہی کی کوشش سے نواب مزمل اللہ خاں مرحوم کی امداد سے مولوی مسعود علی صاحب کی نگرانی اور انجینیرنگ میں بنی، پھر دارالعلوم ندوہ کی مسجد بھی برادرِ موصوف ہی کی نگرانی اور انجینیرنگ میں بنی، مرحوم دونوں کو دیکھ کر برادرِ موصوف کے تعمیری ذوق کو بہت پسند فرماتے تھے، چنانچہ جب وہ علی گڈھ میں حبیب منزل بنوانے لگے، تو مولوی صاحب موصوف کو بُلوا کر اُن سے مشورہ کیا، اُنھوں نے جو مشورہ دیا اس میں سے سامنے کی روکار عمارت ہے، فرماتے تھے کہ اگر یہ حصّہ نہ بنتا، تو یہ عمارت کچھ نہ ہوتی۔

مرحوم کے اخلاق کی دو خصوصیتیں عجیب تھیں، ایک یہ کہ جس شخص سے جس جہت سے اُن کو تعلّق ہوتا، وہ اس سے اسی جہت سے مِلتے، اور اسی کے متعلّق باتیں کرتے، اس کی دوسری جہتوں سے اُن کو کوئی تعلق نہ ہوتا، حکیم اجمل خان مرحوم سے گہرے تعلّقات تھے، مگر یہ یک جہتی قدیم قلمی مخطوطات اور قدیم تہذیب و شرافت کے افکار سے تھی، ان دونوں کی ملاقاتوں میں یہی تذکرے رہتے کہیں بیچ میں سیاست کا نام بھی نہیں آتا، مولانا ابوالکلام سے بھی مولانا شبلی کے واسطہ سے اُن کے تعلقات تھے، اُن کی ملاقات اور مکاتبت بھی جو چھپ چکی ہے سیاست کے تذکرہ سے خالی ہے، میری زندگی پر مختلف دَور گزرے ہیں، جن میں سیاست بھی ہے، مگر کبھی کسی خط میں نہ میں نے اس کے متعلّق کچھ لکھا،

اور نہ کبھی اُنھوں نے پوچھا۔

اُن کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ اُن کی مجلس میں کبھی کسی کی بُرائی یا غیبت نہیں ہوتی، کوئی کرتا بھی تو اُڑا دیتے، خطوط میں بھی احتیاط تھی، اگر ناگزیر طور سے کچھ ذکر آتا تو اس طرح اشارہ کنایہ میں کہتے کہ غیر اس کے سمجھنے سے قاصر رہتے،

مرحوم کو اچھی اور تاریخی یادگاروں کا شوق تھا، بعض بادشاہوں کے فرامین، تلواریں یا خنجر اُن کے پاس تھے، میں جب ۱۹۳۴ء میں کابل کے سفر سے واپس آیا اُس کے بعد مرحوم دار المصنفین آئے تو قالینوں کا تذکرہ نکلا، مَیں نے عرض کیا کہ نادر شاہ شاہ کابل نے مجھے ایک قالین عنایت کیا ہے اُن کو دکھایا تو اُس کو پسند کیا، مُلّا صاحب سے جو اُن کے رفیقِ خاص تھے، اور ہمیشہ سفر میں ساتھ رہتے تھے، فرمایا "مُلّا جی یہ تو پٹھانوں کا مال ہے، ساتھ باندھ لو" چنانچہ وہ قالین اُن کے نذر کر دیا کہ شاہاں بشاہاں می دہند، فقیروں کے یہاں اُس کا کیا کام، البتہ شاہ کی دی ہوئی تسبیح سبز شاہ مقصود کی فقیر کے پاس ہے۔

مرحوم بزرگوں کے قصّے، لطیفے، حالات اور حکایتیں اس قدر ذوق و شوق و لُطف سے مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے، کہ اس وقت وہ بُلبلِ ہزار داستان معلوم ہوتے تھے، اُن کی تقریروں کا بھی یہی رنگ تھا، آواز گو پست تھی، مگر تقریر مسلسل اور تاریخی واقعات کے حوالوں سے پُر تاثیر ہوتی تھی، اُن کی انشاء پردازی کا بھی ایک خاص رنگ تھا، نہایت سُتھرا اور پاکیزہ "تکلّف سے بَری تصنّع سے خالی، اور آورد سے پاک، بزرگوں کے تذکرے ادب سے کرتے تھے، زبان فطرۃً نہایت ادب شناس عنایت ہوئی تھی، لہجہ میں سختی اور آواز میں کرختگی مطلق نہ تھی اگرم سے گرم موقعوں پر بھی وہ حدود سے باہر قدم نہیں رکھتے تھے۔

بظاہر وہ اخلاق میں بڑے نرم اور مرنج و مرنجاں تھے، مگر جب کسی وقت کسی چیز پر اڑ جاتے تو پھر اُس سے نہ ٹلتے تھے، چنانچہ حیدر آباد سے علیحدگی کا سبب یہی پیش آیا، اس پر ایک شعر اُنھوں نے کہا جو مجھے لکھ بھیجا تھا:۔

شاہبازِ ہمتم، ربطے بدستِ شاہ داشت دستِ دیگر ترک کردہ در ہوا پرواز کرد

یہ بھی اُن کی سیرت کا قابلِ ذکر واقعہ ہے کہ باوجود ایک رئیس ابنِ رئیس ہونے کے اور حکّامِ ضلع سے اچھے تعلّقات رکھنے کے سرکاری اعزاز واحترام اور خطاب والقاب سے بچتے تھے، ایک دفعہ اُن کو شمس العلماء کا خطاب ملنے والا تھا، اُن کو خبر ہوئی تو پوری کوشش کی کہ اس خطاب سے اُن کو بری رکھا جائے فرماتے تھے کہ حیدرآباد کا خطاب اس لئے قبول کیا کہ یہ ایک دولتِ اسلامیہ کی نشانی تھی۔

مرحوم کو ملّتِ اسلامیہ سے بڑی محبّت تھی، اُس کے اچھے واقعات اور مسرّت بخش تذکروں سے خوش ہوتے تھے، اور اُس کے نفاق واختلاف کی باتوں سے ہمیشہ کنارہ کش رہتے، ندوہ کے باہمی اختلاف کے زمانہ میں باوجود اس کے کہ طرفین دوست تھے، دونوں سے بیگانہ رہے، اور جب مولانا شبلی کی وفات کے بعد مصالحت کا زمانہ آیا تو وہ سب کے آگے تھے۔

مرحوم گو سیاست سے سروکار نہیں رکھتے تھے، تاہم ملک کے پچھلے واقعات سے بہت غمگین تھے، عمر کے ساتھ کچھ ملکی اور کچھ خانگی افکار نے بھی اُن کے دل ودماغ کو متاثر کیا، مگر ضابط اور متحمّل ایسے تھے کہ کبھی اس داستان کا ایک حرف زبان پر نہیں آیا، اُن کے قوای میں سب سے پہلے اُن کے حافظہ نے جواب دیا، اکثر بات بھول جاتے، جب کاروانِ خیال نکلا، تو اس میں مولانا ابوالکلام کے جواب میں اُن کا یہ بیان پڑھ کر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ "ہاں مجھے یاد ہے کہ دو نوجوان ابوالنصر آہ اور ابوالکلام نمایاں ہوتے تھے، اسی سلسلہ میں سُنا کہ آپ بغداد چلے گئے، تفصیلات اب معلوم ہوتیں" میں نے انھیں لکھا کہ یہ صحیح ہے کہ سفرِ عراق پر (شاید ۱۹۰۶ء میں) دو نوجوان عراق کے سفر کو نکلے تھے، جن میں سے ایک ابوالنصر غلام یاسین (مولانا ابوالکلام کے بڑے بھائی) تھے، ابوالکلام نہیں تھے، اُن کے رفیق اس سفر میں حافظ عبدالرحمان امرتسری تھے، اور اس وقت مولانا ابوالکلام امرتسر میں وکیل کے ایڈیٹر تھے، بیچارے ابوالنصر نے عراق میں انتقال کیا، ہندوستان خبر آئی، تو مولانا ابوالکلام نے وکیل میں اپنے حزن وغم کا اظہار فرمایا، اخیر میں مَیں نے لکھا کہ آپ کے اس طرح تصدیق کر دینے سے افسانہ بھی تاریخ بن جائے گی۔

اس پر مرحوم نے خاموشی اختیار کی، اور کچھ جواب نہ دیا، یہ اُن کی خاص عادت تھی کہ جس بات پر گفتگو

کرنا نہیں چاہتے، اُس کے جواب سے اعراض کرتے، اسی سے اُن کے اداشناس اُن کے مطلب کو سمجھ جاتے۔

مرحوم کو بزرگوں کی یادگاروں سے والہانہ شیفتگی تھی، پٹنہ کے اجلاس ندوہ میں غالباً حاجی شاہ منوّر علی دربھنگوی بانیٔ مدرسۂ امدادیہ دربھنگہ جو حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکّی کے خلیفہ تھے، ندوہ کے جلسہ میں وہ دستار سر پر باندھ کر آئے جو حضرت حاجی صاحب کا عطیّہ اور تبرّک تھا، ایک تعلیم یافتہ کی تقریر پر جلسہ میں ایک ایسا پُرعظمت جوش، عُلما، مشائخ، صُلحا اور عامۂ مسلمین پر طاری ہوا کہ جو جس کے پاس تھا وہ ندوہ کے نذر کردیا، شاہ منوّر علی صاحب نے وہی دستار اُتار کر پھینک دی، وہ دستار نیلام ہو کر بڑی قیمت کو فروخت ہوئی، وہ کون خوش قسمت تھا، جس نے آگے بڑھ کر حسب حیثیت قیمت ادا کی، اور اس کو اُٹھا کر آنکھوں سے لگایا، نوجوان حبیب الرحمان خاں شروانی! پھر اس کو وہ ہمیشہ اپنے لئے طرّۂ سعادت سمجھتے رہے۔

اُن کے اخیر دَور کی یادگاروں میں استاذ العلماء مولانا لطف اللہ صاحب کی سوانح عمری، اور خطیب بغدادی پر حنفی نقطۂ نظر سے تبصرہ ہے، جو معارف میں چھپے ہیں، اور الگ بھی شائع ہوئے، اُنھوں نے مولانا سلیمان اشرف صاحب کی کتاب المبین پر ایک تبصرہ لکھا، اور میرے پاس بھیجا، اسی زمانہ میں فقیر کی تصنیف "عرب و ہند کے تعلّقات" چھپی تھی، جی چاہا کہ مرحوم کے قلم سے اس پر ایک تبصرہ شائع ہوتا تو مصنّف کو فخر و مباہات کا ایک موقع ہاتھ آتا، اس موقع پر اپنے مطلب کو میں نے اس طرح ادا کیا، المبین پر تبصرہ ملا، یاد آیا کہ حضرت الاستاذ کی تصنیفات پر آپ کا تبصرہ ہمیشہ ہوا کرتا تھا، چنانچہ المامون، الغزالی، سوانح مولانا روم اور شعرالعجم وغیرہ پر تبصرے پڑھے، کیا حضرت الاستاذ کی متروکہ موروثی سعادتوں میں سے راقم کو بھی اس سُنّتِ دیرینہ کی موروثی سعادت کے حصول کا موقع ملے گا، مرحوم نے بڑی خوشی سے تبصرہ لکھا، جو معارف میں شائع ہوا۔

مرحوم کی پابندیٔ وضع کی ایک خاص یادگار علی گڈھ میں مولانا سلیمان اشرف صاحب کی قیام گاہ میں اخیر وقت کی حاضری تھی، جو بعد مغرب تک جاری رہتی، جب وہ علی گڈھ آتے، یہ حاضری

بلاناغہ ہر موسم میں اور ہمیشہ رہی، اس وقت دلچسپی کا سامان علمی مسائل پر گفتگو رہتی، مولانا سلیمان اشرف صاحب کی وفات کے بعد مولانا عبداللطیف صاحب کی قیام گاہ پر اسی وقت اور اسی حیثیت سے یہ مجلس جاری رہی مرحوم اپنے دور کے خاتم تھے، اب اس جوہر شرافت کا نمونہ کبھی دیکھنے میں نہ آئے گا، اب گلستان کا رنگ اور ہے، چاردانگ میں ہوائیں اور سمت کی چل رہی ہیں، اب ریاست اور ریاست کے ساتھ کمالات وفضائل کا یہ اجتماع گزشتہ تاریخ کا ورق بن کر رہ جائے گا، مگر انشاءاللہ یہ ورق یادگار رہے گا ؎

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

سید سلیمانؒ (ندویؒ)
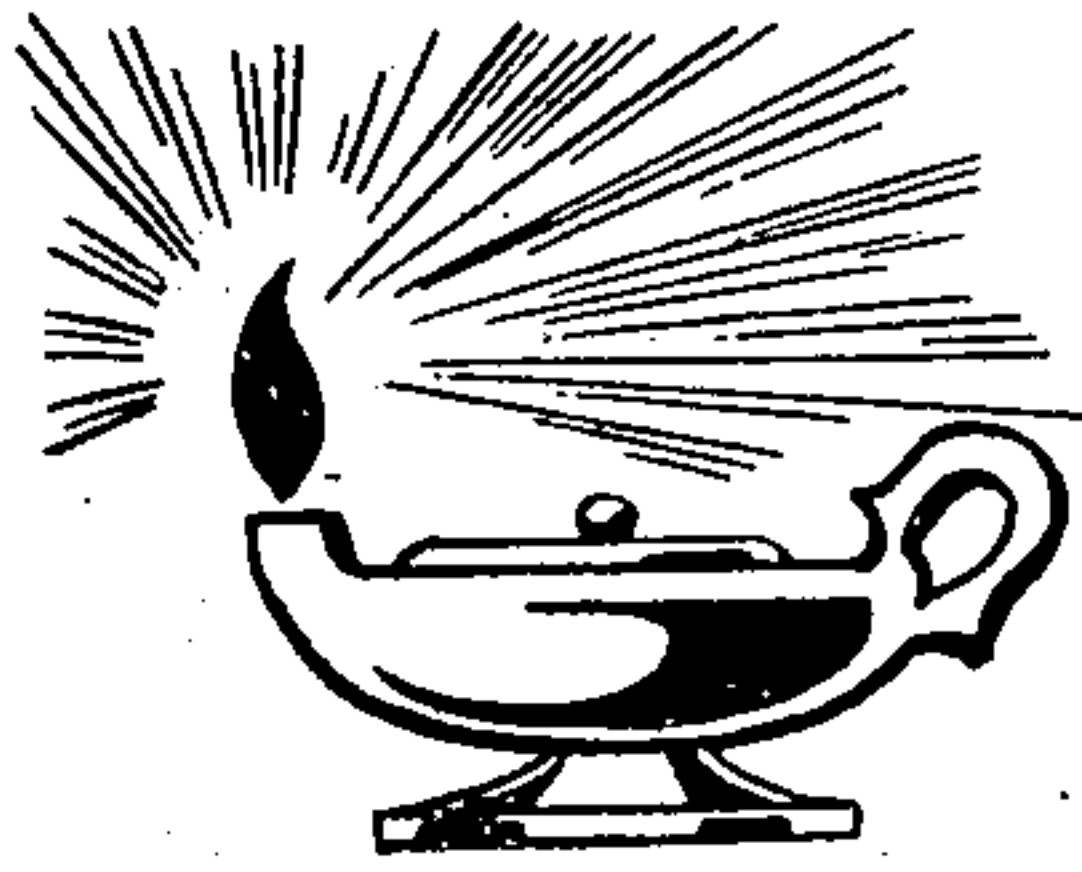
تاریخِ

خطیبِ بغدادی

تاریخ خطیب بغدادی

اس دورِ قحط الرّجال کی (جب کہ بقیہ نقیہ رجالِ علم بھی علمی مجلسوں کو خالی کر رہے ہیں) یہ بڑی سعادت ہے کہ وہ اعلیٰ اسلامی تصانیف جن کو زمانے کی آنکھیں صدیوں سے ترس رہی تھیں، اور جن کے نام صرف کتابوں میں رہ گئے تھے، یکے بعد دیگرے شائع ہو کر دل و دماغ کو منور کر رہی ہیں، تاریخ کے سلسلے کو ملاحظہ کیجئے، مثالاً، تاریخ ابن جریر طبری عرصہ ہوا طبع ہو چکی، حافظ ابن عساکر کی تاریخ کے اجزاء شائع ہوئے، حال میں تاریخ خطیب بغدادی مصر سے آئی، طباعت کی ان خوبیوں کو لئے ہوئے جن پر بیروت کے بہترین مطبعے رشک کریں، اہتمامِ صحت کے ساتھ ضروری تحشّی بھی ہے، رجال کی فہرست دی ہے، ہر صفحے پر سطروں کا شمار ہے، اس تاریخ کی چودہ ۱۴ جلدیں ہیں، کُل صفحات ۶۴۱۱ ہیں تعجب ہے کہ مطبع نے ہر جلد کی لوح پر جلدوں کی تعداد ۱۲، اور صفحات کی تعداد ۴۸۰۰ لکھی ہے، انتہا یہ کہ چودہویں جلد کی لوح پر بھی یہی اطلاع درج ہے۔

اس تاریخ کا خلاصہ بھی کیا گیا تھا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ میرے یہاں ہے، یہ خلاصہ فلسکیپ کے ۳۸۱ صفحات پر ختم ہوا ہے، خلاصہ نگار قاضی ابوالیمن مسعود بن محمد بخاری حنفی المتوفی ۴۹۱ھ خطیب کے شاگرد ہیں، دیباچہ میں تاریخ خطیب کی تعریف کر کے لکھتے ہیں کہ "طول زیادہ ہے، اس لئے میں نے منتخب رجال کے (بہ ترتیب اصل کتاب) حالات، شعر، حدیث، حکایت حسب سند خود مختصراً نقل کئے ہیں" واضح ہو کہ کُل رجالِ خلاصہ کی تعداد چند صد سے متجاوز نہ ہو گی، منتخب شعر وغیرہ مستقل عنوان ہیں، بستان المحدّثین سے واضح ہوتا ہے کہ تاریخ خطیب کا کوئی حصّہ شاہ (عبدالعزیز) صاحبؒ کے پیش نظر بھی تھا مگر مطبوعہ نسخہ کو دیکھ کر یہ تعین مشکل ہے، کہ کونسا جزء کتاب تھا، عبارت بستان کا ترجمہ یہ ہے:۔

"تاریخ بغداد خطیب بغدادی کی تصانیف میں سے ہے، اس کے جزء ثانی کے شروع میں مناقب بغداد اور اس مبارک بنیاد کی بزرگی اور اس کے باشندوں کے محاسن اخلاق درج کئے ہیں۔"

اس کے بعد بغداد کے دونوں دریاؤں کا جو دجلہ اور فرات ہیں ذکر کیا ہے، بخاری کے حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب کے احوال تک کتاب کا ایک ربع ختم ہو جاتا ہے، پہلی اسناد اس کی یہ ہے، حافظ ابوبکر نے کہا ہے کہ ہم کو عبدالعزیز بن ابی الحسن القرمیسینی نے خبر دی۔ الخ،

اس کے بعد چند شعر مدح بغداد کے نقل کئے ہیں جن کا پہلا شعر ہے ؎

فدًی لكِ یا بغداد کلّ قبیلة — من الارض حتّٰی خطتی و دیاریا

مطبوعہ نسخہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مناقب بغداد جلد اوّل کے ابتداء میں ہیں، علیٰ ہٰذا القیاس دجلہ و فرات کا ذکر، امام بخاریؒ کا ذکر جلد دوم کے آغاز میں ہے، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب کا ذکر اسی جلد کے تین ربع ختم ہونے پر شروع ہوتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ شاہ صاحب کے ملاحظے میں کونسی جلد تھی، بظاہر جلد اوّل و دوم کا مجموعہ تھا، اس صورت میں ابن ابی ذئب کے ذکر تک ربع کتاب ختم ہونے کا کیا مطلب ہوگا۔

خطیب بغدادی نام احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بغدادی، کنیت ابوبکر، ۳۹۲ھ میں بمقام درزیجان پیدا ہوئے جو عراق کا ایک قریہ تھا، ان کے والد قریہ مذکور میں خطیب تھے، اور فی الجملہ علم آشنا، باپ کی تحریص سے بیٹے نے تحصیل علم شروع کی، گیارہ برس کی عمر تھی کہ والد نے ان کو حدیث سنوانی شروع کر دی تھی[1]، اس کے بعد خطیب نے اپنی محنت سے اقلیم در اقلیم سیاحت کر کے علم حاصل کیا، جملہ فنونِ حدیث میں امام وقت ہو گئے، حافظ ابونعیم ان کے مشائخ میں ہیں، حافظ ابن ماکولا شاگرد، حافظ ابن عساکر چوبیس[24] شاگردوں کے شاگرد، خطیب کا شمار کبارِ شافعیہ میں ہے، فقہ ابن المحاملی اور

---

[1] خطیب کی تاریخ ولادت جیسا کہ خود انھوں نے تصریح کی ہے یوم پنجشنبہ ۲۴ جمادی الآخرہ ۳۹۲ھ ہے۔ اور سب سے پہلے انھوں نے حدیث کا سماع محرم ۴۰۳ھ میں کیا ہے (ملاحظہ ہو تاریخ بغداد ج۔ ۱۱ ص ۲۶۹)۔ محمد عبدالرشید نعمانی۔

قاضی ابوالطیب سے حاصل کی، اس پر اتفاق ہے کہ دارقطنی کے بعد علوم حدیث کا ماہر ان سے بڑھ کر نہیں ہوا، حفاظ کا ان پر خاتمہ ہوگیا، صاحب ہیبت، باوقار اور ثقہ تھے، خط پاکیزہ تھا، کثیر الضبط، فصیح البیان، آواز بلند تھی، جو روایت حدیث کے وقت جامع منصور کے آخری حصے میں سنی جاتی تھی، ستی کریمہ کے سامنے صحیح بخاری مکہ مکرمہ میں پانچ دن میں پڑھی، عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں صرف کیا، حاضری حرم کے وقت زمزم پی کر تین دعائیں کیں، بغداد میں اپنی تاریخ کی روایت کریں، جامع منصور میں روایت حدیث کریں، حضرت بشر حافی کے پہلو میں دفن ہوں، تینوں دعائیں قبول ہوئیں۔

سفر حج میں شام تک قریب غروب ایک قرآن ترتیل کے ساتھ ختم کر لیتے تھے، اس کے بعد لوگ جمع ہو کر روایت حدیث کی التجا کرتے، خطیب سواری میں بیٹھ کر روایت حدیث کرتے (عرب میں سفر شب کو ہوتا ہے) ایک بار کسی نے ان کو دیکھ کر کہا تم حافظ ابو بکر خطیب ہو، فرمایا میں ابو بکر خطیب ہوں، حفظ حدیث دارقطنی پر ختم ہوگیا، چلتے چلتے کتاب کا مطالعہ کرتے جاتے، حنبلیوں کی سختی سے تکلیف اٹھائی، تصانیف کی تعداد ۵۶ ہے (تفصیل ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ ذہبی میں)۔

بہت دولتمند تھے، اہل علم اور علم کی خدمت میں بڑی بڑی رقمیں خرچ کیں۔

عقائد میں مذہب ابوالحسن اشعری کے پیرو تھے جو بقول امام سبکی محدثین کا مذہب قدیماً وحدیثاً رہا ہے۔

ایک بار شیخ ابو اسحاق شیرازی کے درس میں حاضر ہوئے، شیخ نے ایک حدیث بحر بن کثیر السقا سے روایت کی، بعد روایت خطیب کی جانب متوجہ ہو کر کہا ان کی نسبت کیا کہتے ہو، کہا اجازت ہو تو حال بیان کروں، یہ سنکر شیخ ان کے سامنے سنبھل کر شاگرد کی طرح بیٹھ گئے، خطیب نے اس شرح وبسط سے حال بیان کیا کہ اس کو سن کر شیخ ابو اسحاق نے کہا کہ خطیب اپنے وقت کے دارقطنی ہیں۔

اکہتر برس کی عمر پاکر ۴۶۳ھ میں انتقال کیا، نماز جنازہ ابوالحسین ابن المہتدی باللہ نے پڑھائی، شیخ ابو اسحٰق شیرازی نے جنازہ کو کندھا دیا، حضرت بشر حافی کے پہلو میں دفن ہوئے،

رضی اللہ عنہ، وفات سے پہلے کتابیں وقف کردیں، مال و دولت خلیفہ کی اجازت لے کر تقسیم کردی، چونکہ کوئی وارث نہ تھا، لہٰذا متروکہ حق بیت المال ہوتا، اجازت یوں ضروری تھی، (ماخوذ از تذکرۃ الحفاظ ذہبی و طبقاتِ سبکی)۔

تاریخ خطیب جیساکہ اُوپر لکھا گیا تاریخ چودہ۱۴ جلدوں میں ہے، مصر سے ۱۳۴۹ھ میں اشاعت شروع ہوئی، بغداد کے حالات و واقعات آغازِ بنیاد سے ۴۶۳ھ تک لکھے ہیں، اور یہ زمانہ (جیساکہ لوح کتاب پر بھی لکھا ہے) بغداد کی اقبال مندی کا زمانہ ہے، خطیب دیباچہ میں لکھتے ہیں۔

"یہ کتاب مدینۃ السلام کی تاریخ ہے جس میں اس کے آبادی کا ذکر ہے، اس کے کبرار ساکنین، واردین اور علمار کا تذکرہ ہے، اپنے علم و معرفت کی حد تک میں نے اس میں حالات لکھ دیئے ہیں"

اس عہد کے دستور کے مطابق حالات و واقعات بسلسلہ روایت لکھے ہیں، سب سے اوّل بروایتِ یونس امام شافعیؒ کا قول لکھا ہے، یونس سے پوچھا تم بغداد گئے ہو، نفی میں جواب سُنکر فرمایا "ما رأیتَ الدّنیا" تم نے دنیا نہیں دیکھی۔

تاریخ خطیب جس طرح بہترین زمانے کی تاریخ ہے، اسی طرح طرزِ بیان کے لحاظ سے مسلمان مؤرخین کی تصنیف کا اعلیٰ نمونہ ہے، الفاظ بقدر معانی استعمال کئے ہیں، عبارت آرائی و مدح طرازی کا نام نہیں، بیان صاف اور متین ہے، جرح و تعدیل دونوں بے لاگ ہیں، اگرچہ بعض معرکۃ الآرا مقامات میں قوتِ فیصلہ کی کمی نمایاں ہے، محدّثانہ روایات ہیں، ادیبانہ مبالغہ، منطقیانہ تذبذب پاس نہیں۔

روشِ تاریخ مروّجہ طریقہ سے علیٰحدہ ہے، بجائے خُلفار و اُمرار کو مستقل موضوع قرار دے کر ان کے حالات بیان کرنے کے رجالِ تاریخ کا ذکر بترتیب حروف تہجی کیا ہے، اسی سلسلہ میں اپنے اپنے موقع سے خُلفار و اُمرار بھی آجاتے ہیں، رجال کے سلسلے میں ہر فن اور علم کے ماہرین مذکور ہیں، مفسّرین و محدّثین و فُقہار سے لے کر شُعرار و مغنّیین و اہلِ صنعت تک سب ہی کا ذکر ہے، اس طرح ۷۸۳۱ مشاہیر رجال کا تذکرہ ہے۔

چونکہ یہ زمانہ مجتہدانہ قوت کا تھا اس لئے اکابرینِ اُمّت سب ہی اس سلسلے میں آگئے ہیں،

گروہ حضرات جو بعد کو ہوئے۔ ابتدائی چند بابوں میں مختلف فقہی مسائل سے محدثانہ وفقیہانہ بحث کی ہے، مثلاً زمینِ بغداد کی بیع وشرار اور اس کی پیداوار کا کیا حکم ہے، چونکہ حضرت عمرؓ نے سوادِ (عراق) کی زمین کو مسلمانوں کے حق میں وقف فرمادیا تھا اس لئے اس پر مالکانہ قبض وتصرف فقہاء کے ایک گروہ کے نزدیک ناجائز و مکروہ تھا، امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے تقوٰی کے متعلق کوئی مسئلہ پوچھا تو فرمایا، استغفراللہ! میرے لئے ورع وتقوٰی کے مسئلے پر گفتگو کرنی درست نہیں اس لئے کہ میں بغداد کی پیداوار کھاتا ہوں، بشر بن الحارث (حافی) ہوتے تو وہ تم کو جواب دے سکتے، صُلحاءؒ کو اسی لئے بغداد کی سکونت میں کلام تھا، اس مبحث پر موافق و مخالف دونوں پہلوؤں سے بسیط بحث کی ہے، فیصلہ جواز کے حق میں دیاہے، دوسرے باب میں یہ بحث ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارض سواد فاتحین میں تقسیم کیوں نہیں فرمایا، اسی سلسلے میں عہد فاروقی کے بندوبستِ اراضی کا ذکر آتاہے، جو حضرت عثمانؓ بن حنیف صحابی نے کیا تھا، اس بیان میں بندوبست شدہ اراضی کی شرح لگان، اقسام پیداوار، تعداد رقبہ سب کچھ آجاتا ہے، لگان صرف قابلِ زراعت اراضی پر تھا، مکانوں وغیرہ پر ٹیکس نہ تھا، دوکانوں پر ٹیکس مہدی خلیفہ نے لگایا، ۱۶۷ھ میں۔

اسی سلسلے میں ایک باب اُن روایتوں پر ہے جو عراق کی بُرائی پر ہیں اور بعد بیان ان کی تنقیح کرکے ضعیف قرار دیاہے، اس کے بعد مناقبِ عراق اور اہلِ عراق کی صفات کا بیان کیاہے، عراق کی آب وہوا کے اعتدال کی تعریف ہے، اہلِ عراق کی عقل واخلاق کی تعریف ہے، اس کے ساکنین کی خدمتِ حدیث کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ "محدثینِ بغداد کا دامن وضعِ حدیث اور کذبِ روایت کی شہرت سے پاک ہے، بخلاف اہلِ کوفہ و خراسان کے کہ ان کے احادیثِ موضوعہ اور اسانیدِ مصنوعہ پر جلدوں کی جلدیں لکھی گئی ہیں" ایک قول لکھاہے "علم حجازی، اخلاقِ عراقی، طاعتِ شامی جب کسی شخص میں جمع ہوں تو وہ کامل ہے" دوسرا قول اذا خرجت من العراق فالدنیا کلّھا رستاق۔ جب تم عراق سے نکل آئے تو ساری دنیا دیہات ہے، یوم جمعہ بغداد کا، تراویح مکہ کی، عید طرسوس کی مشہور تھی۔

بغداد اس مقام کا قدیم نام بغداد تھا، بغداد کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ بَغ اہلِ مشرق کے ایک بُت کا نام

تھا، داد بمعنے عطیہ یعنی بغ دیوتا کا بخشا ہوا، اسی لئے اگلے زمانے میں فقہاء اس نام کا استعمال کمروہ خیال کرتے تھے، اب بغداد، بغداد شریف ہے، یہ ہے ارباب صلاح اور اہل دل کی گرمی تاثیر، بغداد کو بغدان اور مغدان بھی کہتے تھے (کیا دان اس میں ہندی کا لفظ خیرات کے معنے میں ہے؟) ایک وجہ تسمیہ میں بغ کو باغ کا مخفف بھی بیان کیا ہے اور داذ ایک آدمی کا نام۔ اس صورت میں نام بغداذ تھا اس نام کے استعمال میں فقہاء کو کراہت نہ تھی۔

منصور نے جس موقع پر مدینۃ السلام آباد کیا وہاں اہل بغداد کا ایک مزرعہ تھا جس کا نام المبارکہ تھا، ساٹھ آدمی اس کے مالک تھے، منصور نے ان کو معاوضہ دے کر رضامند کیا اور اسی مقام پر نیا شہر آباد کیا، چونکہ یہ شہر دجلہ کے کنارے بسایا گیا اور دجلہ کا نام وادی السلام و قصر السلام تھا، اس مناسبت سے شہر جدید کا نام مدینۃ السلام رکھا گیا۔

خلافت بنی عباس جن اثرات کے تحت بنو امیہ کے مقابلے میں قائم و کامیاب ہوئی ان کا اقتضاء یہی تھا کہ اس کا دار الخلافہ و مرکز عراق میں ہوتا، اسی لئے عبداللہ السفاح اول خلیفہ عباسی (۱۳۲-۱۳۶ھ) نے دار الخلافہ پہلے کوفہ میں بنا کر اس کا نام ہاشمیہ رکھا، ۱۳۴ھ میں انبار کو دار الخلافہ قرار دے کر ہاشمیہ سے موسوم کیا، وہیں سفاح کی وفات و تدفین ہوئی اور وہیں منصور کی بیعت۔ (معجم البلدان)

مدینۃ السلام کی بنیاد ۱۴۵ھ میں رکھی گئی، ۱۴۶ھ میں شاہی عمارتوں کا اس قدر حصہ تیار ہو گیا کہ منصور مع لشکر اور خزانے کے ہاشمیہ سے منتقل ہو کر وہاں آ گیا، سلسلۂ تعمیر ۱۴۹ھ تک جاری رہا۔ سنہ مذکور میں چار دیواری تیار ہونے پر کام ختم ہو گیا، مصارف تعمیر چالیس لاکھ آٹھ سو درم ہوئے، طریقۂ تعمیر یہ تھا کہ اول تمام ممالک خلافت سے ہر قسم کے کاریگر مثلاً انجنیر (ہندس) معمار، نجار، لوہار وغیرہ فراہم کئے گئے ان کی تنخواہیں مقرر کیں، اس طرح ہزاروں آدمی جمع ہونے پر انجینیروں کو اپنا ذہنی نقشہ سمجھایا، انھوں نے اس کے مطابق داغ بیل کی، شہر کا نقشہ مدوّر قرار دیا گیا، اس اہتمام سے تعمیر شروع ہو کر پانچ سال میں ختم ہو گئی، نجمیت کا اثر یہ بھی تھا کہ ساعت نوبخت منجم نے تجویز کی، یہاں تعمیر کے ضمن میں بہت سے مفید مباحث آ جاتے ہیں، مثلاً معماروں وغیرہ کی شرح تنخواہ، اس کی مناسبت

سے اس عہد میں اجناس کا نرخ، مدینۃ السلام کی پیمائش، اس کے دروازے، مساجد، پل، مقابر، نہریں، وغیرہ۔

تعمیر کے بعد جو ترمیمیں خود منصور نے کیں ان کا ذکر ہے، بازار پہلے محلات شاہی کے زیادہ قریب تھے، دور ہٹا کر آباد کئے گئے، اس طرح کرخ کی آبادی وجود میں آئی، سڑکیں چوڑی کی گئیں، سب سے زیادہ چوڑی سڑک چالیس زراع (ہاتھ) چوڑی تھی، تقریباً ۷۰ فٹ کرخ کے بعد رصافہ ولیعہد مہدی کے لئے آباد کیا، یہ ۱۵۴ھ کا واقعہ ہے، اسی طرح عہد بعہد کے اضافے بیان کئے ہیں، اسی ضمن میں عروج تکلفات کا وہ منظر سامنے آجاتا ہے جب کہ المقتدر کے عہد (۳۰۵ھ) میں سفیر روم کی آمد میں شہر آراستہ کیا گیا تھا، تفصیل کا شوق ہے تو اصل کتاب دیکھو۔

ان مقابر کے بیان میں جو علماء و صلحاء کے لئے مخصوص تھے جداگانہ مستقل باب ہے، سب سے اول مقابر قریش کا بیان ہے جہاں حضرت موسیٰ کاظمؒ کا مزار تھا (یہی مقام اب کاظمین ہے) ابو علی الخلال کا قول نقل کیا ہے، ما ھمنی امر فقصدت قبر موسیٰ بن جعفر فتوسلت بہ الا سھل اللہ تعالیٰ لی ما احب، جب مجھ کو کوئی مشکل پیش آتی اور میں موسیٰ بن جعفرؒ کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے توسل سے دعا کرتا تو اللہ تعالیٰ میری مراد برلاتا۔

باب حرب کے مقبرے میں امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت بشر حافیؒ مدفون تھے، اسی سلسلے میں دو روایتیں ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ ہر قبر پر ایک قندیل روشن ہے، پوچھا یہ کیا ہے، جواب ملا "تم کو معلوم نہیں؛ امام احمد بن حنبلؒ کی آمد کے سلسلے میں یہ قبریں پر نور ہوئی ہیں، جو عذاب میں تھے ان پر رحم فرمایا گیا، خاکسار کہتا ہے کہ جوانمرد امام کا استقبال اسی شان سے ہونا تھا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

دوسری روایت حضرت بشر حافیؒ کے وصال کے متعلق ہے، ایک راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو بعد وفات دو حلّے پہنے ہوئے دیکھا، استفسار پر کہا کہ ہمارے قبرستان میں بشر بن الحارث دفن ہوئے ہیں، اس سلسلے میں تمام اہل مقبرہ کو دو دو حلّے عطا ہوتے ہیں، قدس سرہ۔

حضرت معروف کرخیؒ کی قبر باب الدیر کے مقبرے میں تھی، اس کی نسبت لکھا ہے، قبر معروف الکرخی مجرّبٌ لقضاء الحوائج۔ سو مرتبہ قل ہو اللہ پڑھ کر جو دُعا ان کے قبر کے قریب کیجائے مقبول ہوتی ہے۔

مقبرہ خیزران میں محمد بن اسحٰقؒ مصنف سیرۃ مدفون تھے، نیز امام اعظم ابوحنیفہؒ۔

امام اعظمؒ کی قبر کے متعلق امام شافعیؒ کی ایک روایت لکھی ہے، علی بن میمون (شاگرد امام شافعیؒ) روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شافعیؒ نے کہا، انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجئ الی قبرہ فی کل یوم یعنے زائرًا فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وجئت الی قبرہ وسألت اللہ تعالی الحاجۃ عندہٗ فما تبعد عنی حتی تقضی، میں ابوحنیفہؒ کے توسّل سے برکت حاصل کرتا ہوں، ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں، جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں، دُعا کے بعد مراد بر آنے میں دیر نہیں لگتی،[1]

---

[1] زیارتِ قبر کے موقع پر زائر کے لئے اپنے اور میّت کے حق میں دعا کرنا مسنون ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں بکثرت روایتیں کتب حدیث میں منقول ہیں۔ امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ شیخ ابن تیمیہؒ اپنی افتادِ طبع کی بنا پر ناحق اس واقعہ کی تکذیب کے درپئے ہیں (ملاحظہ ہو اقتضاء الصّراط المستقیم ص ۲۴۳ و ۲۴۴ طبع مصر سنہ ۱۳۶۹ھ) اور شیخ موصوف کی کورانہ تقلید میں ہمارے دَور کے بعض علماء اہلِ حدیث بھی اس واقعہ کو جھٹلانے کے لئے بُری طرح پیچھے پڑے ہیں۔ حالانکہ محدّث کوثری نے "محقّ التقول فی مسئلۃ التوسل" میں اس واقعہ کی سند کو صحیح بتایا ہے۔ اور خود حافظ خطیب بغدادی کی طبیعت امام اعظم (رضی اللہ عنہ) کے فضائل ومناقب کے سلسلہ میں کسی ایسی روایت کے بیان کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کہ جس کی سرے سے کوئی حقیقت نہ ہو۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں وہاں کے علماء و اولیاءؒ کے مقابر کے حالات میں ایک مستقل عنوان قائم کیا ہے جس کے الفاظ ہیں باب ماذکر فی مقابر بغداد المخصوصۃ بالعلماء والزھاد اور پھر اس عنوان کے تحت وہاں کے مشہور مقبروں کا تفصیل کے ساتھ تعارف کرایا ہے جو کچھ بیان کیا ہے اس کی اسناد بھی ساتھ ہی نقل کردی ہے، امام شافعیؒ کا یہ واقعہ بھی موصوف نے باسناد ہی نقل کیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ اس اسناد کے راویوں میں سے اکثر حضرات کا ترجمہ خود انھوں نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے اور ان کی توثیق بھی کی ہے۔ چنانچہ اس روایت کے پہلے راوی حسین صیمری کے متعلق لکھتے ہیں وکان صدوقًا وہ سچے تھے) (ج ۸ ص ۷۹) اور دوسرے راوی عمر بن ابراہیم ابو حفص مقریؒ کے متعلق ان کی تصریح ہے وکان ثقۃ (وہ ثقہ تھے) (ج ۱۱ ص ۲۶۹) اور تیسرے راوی مکرم بن احمد کے بارے میں فرماتے ہیں وکان ثقۃ (ج ۱۳ ص ۲۲۱) اور اسکے آخری راوی علی بن میمون کا تذکرہ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے اور ان کو ثقہ کہا (تہذیب ج ۷ ص ۳۸۹)۔ یہ واضح رہے کہ قاضی ابوبکر مکرم بن احمد نہایت ثقہ ہیں اور محدّث حاکم نیسابوری صاحب المستدرک علی الصحیحین کے کبار شیوخ میں (باقی ص ۲۹ پر)

یہ بیانات جلد اوّل کے صفحہ ۱۲۷ تک چلے جاتے ہیں، اس کے بعد مداین کا ذکر بوجہ قرب تام آتا ہے، ذکرِ مداین تقریب ہوجاتا ہے، حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر کی جن کے قدوم سے مداین مشرف ہوا، ان حضرات کی تعداد پچاس ۵۰ ہے، اسی شرف کی وجہ سے مداین کا ذکر دیگر قصبات متصلۂ بغداد مثلاً نہروان، انبار وغیرہ سے پہلے کیا ہے۔

سب سے اوّل ذکر ہے حضرت امیرالمؤمنین علیؓ کا، سب سے آخر میں عبداللہ بن الحارث کا، ذکرِ مداین بھی باعث ہوا ہے تاریخ خطیب میں حضراتِ صحابہؓ کے ذکر مبارک کے آنے کا، ورنہ بغداد میں کسی صحابی کی آمد ثابت نہیں۔

حضرت علیؓ کے مدفن کی بحث بسیط ہے، راوی نے امام ابوجعفر محمد بن علی (امام باقرؒ) سے پوچھا کہ حضرت علیؓ کہاں دفن ہوئے؛ تو کہا بالکوفۃ لیلاً وقد غبیّ عنیّ دفنہ، کوفہ میں شب کو اور مجھ کو ان کی قبر کا حال نہیں معلوم، محمد بن سعد کی روایت ہے کہ کوفہ میں مسجد جامع کے قریب قصر الامارۃ میں دفن ہوئے۔

عبدالملک راوی کا بیان ہے کہ میں حافظ ابونعیم کے پاس بیٹھا تھا کہ کچھ سوار وہاں سے گزرے، میں نے کہا یہ لوگ کہاں جاتے ہیں، کسی نے کہا علی بن ابی طالب کے مزار کو جاتے ہیں، حافظ ابونعیم نے میری طرف مخاطب ہوکر کہا کذبوا نقلہ ابنہ الحسن الی المدینۃ، یہ لوگ کاذب ہیں ان کو ان کے بیٹے حسنؓ نے مدینہ منتقل کردیا ہے، شریک کا یہ قول حدیث بغوی میں ہے، نقلہ واللہ الحسن ابن علی الی المدینۃ، واللہ حسن بن علیؓ نے ان کو مدینہ منتقل کردیا، اس مضمون کی اور متعدد

(بقیہ حاشیہ ص۲۸) ان کا شمار ہے۔ چنانچہ مستدرک میں حاکم نے ان سے بکثرت روایتیں کی ہیں اور جابجا ان کی روایات کو صحیح کہا ہے اور حاکم کی تصحیح کو حافظ ذہبیؒ نے بھی تلخیص مستدرک میں قبول کیا ہے (ملاحظہ ہو مستدرک حاکم ج۔۱ ص ۱۴ و ۴۷ و ۲۵۹ و ۳۲۲ و ۴۱۵ و ۴۲۳ و ۵۱۱ و ج۔۲ ص ۹۲ و ۱۲۱ و ۱۵۴ و ۲۵۱ و ۵۰۳ و ج۔۳ ص ۶۲ و ۱۳۰ و ۱۴۹ و ۱۵۵ و ۲۵۴ و ۳۲۶ و ج۔۴ ص ۱۲۱ و ۱۴۱ و ۱۶۲ و ۱۸۲ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۷۸ و ۳۲۶ و ۴۲۶ و ۴۷۸) اس لئے دارقطنی کی کسی عبارت کا الٹا سلٹا مطلب سمجھ کر ان کو مجروح قرار دینا بڑی نادانی اور جسارت ہے۔ (محمد عبدالرشید نعمانی)

روایتیں ہیں۔

حافظ ابو نعیم سے خطیب نے روایت کی ہے کہ ابو جعفر الحضرمی مطین اس کے منکر تھے کہ جو مصنوعی قبر کوفے کی بلندی پر ہے وہ حضرت علیؓ کی قبر ہو، اور یہ بھی کہتے تھے کہ شیعوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ قبر کس کی ہے تو وہ سنگسار کر دینگے، یہ قبر مغیرہ بن شعبہؓ کی ہے، اگر یہ قبر علیؓ کی ہوتی تو میں اس کو اپنا ملجا و ماوی بنا لیتا۔

حضرت امام حسینؓ کی قبر کے متعلق لکھا ہے، احمد بن سعید الحمّال سے روایت ہے، سالتُ ابانعیم عن زیارة قبر الحسین فکانه انکران یعلم این قبرہ۔ میں نے ابو نعیم سے زیارتِ قبر حسینؓ کی بابت دریافت کیا تو ان کے بیان سے ایسا معلوم ہوا کہ ان کو اس کا علم نہ تھا کہ ان کی قبر کہاں ہے، صحابۂ کرامؓ کے ذکر کے سلسلے میں پانچواں نمبر حضرت عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر کا ہے، اثنائے ذکر میں لکھا ہے، حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ قرآن اور شرائع و احکام کی تعلیم کے لئے بھیجا، فبث عبد اللّٰہ فیھم علما کثیرا وفقّہ منھم جما غفیرًا، کوفہ پہنچ کر عبداللہؓ نے کوفیوں میں بکثرت علم پھیلایا، اور ایک گروہِ کثیر ان کی تعلیم سے فقیہ بنا، خاکسار کہتا ہے کہ یہی علم فقہ حنفی کی بنیاد ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کے اخلاق اسلامی کی وسعت کا ایک واقعہ اس زمانہ میں شمع ہدایت بن سکتا ہے علقمہؓ راوی ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مداین سے نکلا، راستے میں ایک مجوسی بھی ہمارے ساتھ ہو لیا، آگے چل کر عبداللہ بن مسعودؓ کسی ضرورت سے ہم سے الگ ہو گئے، واپس آئے تو مجوسی دوسرے راستے پر جا چکا تھا، یہ دیکھ کر اس راستے پر جا کر اس سے ملے اور سلام کیا، اور فرمایا، ان للصحبة حقًّا "رفاقت کا بڑا حق ہے"، کاش اس واقعے کو سُن کر ہمارے سینے کشادہ ہو جائیں۔

تراجم | صحابۂ کرامؓ کا ذکر ص ۲۱۲ پر ختم ہونے پر کتاب اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتی ہے، اور اہل بغداد کا ذکر شروع ہوتا ہے، خطیب لکھتے ہیں:۔

"اس سلسلے میں خلفاء، اشراف، کُبراء، قضاۃ، فقہاء، محدّثین، قُرّاء، زُہّاد، صُلحاء، متادّبین، شعرائے اہلِ مدینۃ السّلام کا مذکور ہے، اہلِ مدینۃ السّلام سے وہ مراد ہیں جو وہاں پیدا ہوتے یا دوسری

جگہ سے آکر وہاں بسے، ان کا بھی ذکر ہے جو بغداد چھوڑ کر دوسری جگہ فوت ہوتے، وہ بھی مذکور ہیں جو اس کی نواحِ قریب میں ساکن تھے یا وہاں آکر رہے، ان کی کنیت، ان کا نسب، مشہور واقعات، حسب، اخبارِ نیک، مدّۃ عمر، تاریخ وفات، حالات بقدر اپنی معرفت وعلم کے درج کئے ہیں، اسی کے ساتھ ان کے متعلق ثنا ومدح وذم وقدح، قبول ورد اور تعدیل وجرح کے جو الفاظ محفوظ ہیں وہ نقل کر دیتے ہیں، اور حروفِ معجم کی ترتیب ملحوظ ہے، تاکہ مطلب بآسانی حاصل ہو سکے، بعض اوقات کسی بلند پایہ کتاب میں کوئی اہم مضمون نظر سے گزرا دوسرے وقت تلاش کیا، بہت وقت صرف کیا، نہ ملا، چھوڑ دیا، حالانکہ ضرورت وحاجت باقی رہی، اسی لئے حروفِ تہجی کی ترتیب اختیار کی۔"

نام مبارک سے برکت حاصل کرنے کے لحاظ سے اوّل ان صاحبوں کا ذکر ہے جن کا نام محمد تھا، اس کے بعد حروفِ تہجّی کی پابندی کی ہے، اسی ضمن میں حافظ تیمیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ طالب حدیث پر لازم ہے کہ سب سے اوّل اپنے شہر کی کتبِ حدیث اور ان کے مؤلفین کے حال سے آغاز کرے، ان کی فہم میں ملکۂ تامّہ بہم پہنچائے جس سے صحیح وسقیم وغیرہ کی معرفتِ تامّہ حاصل ہو، اس کے بعد دوسرے شہروں کو لے۔

رجالِ تذکرہ کے حالات کے ضمن میں بڑے بڑے علمی دقائق ومباحث مجتہدانہ ومحدّثانہ قوّت کے ساتھ حل ہوتے جاتے ہیں، جن سے علماء استفادہ کر سکتے ہیں، کاش اہلِ مطبع مطالب کی فہرست بھی مرتّب کر سکتے، جس طرح یورپ میں ہوتا ہے۔

اسم مبارک سے مسمّیٰ مشاہیر کے ۱۵۷۹ تذکرے تین جلدوں میں آئے ہیں، چوتھی جلد احمد نامی مشاہیر سے شروع ہوتی ہے، — — — — — — — — — — — —

ابو حنیفہ

النعمان بن ثابتؒ

ابو حنیفۃ النّعمان بن ثابتؒ

النعمان[1] بن ثابت، ابو حنیفہ تیمی امام اصحاب الرآی، فقیہِ اہلِ عراق، انس بن مالک رضؓ کو دیکھا[2]، عطا بن ابی رباح، نافع مولٰے ابن عمر، حماد بن ابی سلیمان، ہشام بن عروہ، علقمہ بن مرثد وغیرہم سے سماعتِ حدیث کی، عبداللہ بن المبارک، وکیع بن الجراح، یزید بن ہارون، ابو یوسف القاضی، محمد بن حسن وغیرہم نے اُن سے روایت کی۔

نسب کی بابت منجملہ دیگر مختلف روایتوں کے امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل بن حماد کی روایت ہے، کہ ہم ابنائے فارس سے ہیں، غلامی نے کبھی ہم کو مس نہیں کیا، (اہل البیت ادری بما فی البیت، شروانی)۔ ولادت ۸۰ھ، حلیہ میانہ قد، خوش رُو، خوش لباس، عطر کا استعمال بکثرت کرکے مکان سے برآمد ہونے پر فضا معطر ہو جاتی، نیک صحبت، بڑے کرم کرنے والے، اپنے بھائیوں کے دلی غمخوار، خوش بیانی میں فائق، شیرین آواز، بلند ہمت،

علم فقہ خاص کر سیکھی، حماد بن ابی سلیمان کے حلقۂ درس میں ان کے سوا کوئی اور اُستاد کے سامنے نہ بیٹھتا، دس برس ان کی صحبت میں رہے، ایک موقع پر اپنی جگہ ان کو بیٹھا کر حماد باہر گئے، یہ لوگوں کے سوالوں کا جواب دیتے رہے، ایسے مسئلے بھی آتے جو اُستاد سے نہ سُنے تھے، اُستاد کی واپسی پر مسائل مذکور

---

[1] واضح ہو کہ خطیب بغدادی نے امام صاحبؒ کے حال میں پورے سَو صفحے لکھے ہیں، مضمون ذیل میں مذاقِ حال کے مناسب مضامین اقتباس کرکے لکھے گئے ہیں (شروانی)

[2] دیکھو اس کی تائید میں تذکرۃ الحفّاظ امام ذہبیؒ جلد اوّل، تہذیب التہذیب حافظ ابن حجر العسقلانیؒ الجزء العاشر، مرآۃ الجنان امام یافعیؒ۔ امام یافعیؒ چار صحابۂ کرامؓ کی روایت کے قائل ہیں[ع] (شروانی)

[ع] جناب محشّی کو غالبًا یافعیؒ کی عبارت کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی، علّامہ یافعیؒ حضرت انسؓ کو دیکھنے کے قائل ہیں، لیکن کسی صحابی سے امام صاحبؒ کی روایتِ حدیث کے قائل نہیں۔ (محمد عبدالرشید نعمانی)۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ لفظ رؤیت ہو، کاتب کی غلطی سے روایت لکھا گیا اور یونہی طبع ہو گیا (ناشر)

خدمت میں پیش کئے جو تنہا ٹھ تھے، اُستاد نے چالیس سے اتفاق کیا، بیس سے اختلاف، شاگرد نے قسم کھاتی کہ ساری عمر حاضر رہوں گا، چنانچہ اُستاد کی وفات تک ساتھ رہے، کُل زمانہ رفاقت اٹھارہ برس تھا، اُستاد کے بیٹے اسمٰعیل کہتے ہیں کہ ایک بار والد سفر میں گئے اور کچھ دن باہر رہے، واپسی پر میں نے پوچھا، اَباجان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا ان کا خیال تھا کہیں گے بیٹے کے دیکھنے کا، کہا ابو حنیفہ کے دیکھنے کا، اگر یہ ہوسکتا کہ میں کبھی نگاہ ان کے چہرہ سے نہ اُٹھاؤں تو یہی کرتا۔

محمد بن فضیل عابد بلخی نے روایت کی ہے کہ ابو حنیفہ نے بیان کیا کہ میں امیرالمؤمنین خلیفہ (ابو جعفر) منصور کے پاس گیا تو پوچھا تم نے علم کس سے حاصل کیا، مَیں نے کہا حماد سے، اُنھوں نے ابراہیم نخعی سے، اُنھوں نے عمر رضؓ بن الخطاب، علی رضؓ بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباس رضؓ سے، منصور نے سُن کر کہا، خوب خوب، ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا، وہ سب کے سب طیبین و طاہرین تھے، سب پر اللہ کی درود۔

دوسری روایت میں ہے کہ خلیفہ منصور سے عیسیٰ بن موسیٰ نے کہا کہ یہ (ابو حنیفہ) آج دنیا کے عالم ہیں، پوچھا نعمان! علم کس سے حاصل کیا، جواب دیا، اصحابِ عمر رضؓ سے عمر رضؓ کا، اصحابِ علی رضؓ سے علی رضؓ کا، اصحابِ عبداللہ رضؓ سے عبداللہ رضؓ کا، اور ابن عباسؓ کے زمانہ میں اُن سے بڑھ کر عالم روئے زمین پر نہ تھا،

اعمش نے ایک بار ابو یوسفؒ سے پوچھا تمھارے رفیق ابو حنیفہ رحؒ نے عبداللہ رضؓ کا قول "عتق الامۃ طلاقہا" کیوں ترک کیا، جواب دیا کہ اس حدیث کی بنیاد پر جو آپ نے بواسطہ ابراہیم واسود عائشہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ بریرہ رضؓ جب آزاد کی گئیں تو ان کو اختیار دیا گیا، اعمش رحؒ یہ سُن کر تعجب میں رہ گئے اور کہا ابو حنیفہ رضؓ بہت زیرک ہیں، ان اباحنیفۃ لفطن۔

عبادت و ورع عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ پہنچ کر پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے، لوگوں نے کہا ابو حنیفہ، ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہ رحؒ سے زیادہ کوئی پارسا نہیں دیکھا، مارأیت اورع من ابی حنیفۃ۔ تیسرا قول ہے کہ میں نے کسی کو ابو حنیفہ رحؒ سے

زیادہ پارسا نہیں پایا، حالانکہ دُرّوں سے، مال و دولت سے اُن کی آزمائش کی گئی (اپنے زمانہ میں امام صاحب کے سب سے زیادہ عابد و پارسا ہونے کی تائید میں اور بھی متعدد قول خطیب نے نقل کئے ہیں)۔

سفیان بن عُیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکّہ میں ابوحنیفہؒ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا، اُن کا یہ بھی قول ہے کہ وہ نماز اوّل وقت ادا کرتے تھے۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیامِ مکّہ کے زمانے میں رات کی جس ساعت میں طواف کو گیا ابوحنیفہؒ اور سفیان ثوریؒ کو طواف میں مصروف پایا، ابو عاصم کا قول ہے کہ کثرتِ نماز کی وجہ سے ابوحنیفہؒ کو لوگ میخ (وتد) کہنے لگے تھے۔

شب بیداری و قرآن خوانی یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ کان ابوحنیفۃ لا ینام اللیل، ابوحنیفہؒ شب بیدار تھے، اسد بن عمرو کا قول ہے کہ ابوحنیفہؒ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے، ان کے گریہ وزاری کی آواز سُن کر پڑوسیوں کو رحم آنے لگتا تھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ یہ روایت محفوظ ہے کہ اُنھوں نے جس مقام پر وفات پائی، وہاں سات ہزار کلام مجید ختم کئے تھے۔

ابو الجویریہ کا قول ہے کہ صحبتُ حماد بن ابی سلیمان ومحارب بن دثار وعلقمۃ بن مرثد وعون بن عبد اللہ وصحبتُ اباحنیفۃ فما کان فی القوم رجل احسن لیلا من ابی حنیفۃ، لقد صحبت اشھرا فما منھا لیلۃ وضع فیھا جنبہٗ۔ میں حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دِثار، علقمہ بن مرثد اور عون بن عبداللہ کی صحبت میں بیٹھا ہوں اور ابوحنیفہؒ کی صحبت میں بھی رہا ہوں، میں نے اس جماعت میں کسی کو ابوحنیفہؒ سے بہتر شب گزار نہیں پایا، میں مہینوں ان کی صحبت میں رہا، اس تمام زمانے میں ایک رات بھی پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کدام کا قول ہے کہ میں ایک رات مسجد میں داخل ہوا کہ کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز کان میں آئی، جس کی شیرینی دل میں اثر کر گئی، جب ایک منزل ختم ہوئی تو مجھ کو خیال ہوا کہ اب رکوع کریں گے، اُنھوں نے ایک تہائی قرآن پڑھ لیا، نصف ختم کیا، اسی طرح پڑھتے رہے کہ کلام مجید ایک رکعت میں ختم ہو گیا، میں نے دیکھا تو وہ ابوحنیفہؒ تھے، خارجہ بن مصعب کہتے ہیں کہ خانۂ کعبہ میں چار اماموں نے پورا

قرآن پڑھا ہے عثمانؓ بن عفان ، تمیم داریؒ، سعید بن جبیرؓ ، اور ابو حنیفہؒ۔

زائدہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں نے ابو حنیفہؒ کے ساتھ عشار کی نماز مسجد میں پڑھی، آدمی نماز پڑھ کر چلے گئے ، ابو حنیفہؒ کو معلوم نہ ہوا کہ میں مسجد میں ہوں ، حالانکہ تنہائی میں ایک مسئلہ میں اُن سے پوچھنا چاہتا تھا، انھوں نے کھڑے ہوکر نماز میں قرآن مجید پڑھنا شروع کیا، میں انتظار میں کھڑا سنتا رہا کہ فارغ ہوں تو مسئلہ پوچھوں، پڑھتے پڑھتے جب اس آیت پر پہنچے (فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ) تو اس کو بار بار پڑھنا شروع کیا ، اسی آیت کی تکرار میں صبح ہوگئی ، یہاں تک کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی ،

یزید بن الکمیت جو برگزیدہ لوگوں میں سے ہیں (وکان من خیار النّاس) کہتے ہیں کہ ابو حنیفہؒ کے دل میں اللہ تعالےٰ کا خوف شدید تھا، ایک رات امام نے عشار کی نماز میں سورۂ اذازلزلت پڑھی، ابو حنیفہؒ جماعت میں تھے، جب نماز ختم کرکے آدمی چلے گئے، تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہؒ فکر میں غرق بیٹھے ہیں، تنفّس جاری ہے، میں نے دل میں کہا چپکے سے اُٹھ چلو، ان کے شغل میں خلل انداز نہ ہو، چنانچہ قندیل روشن چھوڑکر میں چلا آیا، اس میں تیل تھوڑا تھا، طلوع فجر کے وقت جب میں مسجد میں پھر آیا تو میں نے دیکھا کہ ابو حنیفہؒ اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں، اور کہہ رہے ہیں، یامن یجزی بمثقال ذرّۃ خیرٍ خیرًا ویامن یجزی بمثقال ذرّۃ شرٍّ شرًّا، اجر النّعمان عبدك من النّار وما یقرب منها من السّوء وادخله فی سعة رحمتك ، اے ذرّہ بھر نیکی کا اچھا بدلہ دینے والے، اور اے ذرّہ بھر بُرائی کا بدلہ دینے والے اپنے بندہ نعمان کو آگ سے اور اس کے لگ بھگ عذاب سے بچائیو، اور اپنی رحمت کی فضار میں داخل کیجیو، میں نے اذان دی، آکر دیکھا تو قندیل روشن تھی اور وہ کھڑے ہوئے تھے، مجھ کو دیکھ کر کہا کیا قندیل لینا چاہتے ہو، میں نے کہا صبح کی اذان دے چکا، کہا جو دیکھا ہے اس کو چھپانا، یہ کہہ کر صبح کی سُنّتیں پڑھیں، اور بیٹھ گئے، میں نے تکبیر کہی تو جماعت میں شریک ہوئے، ہمارے ساتھ صبح کی نماز اوّل شب کے وضو سے پڑھی۔

القاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات ابو حنیفہؒ نے نماز میں یہ آیت پڑھی (بل السّاعة

موعدھم والسّاعۃ ادھیٰ وامرّ) بلکہ ان کا وعدہ قیامت پر ہے، اور قیامت بڑی آفت اور بہت تلخ ہے، تمام رات اس کو دُہراتے رہے، اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

عبادتِ شب اور کلام اللہ کی تلاوت کے متعلّق خطیب نے اور بھی بہت سی روایتیں لکھی ہیں، نمونہ کے لئے اُوپر کے بیان کافی ہیں، یہ بھی خیال ہے کہ ہم پست ہمت مُردہ دل ان کو اپنے حال پر قیاس کرکے مبالغہ اور بے اصل تصوّر نہ کر بیٹھیں۔

قیس بن ربیع کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رح پرہیزگار، فقیہ، محسودِ خلائق تھے، جو اُن کے پاس التجا لے جاتا اس کے ساتھ بہت سا سلوک کرتے، بھائیوں کے ساتھ بکثرت احسان کرتے، انھی کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رح مالِ تجارت بغداد بھیجتے، اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے، سالانہ منافع جمع کرکے شیوخ محدّثین کے لئے ضرورت کی چیزیں خریدتے، خوراک اور لباس غرض جملہ ضروریات کا انتظام کرتے، اس سے جو روپیہ بچتا وہ نقد جملہ سامان کے ساتھ یہ کہہ ان کے پاس بھیجتے کہ " اس کو خرچ کرو اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی تعریف نہ کرو اس لئے کہ میں نے اپنے مال میں سے تم کو کچھ نہیں دیا، یہ اللہ تعالیٰ کا تمھارے معاملہ میں مجھ پر فضل ہے، کہ تمھاری قسمت کا نفع ہوا، یہ وہ فیض ہے، جو اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے تم کو پہنچاتا ہے، یہ ظاہر ہے کہ جو اللہ بخشے اس میں دوسرے کی قوّت کا کیا دخل ہوسکتا ہے"۔

ابویوسف رح کا قول ہے کہ ابوحنیفہ رح ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، ابوحنیفہ رح دربار کے عطیوں سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے ان کو بدفعات تیس ہزار درہم دیئے، انکار میں برہمی کا اندیشہ تھا، کہا امیرالمومنین میں بغداد میں غریب الوطن ہوں، اجازت دیجئے کہ خزانہ شاہی میں یہ رقم میرے نام سے جمع ہوتی رہے، منصور نے منظور کیا، وفات تک یہ رقم خزانے میں رہی، بعد وفات جب منصور نے یہ حال سُنا اور یہ بھی سُنا کہ امام صاحب رح کی حفاظت میں لوگوں کے پچاس ہزار درہم امانت کے تھے جو بعد وفات بجنسہٖ واپس دیئے گئے، تو اس نے کہا ابوحنیفہ رح میرے ساتھ چال چل گئے۔

امانت داری مُسلَّم تھی، وکیع کا قول ہے کہ، کان واللہ ابوحنیفۃ عظیم الامانۃ وکان اللہ فی قلبہٖ جلیلاً وکبیراً، واللہ ابوحنیفہ رح بڑے امین تھے، اللہ تعالیٰ کی جلالت اور کبریائی ان کے دل میں

بھری ہوتی تھی، ان کا یہ بھی قول ہے کہ جب ابو حنیفہؒ اپنے بال بچوں کے لئے کپڑے بناتے تو انکی قیمت کے برابر صدقہ کر دیتے، اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کی برابر شیوخ علماء کے لئے لباس تیار کراتے، جب کھانا سامنے آتا تو اوّل اپنی خوراک کی مقدار سے دونا نکال کر کسی محتاج کو دیدیتے۔

صفائی معاملہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی، ایک بار کپڑے کے تھانوں میں سے ایک تھان میں نقص تھا، اپنے شریک حفص کو ہدایت کی کہ جب یہ تھان بیچو تو اس کا عیب جتا دینا، وہ بھول گئے، سارے تھان بک گئے، یہ بھی یاد نہ رہا کہ عیب والا تھان کس کے ہاتھ فروخت کیا، ان کو معلوم ہوا تو سارے تھانوں کی قیمت خیرات کردی، خود حفص کے بیٹے علی نے یہ روایت کی ہے۔

ابن صہیب کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:۔

عطاء ذی العرش خیر من عطائکم و سیبہ واسع یرجی وینتظر

انتم یکدر ما تعطون منکم واللہ یعطی بلا منّ ولا کدر

عرش کے مالک کی بخشش تمہاری بخشش سے بہتر ہے، اور اس کا جود بہت وسیع ہے کہ سب اس کے امیدوار و منتظر ہیں، تمہاری بخشش کو تمہارا احسان جتانا مکدّر کر دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا میں نہ احسان رکھنا ہے نہ کدورت۔

وفور عقل، زیرکی اور باریک نظری

یہ عنوان خطیب نے مستقل قائم کیا ہے، عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے کہا کہ اے ابو عبداللہ! ابو حنیفہؒ غیبت سے کسی قدر دُور بھاگتے ہیں، میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں سُنا، واللہ ابو حنیفہؒ کی عقل اس سے بڑھکر ہے، کہ وہ اپنی نیکیوں پر ایسی بلا مُسلّط کریں جو اُن کو فنا کرد ے۔

علی بن عاصم کا قول ہے کہ اگر ابو حنیفہؒ کی عقل روئے زمین کے آدھے آدمیوں کی عقل سے تولی جاتے تو اس کا پلہ بھاری رہے گا، خارجہ بن مصعب نے ایک موقع پر ابو حنیفہؒ کے ذکر کے سلسلے میں کہا کہ میں نے ایک ہزار علماء دیکھے ہیں ان میں تین۳ یا چار عاقل پائے، ان میں سے ایک ابو حنیفہؒ ہیں، یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے بہت آدمی دیکھے کسی کو ابو حنیفہؒ سے زیادہ

عاقل، زیادہ فاضل اور زیادہ پارسا نہیں پایا، محمد بن عبداللہ انصاری کا قول ہے کہ ابوحنیفہؒ کی عقل ان کے کلام، ارادہ، نقل و حرکت سے عیاں ہوتی تھی، کان ابوحنیفة یتبین عقله من منطقه ومشیته ومدخله ومخرجه۔

ایک بار ابوحنیفہؒ خلیفہ منصور کے پاس گئے، حاجب ربیع نے (جس کو ان سے مخالفت تھی) کہا ابوحنیفہؒ حاضر ہیں جو خلیفہ کے دادا عبداللہ بن عباس کی مخالفت کرتے ہیں، ان کا قول تھا کہ قسم کھا کر انسان اگر ایک دن یا دو دن کے بعد استثنا کرے تو جائز ہے، یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہی استثنا جائز ہوگا جو قسم کے ساتھ ساتھ کیا جائے، ابوحنیفہؒ نے کہا، امیرالمؤمنین! ربیع کا خیال فاسد یہ ہے کہ آپ کی فوج پر آپ کی بیعت کی پابندی نہیں، اس لئے کہ وہ آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں، گھر جا کر اس سے استثنا کر لیتے ہیں، لہٰذا بیعت کا حلف باطل ہو جاتا ہے، منصور یہ سُنکر ہنس پڑا، اور کہا دیکھ ربیع! ابوحنیفہؒ کے مُنہ مت لگ، باہر نکل کر ربیع نے شکایت کی کہ تم نے تو میرا خون ہی بہا دیا تھا، ابوحنیفہؒ نے کہا تم نے میرے قتل کا سامان کیا تھا، مَیں نے تم کو بھی بچا لیا، اور اپنی جان بھی بچائی۔

عبداللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں نے حسن بن عمارہ کو دیکھا کہ ابوحنیفہؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہتے تھے، واللہ ہم نے کوئی انسان نہیں دیکھا کہ جو فقہ میں تم سے زیادہ بالغ النظر ہو یا زیادہ صابر ہو یا زیادہ حاضر جواب ہو، تم اپنے وقت کے مُسلّم پیشوا ہو، تم پر جو اعتراض کرتے ہیں وہ حاسد ہیں۔

حق پر استقامت سہل بن مزاحم کا قول ہے کہ دنیا ابوحنیفہؒ کے قدموں پر گری، اُنھوں نے آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا، اس کے لینے پر کوڑوں کے ذریعہ سے مجبور کئے گئے، مگر قبول نہ کیا۔

دو مرتبہ ابوحنیفہؒ نے حق کی حفاظت پر جسمانی تکلیفیں برداشت کیں، اوّل مرتبہ بنوامیہ کے زمانے میں، جب ابن ہبیرہ عامل کوفہ نے کوفہ کی قضاء کا عہدہ قبول کرنے پر ان سے اصرار کیا، انکار پر سو کوڑے لگوائے، بالآخر چھوڑ دیا، ہر روز دس کوڑے مارے گئے، ایک دن کوڑے

لگنے کے دوران میں روتے، چھوٹنے کے بعد رونے کا سبب کسی نے پوچھا تو کہا کہ مجھ کو اپنی والدہ کے صدمہ کا خیال آیا جو کوڑوں سے زیادہ ایذا رساں تھا، اس پر رویا، احمد بن حنبل رح اپنی مصیبت کے بعد جب ابو حنیفہ رح کی مصیبت کا ذکر کرتے روتے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے، دوسری مرتبہ خلیفہ منصور نے اسی عہدہ کے قبول کے لئے بغداد بلایا، اور اصرار کیا، ابو حنیفہ رح انکار کرتے رہے، خلیفہ نے قسم کھاکر کہا کہ کرنا ہوگا، انھوں نے انکار پر قسم کھائی، یہ بھی مکرر ہوا، حاجب ربیع نے موقع پاکر کہا کہ ابو حنیفہ رح امیرالمؤمنین بار بار قسم کھاتے ہیں، پھر بھی تم انکار کئے جاتے ہو، جواب دیا، امیرالمؤمنین کو قسم کا کفارہ دیدینا مجھ سے زیادہ آسان ہے، بالآخر منصور نے قید کا حکم دیدیا، دوران قید میں ایک دن بلاکر پھر فرمائش کی، انھوں نے کہا" اصلح اللہ امیرالمؤمنین ما انا اصلح للقضاء" خدا امیرالمؤمنین کا بھلا کرے، میں عہدۂ قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا، منصور نے کہا تم جھوٹے، جواب دیا خود امیرالمؤمنین نے میری تصدیق کردی، کہ مجھ کو جھوٹا کہا، اگر میں فی الواقع جھوٹا ہوں تو عہدۂ قضاء کے قابل نہیں، اور اگر سچا ہوں تو میں کہہ چکا کہ مجھ میں یہ صلاحیت نہیں، منصور نے یہ سنکر پھر قید خانے بھیجدیا، اسی قید خانہ میں چھ دن علیل رہکر ۱۵۰ھ میں وفات پائی، ستر برس کی عمر تھی، ابن جریج رح نے خبر وفات سنکر انا للہ پڑھی، اور کہا ای علم ذھب' کیسا علم اٹھ گیا،

فقہ ابو حنیفہ | اس کا بھی مستقل باب ہے۔

حدیث :۔ لاتقوم الساعۃ حتی یظہر العلم" کی تفسیر میں حسن بن سلیمان نے کہا ہے کہ وہ علم ابو حنیفہ رح کا علم ہے اور وہ شرح جو انھوں نے احادیث کی کی ہے، خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، آپ نے صحابہ رض کو پہنچایا، صحابہ رض نے تابعین رح کو تابعین رح کے بعد ابو حنیفہ رح اور اُن کے اصحاب کو ملا، اس پر کوئی خوش ہو یا ناراض

ابن عیینہ کا قول ہے کہ میری آنکھ نے ابو حنیفہ رح کا مثل نہیں دیکھا۔

ایک موقع پر عبداللہ بن مبارک نے کہا ابو حنیفہ رح اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی (آیت) تھے، کسی نے کہا خیر کی یا شر کی، کہا خاموش، شر کے واسطے غایت اور خیر کے واسطے آیت کا لفظ استعمال

ہوتا ہے، یہ کہہ کر یہ آیت پڑھی "وجعلنا ابن مریم و اُمّہ' آیۃ" ابن مبارکؒ کا یہ قول بھی ہے، کوئی مجلس ابو حنیفہؒ سے زیادہ باوقار نہ تھی، اُن کی شان فقہاء کی تھی، نیک طریقہ، خوبصورت، خوش لباس تھے؛ ہم ایک روز جامع مسجد میں تھے، ایک سانپ ابو حنیفہؒ کی گود میں آپڑا، لوگ ڈر کر بھاگ گئے، ان کو میں نے دیکھا کہ بدستور بیٹھے رہے، سانپ کو جھٹک کر پھینک دیا، اُن کا یہ قول بھی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد ابو حنیفہؒ اور سفیانؒ کے ذریعے سے نہ کی ہوتی تو میں عام آدمیوں کی طرح ہوتا، لولا انّ اللہ اغاثنی بابی حنیفۃ وبسفیان کنتُ کسائر النّاس۔

عبد اللہ بن مسعود کے پڑوتے قاسم سے کسی نے کہا کیا تم ابو حنیفہؒ کے تلامذہ میں داخل ہونا پسند کرتے ہو، جواب دیا ان کی محفل سے زیادہ فیض رساں کوئی مجلس نہیں ہے، چلو تم بھی چل کر دیکھ لو، چنانچہ وہ شخص ان کے ساتھ گیا، مجلس میں بیٹھا تو وہیں کا ہو رہا اور کہا میں نے اس سے بہتر صحبت نہیں پائی۔

عبد اللہ بن المبارک کا قول ہے کہ میں اوزاعی سے ملنے شام گیا، بیروت میں اُن سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا کہ اے خراسانی کوفہ میں یہ کون بدعتی پیدا ہوا ہے، یہ سُنکر میں مکان پر آیا، ابو حنیفہؒ کی کتابیں نکالیں اور ان میں سے چیدہ چیدہ مسائل چھانٹ کر نکالے، اس میں تین دن لگ گئے، تیسرے روز ان کے پاس پھر گیا، وہ مسجد کے مؤذن بھی تھے، امام بھی، میرے ہاتھ میں کتاب دیکھ کر کہا یہ کیا ہے، میں نے ہاتھ بڑھا کر حوالہ کردی، انھوں نے ایک مسئلہ پر نظر ڈالی جس پر لکھا تھا، قال النعمان' اذان کہہ کر کھڑے کھڑے پہلا حصّہ پڑھ لیا، پڑھ کر کتاب آستین میں رکھ لی، پھر تکبیر کہہ کر نماز پڑھی، نماز پڑھ کر کتاب نکالی اور سب پڑھ لی، دیکھ کر کہا یہ نعمان بن ثابت کون ہیں، میں نے کہا ایک شیخ ہیں، جن سے عراق میں ملاقات ہوئی تھی، کہا بڑی شان کے شیخ ہیں، جاؤ اور اُن سے بہت سا فیض حاصل کرو، میں نے کہا یہ وہی ابو حنیفہؒ ہیں جن سے مجھ کو آپ نے روکا تھا،

مسعر بن کدام کا قول ہے، کوفہ میں صرف دو۲ آدمیوں پر مجھ کو حسد (رشک) ہے، ابو حنیفہؒ پر اُن کے فقہ کی وجہ سے اور حسن بن صالح پر اُن کے زہد کی وجہ سے، ابراہیم (بن زبرقان) سے روایت ہے کہ ایک بار ہم مسعر بن کدام کے پاس بیٹھے تھے کہ ابو حنیفہؒ وہاں سے گزرے، تھوڑی دیر ٹھہر کر مسعر کو سلام کیا، اور چلے گئے، کسی نے کہا ابو حنیفہؒ کس قدر جھگڑالو ہیں، یہ سُنکر مسعر سنبھل کر بیٹھ گئے، اور کہا، سمجھ کر بات کرو، میں نے ابو حنیفہؒ کو جب کسی سے بحث کرتے دیکھا، اُنہی کو غالب پایا۔

اسرائیل کا قول ہے کہ نعمان اچھے آدمی تھے، اُن سے زیادہ کسی کو وہ حدیثیں یاد نہ تھیں جن میں فقہ ہے، نہ ان سے زیادہ کسی نے کاوش کی تھی، نہ اُن سے زیادہ حدیث کی فقہ کا کوئی جاننے والا تھا، انھوں نے حدیثیں حماد سے یاد کی تھیں، اور خوب یاد کی تھیں، اسی لئے خلفاء و اُمراء و وزراء نے ان کی عزت کی، جو شخص فقہ میں ان سے بحث کرتا اس کی جان مشکل میں پڑ جاتی۔ مسعر کا قول تھا کہ جو کوئی اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ابو حنیفہؒ کو واسطہ کرے گا، مجھ کو امید ہے کہ اس کو خوف نہ ہوگا، اور اُس نے احتیاط کا حق ادا کر دیا ہوگا۔

عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ہم معمر کے پاس تھے کہ ابن المبارک پہنچے، ان کے آنے پر معمر نے کہا، میں کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ پر ابو حنیفہؒ سے زیادہ معرفت کے ساتھ کلام کر سکے، یا اُن سے زیادہ قیاس پر اور لوگوں کے لئے فقہ کی راہیں کھولنے پر قادر ہو، نہ میں نے ان سے زیادہ کسی کو اس پر خائف پایا کہ اللہ کے دین میں کوئی بات بے تحقیق داخل کریں۔ ابو جعفر (رازی) کا قول ہے کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ اور پارسا کسی کو نہیں دیکھا۔

فضیل بن عیاض کا قول ہے، ابو حنیفہؒ مرد فقیہ تھے، فقہ میں معروف، پارسائی میں مشہور، بڑے دولتمند، ہر صادر و وارد کے ساتھ بہت سلوک کرنے والے، شب و روز صبر کے ساتھ تعلیم میں مصروف رہتے، رات اچھی گزارنے والے، خاموشی پسند، کم سخن، جب کوئی مسئلہ حلال یا حرام کا پیش آتا تو کلام کرتے، اور ہدایت کا حق ادا کر دیتے، سلطانی مال سے بھاگنے والے، ابن صباح نے ابن کرم کی خدمت پر

فضیل بن عیاض کا یہ قول اور زیادہ کیا ہے، جس وقت کوئی مسئلہ اُن کے سامنے آتا تو اس کے باب میں اگر کوئی صحیح حدیث ہوتی تو اس کی پیروی کرتے، اگرچہ وہ صحابہؓ یا تابعینؒ کی حدیث ہوتی ورنہ قیاس کرتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

ابو یوسفؒ کا قول ہے، میں نے حدیث کے معنی یا حدیث کے فقہی نکات جاننے والا ابو حنیفہؒ سے زیادہ نہیں دیکھا، ان کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے جس مسئلہ میں ابو حنیفہؒ سے مخالفت کی اور غور کیا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ ان کا مذہب آخرت کی نجات کے واسطے زیادہ کارآمد تھا۔ میں اکثر حدیث کی جانب جھکتا حال یہ تھا کہ وہ حدیث صحیح میں مجھ سے زیادہ بصیرت رکھتے تھے، ان کا یہ بھی قول تھا کہ میں ابو حنیفہؒ کے لئے اپنے باپ سے پہلے دعا کرتا ہوں۔

حماد بن زید کا قول ہے کہ میں نے حج کا ارادہ کیا، اور ایوب کے پاس رخصت ہونے گیا، اُنھوں نے کہا، میں نے سُنا ہے کہ اہل کوفہ کے فقیہ، مرد صالح، یعنی ابو حنیفہؒ اس سال حج کو آئیں گے، جب ان سے ملاقات ہو تو میرا سلام کہنا۔

ابو بکر بن عیاش کا قول ہے کہ سفیان کے بھائی عمر بن سعید کا انتقال ہوا تو سفیان کے پاس ہم تعزیت کیلئے گئے، مجلس آدمیوں سے بھری ہوئی تھی، عبداللہ بن ادریس بھی وہاں تھے، اسی عرصہ میں ابو حنیفہؒ مع اپنی جماعت کے وہاں پہنچے، سفیان نے ان کو دیکھا تو اپنی جگہ خالی کی، کھڑے ہو کر ان سے معانقہ کیا، اپنی جگہ اُن کو بٹھایا، خود سامنے بیٹھے، یہ دیکھ کر مجھ کو سخت غصہ آیا، ابن ادریس نے مجھ سے کہا، کمبخت دیکھتا نہیں۔ ہم یہاں تک بیٹھے رہے کہ آدمی متفرق ہو گئے، اب میں نے سفیان سے کہا کہ اے ابو عبداللہ! آج آپ نے ایک ایسا کام کیا جو مجھ کو بُرا معلوم ہوا، نیز ہمارے دوسرے ساتھیوں کو، پوچھا کیا بات، میں نے کہا، آپ کے پاس ابو حنیفہؒ آئے اُن کے لئے آپ کھڑے ہوئے، اپنی جگہ بٹھایا، ان کے ادب میں مبالغہ کیا یہ ہم لوگوں کو ناپسند ہوا، کہا تم کو یہ کیوں ناپسند ہوا، وہ علم میں ذی مرتبہ شخص ہیں، اگر میں اُن کے علم کے لئے نہ اُٹھتا تو ان کے سن و سال کیلئے اُٹھتا، اور اگر ان کے سن و سال کے لئے نہ اُٹھتا تو ان کی فقہ کے واسطے اُٹھتا،

اگر فقہ کے لئے نہ اُٹھتا تو ان کے تقوای کے واسطے اُٹھتا، راوی کا بیان ہے کہ انھوں نے مجھ کو ایسا ساکت کیا کہ جواب نہ بن آیا،

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں نے کسی محدّث کو سفیان ثوری رح سے زیادہ فقیہ نہیں دیکھا، ابو حنیفہ رح ان سے بھی زیادہ فقیہ تھے، یزید بن ہارون نے اس سوال کے جواب میں کہ دونوں میں کون زیادہ فقیہ ہے، کہا سفیان ثوری حفظِ حدیث میں بڑھے ہوتے ہیں، ابو حنیفہ رح فقہ میں، ایسا ہی ایک قول ابو عاصم نبیل کا ہے۔

ابن المبارک کا قول ہے کہ اگر حدیث معلوم ہو اور رائے کی ضرورت ہو تو مالک رح، سفیان رح اور ابو حنیفہ رح کی رائے ماننی چاہیئے، ابو حنیفہ رح کی نظر زیرکی میں ان سے بہتر اور باریک تر ہے، فقہ میں زیادہ گہری جاتی ہے، اور وہ ان تینوں میں زیادہ فقیہ ہیں۔ ان کان الاثر قد عرف واحتیج الی الرأی فرأی مالك وسفیان وابی حنیفة، وابو حنیفة احسنهم وادقهم فطنة واغوصهم علی الفقه وهو افقه الثلاثة۔

محمد بن بشر کا قول ہے کہ میں ابو حنیفہ رح اور سفیان ثوری رح دونوں کے پاس جاتا تھا، جب ابو حنیفہ رح کے پاس جاتا پوچھتے کہاں سے آئے، سفیان کا نام سُن کر کہتے، تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر آج علقمہ اور اسود زندہ ہوتے تو سفیان کے محتاج ہوتے، جب سفیان سوال کے جواب میں سُنتے کہ ابو حنیفہ رح کے پاس سے آیا ہوں، تو کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آتے ہو جو رُوئے زمین پر سب سے زیادہ فقیہ ہے۔

عبداللہ بن داؤد الخریبی کا قول ہے، کہ اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ نماز کے بعد ابو حنیفہ رح کے حق میں اُس حفاظت کے صلے میں جو اُنھوں نے سُنّت اور فقہ کی کی ہے، دعائے خیر کریں۔

نضر بن شمیل کا قول ہے کہ لوگ علم فقہ سے غافل تھے، ابو حنیفہ رح کی عقدہ کشائی، تشریح و تلخیص نے چونکا دیا۔

یحیٰی بن معین کا قول ہے کہ میں نے یحیی القطان کو کہتے سُنا، ہم اللہ کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے

ہم ابو حنیفہ رح کی رائے میں سے اکثر چیزیں اختیار کر لیتے ہیں، یہ بھی ان کا قول یحییٰ بن معین نے نقل کیا ہے کہ ہم خدا کا نام لے کر جھوٹ نہ بولیں گے، ابو حنیفہ رح سے بہتر رائے ہم نے کسی کی نہیں پائی، اور ہم نے ان کے اکثر اقوال اختیار کر لئے ہیں، یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید (قطان) فتوای میں کوفیوں کے قول کی جانب جاتے تھے، اور کوفیوں کے اقوال میں سے ابو حنیفہ کا قول لیتے تھے، اور اُن کے معاصروں میں سے ان کی رائے کا اتباع کرتے تھے۔

امام شافعی رح کے حسب ذیل اقوال فقہ حنفی کے متعلق نقل کئے ہیں۔

الناس عیال علی ابی حنیفۃ فی الفقہ — لوگ[1] فقہ میں ابو حنیفہ رح کے محتاج ہیں۔

ما رأیت افقہ من ابی حنیفۃ۔ — میں[2] نے ابو حنیفہ رح سے بڑھ کر فقیہ نہیں دیکھا،

جو شخص[3] فقہ میں متبحّر ہونے کا ارادہ کرے وہ ابو حنیفہ رح کا محتاج ہے۔

کان ابوحنیفۃ ممّن وفق لہ الفقہ۔ — ابو حنیفہ رح[4] ان لوگوں میں سے تھے جن کو فقہ میں حق کے ساتھ موافقت بخشی گئی ہے۔

جو شخص[5] فقہ سیکھنا چاہے اس کو ابو حنیفہ رح اور ان کے شاگردوں کا دامن پکڑنا چاہیئے، اس لئے کہ سارے انسان فقہ میں ابو حنیفہ رح کے محتاج ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ میرے نزدیک قرأت حمزہ کی قرأت ہے اور فقہ ابو حنیفہ کی فقہ ہے۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ میرا گمان یہ تھا کہ دو[2] چیزیں کوفے کے پل کے اُدھر نہ جائیں گی، مگر وہ آفاق پر چھا گئیں، حمزہ کی قرآت، اور ابو حنیفہ رح کی رائے۔

جعفر بن الربیع کا قول ہے، پانچ سال میں ابو حنیفہ رح کے پاس رہا، اُن سے زیادہ خاموش آدمی میں نے نہیں دیکھا، جب کوئی مسئلہ پیش آتا اس وقت کھلتے اور سیل دریا کی طرح رواں ہوتے۔

حکم بن ہشام الثقفی سے کسی نے ابو حنیفہ رح کی نسبت رائے پوچھی تو انھوں نے کہا ابو حنیفہ کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے سے نہیں نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود اسی دروازہ سے نہ نکل جاتے، جس سے وہ داخل ہوا تھا، وہ بہت بڑے امین تھے، ہمارے سلطان نے چاہا کہ اُن کو

خزانے کی کنجیاں سپرد کر دے، نہ ماننے کی صورت میں دُرّوں کی دھمکی دی، اُنھوں نے انسانی عذاب کو بمقابلہ اللہ کے عذاب کے پسند کیا۔

ابن مزاحم کا قول ہے، ابو حنیفہؒ اکثر یہ کہا کرتے تھے، اللّٰھم من ضاق بنا صدرہ فان قلوبنا قد اتسعت لہ، بارالٰہا جو لوگ ہماری طرف سے تنگ دل ہیں، ہمارے دل ان کیلئے کشادہ ہیں۔"

حسن بن زیاد اللؤلؤی کا قول ہے، میں نے ابو حنیفہؒ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہمارا قول رائے ہے، اور وہ ہماری قدرت کی بہترین صورت ہے، جو اس سے بہتر بیان کرے، وہ ہم سے زیادہ باصواب ہے۔

وکیع کا قول ہے کہ ایک روز میں ابو حنیفہؒ کے پاس گیا تو وہ سر جھکاتے ہوئے غور کر رہے تھے، مجھ کو دیکھ کر کہا کہاں سے آئے، میں نے کہا، شریک کے پاس سے، یہ سُنکر سر اُٹھایا اور یہ شعر پڑھے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمھم　　قبلی من الناس اھل الفضل قد حسدوا

فدام لی ولھم مابی ومابھم　　ومات اکثرنا غیظا بما یجد

اگر لوگ مجھ پر حسد کرتے ہیں تو کریں میں ان کو ملامت نہیں کرنے کا، مجھ سے پہلے بھی انسانوں میں سے اہلِ فضل پر حسد کیا گیا ہے، وہ اپنے حال پر قائم رہیں، میں اپنے حال پر، ہم میں سے اکثر حالات پر غصّہ کھا کر مر گئے ہیں، یہ بیان کر کے وکیع نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ شریک کی طرف سے کوئی بات ابو حنیفہؒ کے کان تک پہنچی تھی۔

ایک اور قول جو اس موقع کے مناسب ہے ہم تاریخ خطیب کے ایک دوسرے مقام سے (امام ابو یوسفؒ کے حالات میں سے) یہاں نقل کرتے ہیں۔

ایک روز وکیع کی مجلس میں کسی نے کہا ابو حنیفہؒ نے خطا کی، وکیع نے کہا ابو حنیفہ کس طرح خطا کر سکتے ہیں، حالانکہ ابو یوسف و زفر جیسے صاحب قیاس، اور یحییٰ بن ابی زائدہ اور حفص بن غیاث اور حبان اور مندل جیسے حافظانِ حدیث، اور القاسم بن معن سا لغت اور ادب کا جاننے والا، اور داؤد الطائی اور فضیل بن عیاض جیسے زاہد و پارسا ان کے ساتھ ہیں، جسکے ایسے ہمنشین ہوں وہ غلطی نہیں کر سکتا، اگر کبھی غلطی کر جائے اسکے جلیس رد کر دینگے۔

جرح ۴۴ صفحات پر مناقب بیان کرنے کے بعد خطیب نے وہ اقوال لکھے ہیں جو امام صاحب کے خلاف کہے گئے ہیں، ان اقوال کو نقل کرنے سے پہلے خطیب نے یہ تمہید بیان کی ہے۔

والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الائمة المتقدمين وهؤلاء المذكورين منهم فی ابی حنیفة خلاف ذلك وكلامهم فيه كثير لامور شنيعة حفظت عليه يتعلق بعضها باصول الديانات وبعضها بالفروع، نحن ذاكروها، بمشيئة الله ومعتذرون على من وقف عليها وكره سماعها بان ابا حنيفة عندنا مع جلالة قدره اسوة غيره من العلماء الذين دونا ذكرهم فی هذا الكتاب واوردنا اخبارهم وحكينا اقوال الناس فيهم على تباينها والله الموفق للصواب۔

"ناقلانِ حدیث کے یہاں ائمہ مذکورین کے ایسے اقوال بھی ابو حنیفہؒ کے متعلق محفوظ ہیں جو بیانِ بالا کے خلاف ہیں، اور انھوں نے ان کی بابت کلام بہت کیا ہے، اس کلام کے باعث وہ امورشنیعہ ہیں جو ان کے متعلق محفوظ ہیں، ان میں سے بعض تو اصول دین کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق، ہم انشاءاللہ ان کا ذکر کرینگے، جو لوگ اس کو سُن کرنا پسند کریں ان سے ہم معذرت کرتے ہیں کہ ہم ابو حنیفہ کی جلالتِ قدر کے قائل ہیں تاہم ان کو اس بارہ میں دوسرے علماء کی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کے خلاف جو باتیں بیان کی گئی ہیں، ان کو بھی ہم بیان کردیں، جیسا کہ ہم نے دوسرے علماء کے ذکر میں کیا ہے۔"

اس تمہید کے بعد اقوال خلاف بیان کئے گئے ہیں جو ۵۵ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ امورشنیعہ جیسا کہ خود خطیب نے بیان کیا ہے بعض تو ان میں سے عقائد کے متعلق ہیں، بعض فروع کے متعلق۔

عقائد کے متعلق حسبِ ذیل اقوال ہیں۔

یہودی، مشرک، زندیق، دہری، صاحب ہوا، اُن سے کفر سے دوبار توبہ کرائی گئی، مرجیہ

جہمی، خلقِ قرآن کے قائل، اصحابِ ابوحنیفہ کا شبہ بالنصاریٰ ہونا۔

فروع کے متعلق حسبِ ذیل اقوال ہیں۔

خروج علے السلطان، تقیہ کرنا، زِنا کا حلال کردینا، ربوٰ کا حلال کردینا، خونریزی حلال کردی، سُنن کی کساد بازاری کی، علےٰ ہذا القیاس۔

یہ واضح رہے کہ جرحیں سب کی سب غیر مفسّر اور غیر مبیّن السبب ہیں، اُن کے راویوں کی عدالت کی توثیق خطیب نے نہیں کی ہے، یہ دونوں امر اصولاً لازم ہیں۔

جرحوں پر تحقیقی نظر مناسب ہوگا، کہ امام صاحب پر جو جرحیں کی گئی ہیں اس موقع پر ایک تحقیقی نظر اُن پر ڈالی جائے، بحث کے دو پہلو ہوسکتے ہیں، نقلی و عقلی، نقلی بحث یہ ہے کہ خود خطیب ان جرحوں کی ذمہ داری لینے پر تیار نہیں، چنانچہ ان کے نقل کرنے سے پہلے جو تمہید لکھی ہے وہ اس کی شاہد ہے، جرحیں نقل کرنے کی معذرت یہ کی ہے کہ چونکہ وہ روایت کی گئی ہیں اور تمام علماء کے متعلق وہ موافق و مخالف امور کی نقل کرتے آئے ہیں، اس لئے ان اقوال کو بھی نقل کرتے ہیں، اسی کے ساتھ امام صاحب کی جلالتِ قدر کو مانتے ہیں، ظاہر ہے کہ اگر مذکورۂ بالا جرحوں میں سے فروع یا عقائد کے متعلق ایک جرح بھی ان کے نزدیک ثابت ہوتی تو جلالتِ قدر درکنار امام صاحب کی قدر بھی ان کے دل میں نہ ہونی چاہئے تھی، اس کے علاوہ جرحیں نقل کرنے کے ساتھ ساتھ جا بجا ان کے تردیدی اقوال بھی نقل کرتے جاتے ہیں، حالانکہ جرح میں تعدیل کے ذکر کا موقع نہ تھا کہ بابِ تعدیل و مناقب ختم ہوچکا تھا، مثلاً خلقِ قرآن کے عقیدہ کے روایت بیان کرنے کے بعد امام احمد بن حنبل کا یہ قول نقل کیا ہے، لم یصح عندنا ان اباحنیفۃ کان یقول القراٰن مخلوق، ہمارے نزدیک یہ قول صحیح نہیں کہ ابوحنیفہؒ قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل تھے، اس کے بعد (ابوسلیمان) جوزجانی اور معلی بن منصور کا قول نقل کیا ہے "ماتکلم ابوحنیفۃ ولا ابویوسف ولا زفر ولا محمد ولا احد من اصحابھم فی القراٰن وانما تکلم فی القراٰن بشر المریسی وابن ابی دؤاد فھؤلاء شانوا اصحاب ابی حنیفۃ" ان دونوں کا قول

تھا کہ) نہ ابوحنیفہؒ نے نہ ابویوسف نے نہ زفر نے نہ محمد نے اور نہ اورکسی نے ان میں سے قرآن میں کلام کیا ہے واقعہ یہ ہے کہ بشر مریسی اور ابن ابی دواد نے کلام کیا ہے، اور اصحاب ابوحنیفہ کو بدنام۔

خود امام صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے، ایک بار عبداللہ بن المبارک ابوحنیفہ کے پاس گئے، پوچھا کہ تم لوگوں میں یہ کیا چرچا ہورہا ہے، جواب دیا ایک شخص جہم نامی کا چرچا ہے، پوچھا کیا کہتا ہے، کہا کہتا ہے، القرآن مخلوق، انھوں نے سنکر یہ آیت پڑھی، کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا۔

جنت اور نار کے غیر موجود ہونے کی جرح نقل کرکے خطیب کہتے ہیں کہ قول بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ خود راوی ابومطیع اس کا قائل تھا، ابوحنیفہؒ نہ تھے۔

امام احمد بن حنبل کی طرف جو جرح امام صاحب کے کذاب ہونے کی منسوب ہے[1] اس کو نقل کرکے لکھا ہے کہ یحییٰ بن معین سے پوچھا گیا کہ آیا ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں، قال نعم ثقۃ ثقۃ، کہا ہاں ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ دوسرا قول ان کا یہ نقل کیا ہے، کان ابوحنیفۃ ثقۃ لایحدث بالحدیث الا مایحفظ ولایحدث بمالایحفظ، ابوحنیفہ ثقہ تھے، وہی حدیث روایت کرتے جو ان کو بخوبی یاد ہوتی اور جو بخوبی یاد نہ ہوتی، اس کو روایت نہ کرتے۔

ان مراتب پر غور کرنے کے بعد صرف یہی رائے قائم ہوسکتی ہے کہ خطیب نے مخالف اقوال نقل کرنے میں اپنا مورخانہ فرض ادا کیا ہے، خود اُن کے وہ قائل نہ تھے، یا یہ کہیے کہ وہ خود ان کی رائے نہ تھی۔

اس کے بعد ہم اصول حدیث کی مستند کتابوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہیں، کتاب المغنی للشیخ طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار کی عبارت کا ترجمہ ملاحظہ ہو، جو جرح بالا کا جواب شافی ہے۔

---

[1] امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں امام ابوحنیفہؒ کی حدیث نقل کی ہے (ملاحظہ ہو مسند بریدہ ج ۵، ص ۳۵) اور امام ممدوحؒ نے اپنی مسند کو بے اصل احادیث سے پاک کہا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اگر وہ ان کو کذاب سمجھتے تو انکی حدیث کیوں نقل کرتے ۱۲ محمد عبدالرشید نعمانی

یہ واضح رہے کہ یہ، نیز بعد کے آنے والے جوابات کسی حنفی کے لکھے ہوئے نہیں، سب غیر حنفیوں[1] کے ہیں، ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"امام ابو حنیفہ رح کی طرف ایسے اقوال منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کی شان بالاتر ہے، وہ اقوال خلقِ قرآن، قدر، اِرجاء وغیرہ ہیں، ہم کو ضرورت نہیں کہ ان اقوال کے منسوب کرنے والوں کے نام لیں، یہ ظاہر ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کا دامن ان سے پاک تھا،[2] اللہ تعالیٰ کا ان کو ایسی شریعت کا دینا جو سارے آفاق میں پھیل گئی، اور جس نے رُوئے زمین کو ڈھک لیا، اور ان کے مذہب و فقہ کا قبولِ عام انکی پاکدامنی کی دلیل ہے، اگر اس میں اللہ تعالیٰ کا سرِّ خفی نہ ہوتا، نصف[3] یا اس کے قریب اسلام ان کی تقلید کے جھنڈے کے نیچے نہ ہوتا، یہاں تک کہ ہمارے زمانے تک جس کو ساڑھے چار سو برس (۴۵۰ سنہ) ہو چکے، (معلوم ہوتا ہے کہ کاپی نویس نے تسعمائۃ کو اربعمائۃ کر دیا ہے[4]) ان کے فقہ کے مطابق اللہ کی عبادت ہو رہی ہے، اور اُن کی رائے پر عمل ہو رہا ہے، اس میں اس کی صحت کی اوّل درجے کی دلیل ہے، اور ابو جعفر طحاوی نے (جو ان کے مذہب کے سب سے زیادہ اخذ کرنے والوں میں ہیں) ایک کتاب مسمّٰی بہ "عقیدۃ ابو حنیفہ" لکھی ہے یہی عقیدہ اہلِ سنت کا ہے (خاکسار شروانی کہتا ہے کہ عقائد نسفی بھی اس کی تائید میں پیش کی جا سکتی ہے، جو آج عقائد کی مدار علیہ کتاب ہے) اس میں کوئی عقیدہ[5] ان عقیدوں میں سے موجود نہیں جو ابو حنیفہ کی طرف منسوب کئے گئے ہیں، طحاوی نے اس کا سبب بھی لکھا ہے کہ کیوں وہ قول اُن کی طرف منسوب کئے گئے ہم کو ان کے ذکر کرنے کی اسلئے حاجت نہیں کہ ابو حنیفہ رح کی شان کا آدمی اور ان کا مرتبہ جو اسلام میں ہے اس کا محتاج نہیں کہ

---

[1] یہ واضح رہے کہ صاحب مجمع البحار اگرچہ خود حنفی ہیں لیکن جو عبارت انھوں نے نقل کی ہے وہ محدّث ابن الاثیر جزری شافعی کی مشہور کتاب جامع الاصول کی ہے ۱۲ نعمانی [2] شیخ موصوف نے یہی عبارت مجمع البحار کے خاتمے میں بھی نقل کی ہے ۱۲

[3] ملّا علی قاری نے مرقاۃ المفاتیح میں اپنے زمانے کے (یعنی گیارہویں صدی کے) حنفیوں کا اندازہ بربنار آبادی روم اور ماوراء النہر اور ہندوستان کے کل اہلِ اسلام میں دو ثُلث ہونے کا کیا ہے، اور یہ قرین قیاس ہے، (دیکھو کتاب مذکور کا میرے یہاں کا قلمی نسخہ ورق ۱۳ صفحہ دوم)۔ (نیز مرقاۃ المفاتیح جلد اول ص ۲۴ طبع مصر ۔ ناشر)

[4] کاپی نویس کی غلطی نہیں شروانی صاحب نے اس کو ملا طاہر پٹنی کی عبارت سمجھا اس سے غلط فہمی ہوئی۔ یہ ابن الاثیر جزری کے الفاظ ہیں انکی وفات ۶۰۶ سنہ ہجری میں ہوئی ہے اس لئے ان کے زمانہ تک امام صاحب کی وفات کو ساڑھے چار سو برس گزر چکے تھے ۱۲ نعمانی

ان کی طرف سے کوئی معذرت کیجائے۔ (المغنی ص۴۳، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، حاشیہ تقریب التہذیب)

خیالِ بالا کی تائید خود خطیب نے بھی کی ہے، وہ اپنی اصولِ حدیث کی کتاب[۱] الکفایہ فی علم الروایۃ میں جرح کے قاعدہ کے تحت امام مالک بن انس و امام سفیان ثوریؒ سے شروع کرکے یحییٰ بن معین تک ایک طبقہ قائم کرتے ہیں، اس کے بعد لکھتے ہیں۔[۲] "اور جو اصحاب بلندی ذکر، استقامتِ حال، اور صداقت کی شہرت اور بصیرت و فہم میں اصحاب بالا کی مثل ہوں اُن کی عدالت کی بابت سوال نہیں کیا جاسکتا۔" اسی سلسلے میں یہ روایت لکھی ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے اسحٰق بن راہویہ کی بابت سوال کیا گیا تو جواب میں کہا کہ کیا اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت سوال کیا جاسکتا ہے۔

ایسا ہی ایک قول یحییٰ بن معین کا ابو عبید کے بارہ میں روایت کیا ہے، (دیکھو الکفایہ فی علم الروایہ ص۱۱۳ و ۱۴۴، میرے کتاب خانے کا قلمی نسخہ) کتاب مذکور میں خطیب نے یہ روایت کرکے کہ جرح وہی مقبول ہوگی جو مشرح ہو لکھا ہے کہ یہی قول ہمارے نزدیک صحیح ہے، اور یہی مذہب حفاظ حدیث میں اماموں کا ہے، یہ لکھ کر امام بخاری و امام مسلمؒ وغیرہما کے احتجاج کی مثالیں دی ہیں، (دیکھو الکفایہ ص۱۴۲)۔

اب اس قاعدے کی کسوٹی پر اگران جرحوں کو آپ کسیں گے جو خطیب نے تاریخ میں امام اعظمؒ کے متعلق غیر مشرح نقل کی ہیں تو صاف عیاں ہوجائے گا کہ وہ خود ان کے نزدیک قابل قبول نہیں، اس لئے کہ جب اس طبقے کی عدالت سوال سے بالاتر ہے جس میں اسحٰق بن راہویہ ہیں تو امام صاحبؒ کی عدالت تو اس سے بدرجہا بالاتر ہے، جب اسحٰق بن راہویہ کی شان کے آدمی کی نسبت بقول امام احمد بن حنبلؒ سوال نہیں کیا جاسکتا ہے تو امام اعظمؒ کی شان تو اس سے بہت زیادہ ارفع ہے۔

شیخ الاسلام سبکی نے کتاب[۳] طبقات الشافعیہ میں ایک لطیف بحث جرح و تعدیل کے متعلق لکھی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے۔

"جرح و تعدیل کا ایک ضروری نافع قاعدہ۔ ہمارے نزدیک قولِ صواب یہ ہے کہ جس کی امامت و عدالت ثابت ہو اور جس کی تعدیل و تزکیہ کرنے والے بہت ہوں، جرح کرنے والے نادر اور اس بات کا

قرینہ ہو کہ سبب جرح تعصب مذہبی وغیرہ ہے، تو ہم جرح کیطرف التفات نہ کرینگے، تعدیل کو مان لیں گے، ورنہ اگر یہ دروازہ کھول دیا جائے اور ہم جرح کو تعدیل پر علی الاطلاق مقدم کرنا شروع کر دیں تو کوئی امام ائمہ دین میں سے اس کی زد سے نہ بچے گا، اس لئے کہ کوئی امام نہیں جس پر طعن کرنے والوں نے طعن نہ کیا ہو اور اس کی وجہ سے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں، ابن عبد البر کہتے ہیں، صحیح اس معاملے میں یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت اور علم میں اس کی امامت اور علم کی جانب توجہ ثابت ہو اس کے متعلق ہم کسی کے قول کیجانب التفات نہ کرینگے، مگر اس صورت میں کہ صاف عادلانہ جرح قانون شہادہ کے مطابق مستند ہو، ان کا استدلال یہ ہے کہ سلف میں بعض کا کلام بعض پر رہا ہے، بعض حالتوں میں وہ تعصب یا حسد پر مبنی ہے، بعض صورتوں میں تاویل واختلاف اجتہاد اس کا باعث ہوا ہے، حالانکہ جس کی نسبت کلام کیا جاتا ہے وہ اس سے پاک ہوتا ہے، انتہا یہ ہے کہ تاویل واجتہاد کی بنیاد پر ایک نے دوسرے پر تلوار چلوادی ہے۔

اس کے بعد ابن عبد البر نے معاصرین کی جماعت کے ایک دوسرے کی نسبت کلام کرنے کا ذکر کیا ہے، اور کہا ہے کہ اسکی طرف التفات نہ کیا جائے، اسی بحث میں یحییٰ بن معین کی جرح کا ذکر آتا ہے جو امام شافعیؒ پر ہے، اور کہا ہے کہ یہ ابن معین کے لئے ناپسندیدہ اور عیب تھا، اسی سلسلے میں یحییٰ بن معین کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے" ھو لا یعرف الشافعی ولا یعرف مایقوله الشافعی ومن جھل شیئا عاداہ "، وہ نہ شافعیؒ کو جانتے ہیں اور نہ شافعیؒ کے کلام کو سمجھتے ہیں، اور قاعدہ ہے کہ انسان جو نہیں سمجھتا اس کا دشمن ہو جاتا ہے، آگے جاکر لکھتے ہیں کہ کسی نے ابن المبارک سے کہا کہ فلاں شخص ابو حنیفہؒ پر اعتراض کرتا ہے، انھوں نے یہ شعر پڑھا،

حسدوا ان رأوك فضلك الله بما فضلت به النجباء

لوگوں نے یہ دیکھ کر تجھ سے حسد کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر وہ نوازش کی جو شرفاء پر ہوتی ہے،

اور یہ وہ اصول ہے جس پر تمام علماء کا اجماع ہے، چنانچہ ان کا قول ہے کہ جرح جب تک مفسّر نہ ہو

مقبول نہ ہوگی، شیخ الاسلام سید المتاخرین تقی الدین ابن دقیق العید نے اپنی کتاب "الاقتراح" میں لکھا ہے کہ اعراض المسلمین حفرۃ من حفر النار وقف علی شفیرھا طائفتان من الناس، المحدثون والحکام، مسلمانوں کی عزتیں جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہیں جس کے کنارہ پر دو گروہ کھڑے ہوتے ہیں، ایک محدثین دوسرے حکام، ہمارے پاس دو اصول ہیں جن کو ہم پکڑے رہیں گے، جب تک کہ ان کے خلاف قطعی یقین نہ ہوجائے، ایک اصول اس امام مجروح کی عدالت ہے جس کی عظمت قائم ہوچکی ہے، دوسرا اصول جارح کی عدالت جو جرح کرتا ہے، لہٰذا ایسے امام کی جرح کی جانب توجہ نہ کیجائے گی نہ اس جرح سے وہ مجروح کیا جائے گا، اس قاعدہ کو یاد رکھو، کہ بہت ضروری قاعدہ ہے" انتہی طبقات الشافعیہ خلاصۃً۔ جزاول (مطبوعہ مصر مطبع الحسینیہ) صفحہ ۱۸۷ تا ۱۸۹۔

امام سبکیؒ کے آخر الذکر قاعدے کی تائید امام نوویؒ نے بھی اپنے رسالہ اصول حدیث التقریب کی نوع الثالث والعشرین میں کی ہے۔

حافظ ابن صلاحؒ نے لکھا ہے۔

"جس کی عدالت اہل نقل یا ان کی امثال اہل علم میں مشہور ہو اس کے ثقہ اور امین ہونے کی تعریف عام ہو تو اس کی عدالت پر کسی کی شہادت کی ضرورت نہیں، یہی مذہب صحیح شافعی کا ہے، اور اسی پر فن اصول فقہ میں اعتماد ہے، ابوبکر خطیب نے یہی قول اہل حدیث کا نقل کیا ہے، اور ایسے بزرگوں کی مثال میں مالک، شعبہ، سفیانین، اوزاعی، لیث، ابن المبارک، وکیع، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، وامثالہم کے نام لئے ہیں، صرف ان لوگوں کی عدالت سے سوال کیا جائیگا جن کا حال مخفی ہو، . . . . رہی جرح وہ صرف ایسی مقبول ہوگی جو مشرح ہو اور طالبین کے لئے اس کا سبب بیان کیا گیا ہو، اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان اس میں مختلف الخیال ہیں، کہ کونسی بات جارح ہے اور کونسی نہیں، ان میں سے کوئی کسی ایسی وجہ کی بنیاد پر جرح کردیتا ہے۔ جس کا وہ معتقد ہوتا ہے، حالانکہ فی الواقع وہ وجہ جرح نہیں ہوتی، پس لازم ہے کہ سبب جرح بیان کیا جائے، تاکہ یہ دیکھا جاسکے کہ آیا وہ جرح ہے بھی یا نہیں، یہ کھلا ہوا اصول فقہ اور اصول فقہ میں مسلم ہے۔

خطیب نے کہا ہے کہ یہی مذہب حفاظِ حدیث میں اماموں کا ہے، جیسے کہ بخاری و مسلم وغیرہما ہیں؛ اسی لئے بخاری نے ایسی ایک جماعت سے روایت کی ہے جس پر ان سے قبل جرح ہو چکی تھی، مثلاً عکرمہ مولے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہی عمل مسلم و ابوداؤد کا ہے، انتہی (مقدمہ ابن صلاح نوع ۲۳)

اصولِ مذکورۂ بالا کی بنیاد پر ائمۂ رجال نے اپنی کتابوں میں امام اعظمؒ کے متعلق جرح کو غیر مقبول قرار دے کر اس کا نقل کرنا بالکل متروک کر دیا ہے، چنانچہ ذیل کے مستند ائمۂ رجال کی کتابیں اس کی شاہد ہیں۔

۱۔ امام ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں امام اعظمؒ کے صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں لکھی، جو مختصر مناقب موضوعِ کتاب کے مطابق لکھ سکے ان کو لکھ کر کہتے ہیں کہ میں نے امام اعظمؒ کے مناقب میں ایک کتاب جداگانہ لکھی ہے۔

۲۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانیؒ نے تہذیب التہذیب میں جرح نقل نہیں کی، حالات و مناقب لکھنے کے بعد ختمِ کلام اس دعاء پر کیا ہے، مناقب ابی حنیفۃ کثیرۃ جداً فرضی اللہ عنہ واسکنہ الفردوس، آمین۔" امام ابو حنیفہؒ کے مناقب بہت کثرت سے ہیں، ان کی جزا میں اللہ ان سے راضی ہو اور فردوس میں ان کو مقام بخشے، آمین۔"

۳۔ امام ممدوحؒ نے تقریب التہذیب میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی۔

۴۔ حافظ صفی الدین خزرجی نے خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال میں صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ذکر نہیں، امام صاحب کو امام العراق و فقیہ الامّۃ کے لقب سے یاد کیا ہے، واضح ہو کہ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال کے مطالب چار کتابوں کے مطالب ہیں، خود خلاصہ، تذہیب امام ذہبیؒ، تہذیب الکمال امام ابو الحجاج المزّی، اور الکمال فی اسماء الرجال امام عبد الغنی المقدسیؒ، اس طرح یہ مسلک جرح و تعدیل کے چار اماموں کا متفقہ مسلک ہے۔

کتاب الکمال کی بابت حافظ ابنِ حجر تہذیب التہذیب کے خطبے میں لکھتے ہیں: کتاب الکمال فی اسماء الرجال ..... من اجل المصنفات فی معرفۃ حملۃ الآثار وضعاً واعظم المؤلفات

فی بصائر ذوی الالباب وقعاً، خطبے کے آخر میں مؤلف الکمال کی بابت لکھا ہے، ھو واللہ لعدیم النظیر المطلع النحریر۔

تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی نے سات صفحے امام صاحب کے حالات میں لکھے ہیں، جن کا اکثر حصہ تاریخ خطیب بغدادی سے ماخوذ ہے، صرف مناقب لکھے ہیں، جرح کا ایک لفظ نقل نہیں کیا۔

مرآۃ الجنان میں امام یافعی شافعی نے امام صاحب کے حالات میں جرح نہیں لکھی، حالانکہ تاریخ خطیب کے حوالے متعدد دیتے ہیں، اس سے صاف واضح ہے کہ خطیب کی منقولہ جرح انکی نظر میں ثابت نہ تھی۔

فقیہ ابن العماد الحنبلی نے اپنی کتاب شذرات الذہب میں صرف حالات و مناقب لکھے ہیں، جرح نقل نہیں کی۔

خلاصہ مذکورۂ بالا مستند پندرہ کتابوں کے، (جن میں سے پانچ اصولِ حدیث کی ہیں، اور دس رجال کی) بیان سے صاف واضح ہے کہ جن اماموں کی عدالت اور جلالتِ مرتبہ اہلِ علم و اہلِ نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول و مسموع نہیں، ایسے ائمہ کا جو طبقہ مثالاً پیش کیا گیا ہے وہ امام مالک سے لے کر امام اسحٰق بن راہویہ تک ممتد ہے، اصولِ حدیث کے فیصلے کا ماخذ امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، حافظ ابن عبدالبر، و شیخ الاسلام ابن دقیق العید کے اقوال ہیں، یہ بھی تصریح ہے کہ یہی مذہب و مسلک فن اصولِ فقہ میں معتمد اور اہلِ حدیث و حفاظ حدیث کا مقبولِ عام مذہب ہے، اسی اصول کے اثر سے متاخرین ائمہ رجال نے امام اعظم کے متعلق جرح کا ذکر اپنی کتابوں میں بالکل متروک کر دیا۔

غالباً اس قدر بحث نقلی پہلو کے اثبات کے لئے کافی ہے، نقلی بحث کے بعد عقلی مورخانہ بحث ملاحظہ ہو۔

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ امام صاحبؒ کے متعلق خطیب بغدادی نے جس قدر جرحیں نقل کی ہیں ان کا مآل کار خود ان کے قول کے مطابق صرف دو پہلو ہیں، اصول دین کے متعلق یا فروع کے متعلق، ان جرحوں کا وزن واثر آپ نقلی بحث میں پڑھ چکے ہیں، امام صاحبؒ کے جو حالات وواقعات زندگی خطیب نے نقل کئے ہیں ان کی نسبت کسی کی جرح نقل ہی نہیں کی، لہٰذا وہ واقعات وحالات بجائے خود قائم ہیں۔

کسی تاریخی ہستی کی نسبت رائے قائم کرنے کی مضبوط ترین بنیاد اس کے واقعات وحالات ہو سکتے ہیں، اسی اصول پر ہم یہاں بحث کرتے ہیں۔

امام صاحبؒ کے جو حالات خطیب نے لکھے ہیں، ان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنے معاصرین میں بہت سے اوصاف کے لحاظ سے فائق تھے، سب سے بڑا شرف اُن کی تابعیت تھی، اس کے بعد ان کی وہ عقل وفہم تھی جو قدرت نے ان میں مہمات دین حل کرنے اور نکات شریعت سمجھنے کی ودیعت رکھی تھی، دیکھو خطیب نے ان کی "وفور عقل، تیز فہمی وباریک نظری" کے بیان کے لئے جداگانہ باب قائم کیا ہے، علی بن عاصم کا یہ قول نقل کیا ہے، کہ اگر ابو حنیفہؒ کی عقل نصف اہل دنیا کی عقل سے تولی جائے تو انہی کا پلّہ بھاری رہتا۔ خارجہ ابو مصعب ایک ہزار عالموں سے مل کر یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان میں جو تین یا چار عاقل تھے ان میں ایک ابو حنیفہؒ تھے، یزید بن ہارون بہت سے انسانوں کو دیکھنے کے بعد کہتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہؒ سے زیادہ عاقل کوئی نہیں پایا، اوپر تم سُن چکے کہ امام اعمش نے ان کی تیز نظری کا اعتراف کیا تھا، ان کے کاروبار تجارت کا دائرہ بہت وسیع تھا، اس سلسلہ میں ان کی امانت، حوصلہ، حُسنِ معاملہ، تدبیر، وغیرہ اوصاف تاجرانہ کی تصدیق واقعات کرتے ہیں "حُسنِ معاملہ" کا باب مستقل خطیب نے قائم کیا ہے، خشیتِ الٰہی ثابت ہے، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ پارسا اور عابد ہونا ان کا مسلّم ہے، حُسنِ معاشرت، پاکیزہ صحبت، جُود وسخاوت، بلند نظری، اولوالعزمی، مخلوق کی ہمدردی وغمخواری، اظہارِ حق میں جرأت، سلطانی عطایا سے بے نیازی، علم وعلماء کی بے غرضانہ خدمت عظیم، اور اس خدمت کی بدولت اپنے استاد امام وقت حماد بن ابی سلیمان کی نظر میں اولاد سے زیادہ عزیز ہونا، یہ وہ اوصاف ہیں جن میں کسی نے کلام نہیں کیا، انہی اوصاف کے اجتماع نے ان کو معاصرین کے طبقے

میں بہت بلند کر دیا تھا، اس کا ایک نتیجہ یہ تھا کہ وہ محسود الخلائق تھے، اور یہ ان کی محسودیت اس درجے پر پہنچ گئی تھی کہ ان کے حالات میں اس کا ذکر نمایاں و مستقل ہے، قیس بن الربیع ان کے ذکر میں کہتے ہیں، کان ابوحنیفۃ رجلا ورعا فقیھا محسودا، ابوحنیفہ مرد پارسا فقیہ و محسود تھے، تم حضرت ابن المبارک کا پڑھا ہوا شعر امام سبکی کے بیان میں پڑھ چکے، جس میں معترض کے اعتراض کا منشا حسد ظاہر فرمایا ہے خود امام صاحبؒ سے جو شعر پڑھے تھے وہ شاہد ہیں کہ ان کے پاکیزہ قلب میں حاسدین کے حسد کا صدمہ تھا، حسن بن عمارہ کا قول ہے کہ لوگ ابوحنیفہؒ کی نسبت جو کلام کرتے ہیں، ان کا منشا حسد ہے، تفقہ میں ان کی فضیلت مسلم تھی، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ نے حسن بن عمارہ کا وہ قول نقل فرمایا ہے۔ جو وہ امام صاحبؒ کی رکاب تھامے ہوئے کھڑے کہہ رہے تھے اس میں یہ بھی تھا کہ تم سے زیادہ بلیغ کلام فقہ میں کسی نے نہیں کہا، امام شافعیؒ کے اقوال اس بارہ میں آپ پڑھ چکے، امام محمد بن حسن کے حالات میں امام احمد بن حنبلؒ کا اعتراف پڑھ چکے[۱]، کہ دقت نظر امام محمدؒ سے حاصل کی۔

ان اوصاف کا دوگونہ اثر ہوا، امام صاحبؒ کی احکام شرعیہ کی تحقیق اور ان کا اجتہاد معاصرین کی فہم سے بالاتر ثابت ہوا، فہم کی نارسائی باعث ہوئی اختلاف کا، اختلاف نے جرح کا رنگ اختیار کیا، اسی پر مبنی ہے وہ جرح جو اہل حق نے امام صاحبؒ کے متعلق اصول دین و فروع کی بنیاد پر کی ہے، تم اوپر اصول حدیث کا مسلمہ قاعدہ پڑھ چکے کہ اختلاف اجتہاد جس جرح کا منشا ہو وہ جرح نامقبول ہے، امام احمد بن حنبلؒ نے فیصلہ فرمادیا، ومن جھل شیئا عاداہ۔

دوسرا اثر حسد کے رنگ میں نمایاں ہوا، اصول حدیث نے دوسرا فیصلہ یہ صادر کیا کہ جو جرح حسد کے اثر سے ہو وہ بھی غیر مسموع ہے۔

نظر کو بلند تر کیجئے کہ کیا امت مرحومہ کا سواد اعظم (جس کی تعداد کا اندازہ نصف یا دو ثلث اہل اسلام کیا گیا ہے) ایک یہودی زندیق یا مشرک کے تابع ہوگئی اور اپنی دنیا و آخرت کو اس کے دامن سے باندھ دیا،

[۱] امام محمد بن حسن شیبانیؒ کا تذکرہ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ ناشر

اگر معاذ اللہ ایسا ہوا تو خود اسلام کے اثر پر کلام کرنا ہوگا۔

کوئی فہم سلیم جو نارسائی یا حسد سے مکدر نہ ہو، کبھی باور نہ کرے گی کہ ہزارہا علمائے ربانی اس ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں امتِ مرحومہ میں اس تعلیم کے اثر سے پھیلے جو ایک ایسے شخص کے دل و دماغ سے نکلی جسکے یہ اوصاف جارحین نے بیان کئے ہیں، ہمارا قلم بار باران کے اعادہ سے تحاشی کرتا ہے، علمائے ربانی سے بڑھ کر گروہا گروہ اولیائے کرام تعلیم بالا پر عمل کر کے مراتب قُرب پر فائز ہوئے، ولایت کے دو بڑے سلسلوں چشتی اور نقشبندی کے اکابر مذہب حنفی کے پیرو تھے۔

سب سے بالاتر یہ بحث ہے کہ امام محمدؒ سے لے کر علاّمہ ابن عابدینؒ تک فقہاء کی ہزاروں کتابیں فروعِ حنفی میں اور امام طحاویؒ، امام نسفیؒ وغیرہما کی تصانیف عقائد میں حاضر ہیں، ان کی بنیاد پر ثابت کیا جائے کہ جو عقائد و مسائل مجروحہ امام صاحبؒ کی جانب منسوب کئے گئے ہیں وہ کہاں ہیں؟ آج کروڑوں حنفی مختلف ممالک میں موجود ہیں ان میں سے کوئی خلق قرآن، ارجاء وغیرہ عقائد یا حلّتِ زنا وغیرہ مسائل فروعی کا قائل ہے؟ جواب یہی ہے کہ ایک بھی نہیں، اس سے صاف ظاہر ہے کہ بنیادِ جرح یا غلط فہمی ہے یا حسد، اور ان دونوں بنیادوں پر جو عمارت قائم ہو گی ظاہر ہے وہ قائم و دیر پا نہیں رہ سکتی تھی، چنانچہ یہی ہوا، سُوءِ فہم اور حسد کے غبار کے چھٹ جانے کے بعد اصولِ حدیث و علمِ رجال دونوں نے بالاتفاق ان جرحوں کے بے اصل اور غیر مقبول ہونے کا فیصلہ صادر کر دیا۔

فقہِ حنفی کی تاریخی حقیقت

موقع ہے کہ اس سلسلے میں فقہ حنفی کی تاریخی حقیقت سے بھی بحث کی جائے، آپ نے اُوپر خلف بن ایوب کا قول پڑھا کہ اللہ تعالیٰ سے علم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، حضرت سیّد المرسلینؐ سے صحابۂ کرام کو، صحابۂ کرام سے تابعین کو تابعین سے امام ابو حنیفہؒ کو۔

حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین من رب العالمین میں اس کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے، اس کے مطالب خلاصۃً لکھے جاتے ہیں۔

"علمائے اُمّت دو قسم میں منحصر ہیں، ایک حفاظِ حدیث جنھوں نے دین کے خزانوں کی حفاظت کی اور اس کے چشموں کو تکدّر و تغیّر سے پاک صاف رکھا، انہی کی کوششوں کا اثر تھا کہ جن لوگوں کی طرف

اللہ پاک کی جانب سے بہتری بڑھی وہ پاک چشموں پر وارد ہوتے، دوسری قسم فقہائے اسلام ہیں، جنکے اقوال پر مخلوق میں فتوی کا دار و مدار ہے، یہ گروہ استنباطِ احکام کے ساتھ مخصوص ہے، انھوں نے قواعد حلال و حرام کے انضباط کا اہتمام کیا، وہ زمین پر آسمانوں کے تاروں کی مثال ہیں کہ ان کی وجہ سے تاریکی میں بھٹکنے والے ہدایت پاتے ہیں، کھانے پینے سے بھی زیادہ انسان اُن کے محتاج ہیں، اور اُن کی اطاعت نص کے رُو سے ماں باپ سے بھی زیادہ فرض ہے، ایک روایت میں ' اولی الامر سے مُراد علماء ہیں، دوسری میں اُمراء۔

سب سے اوّل سیّد المرسلین صلعم نے تبلیغ کے منصب شریف کو ادا کیا، آپؐ کے بعد صحابہؓ نے، اس بارہ میں بعض صحابہؓ مکثر تھے، بعض متوسّط، بعض مقل، صحابہؓ میں سے جن کے فتوٰی محفوظ ہیں وہ ایک سو کچھ اوپر تیس تھے، ان میں مرد اور بی بی دونوں شامل ہیں، اُن میں سے جن کے فتوے کثیر ہیں وہ (حضرات) عمرؓ بن خطاب، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن مسعود، عائشہؓ ام المومنین، زیدؓ بن ثابت، عبداللہ ابن عباسؓ، اور عبداللہ بن عمرؓ ہیں، ان میں سے ہر ایک کے فتووں سے ایک ضخیم جلد مرتب ہوسکتی ہے۔

مسروقؒ کا قول ہے کہ میں صحابہؓ کی صحبت میں رہا، ان کا علم چھ کو پہنچا، علیؓ، عبداللہؓ، عمرؓ، زیدؓ بن ثابت، ابوالدرداءؓ، اُبیؓ بن کعب (رضی اللہ عنہم اجمعین) ان چھ کا علم دو کو پہنچا، علیؓ و عبداللہؓ۔[1]

یہ بھی مسروقؒ کا قول ہے کہ صحابہؓ کی مثال پانی کے تالابوں کی ہے، ایک ایسا تالاب ہے جس سے ایک سوار سیراب ہو، ایک ایسا جس سے دس سوار سیراب ہوں، ایک ایسا جس سے رُوئے زمین کے آدمی سیراب ہوجائیں، عبداللہؓ (بن مسعود) انہی میں سے ہیں، جن چار سے قرآن حاصل کرنے کا ارشاد نبویؐ ہوا اُن میں ابن اُمّ عبد (ابن مسعود) کا نام اوّل لیا، اعمشؒ نے ابراہیمؒ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ، جب کسی معاملے میں (حضرت) عمرؓ و عبداللہؓ جمع ہوجاتے تھے تو وہ اُس کی برابر کسی کو نہ سمجھتے تھے، اگر دونوں میں اختلاف ہوتا تو عبداللہؓ کے قول کو زیادہ پسند کرتے،

[1] امام نودی التقریب اصول حدیث میں لکھتے ہیں، صحابہؓ کا علم چھ پر منتہی ہوا، عمرؓ، علیؓ، اُبیؓ، زیدؓ بن ثابت، ابو الدرداءؓ، ابن مسعودؓ، اسکے بعد ان چھ کا علم علیؓ و عبداللہؓ پر منتہی ہوا، (دیکھو التقریب النوع ۲۳)

اس لئے کہ وہ زیادہ باریک بین تھے، لانّہ کان الطف۔

ابن مسعودؓ کے متعلق (حضرت عمرؓ کا) قول ہے، کنیف ملئ علماً۔ علم سے بھرا ہوا ایک تھیلا ہے، ابو موسیٰؓ کا قول ہے کہ عبداللہؓ کی ایک مجلس میں بیٹھنا ایک سال کے عمل سے زیادہ میرے نفس میں تاثیر کرتا ہے، علیؓ بن ابی طالب کے احکام و فتاویٰ پھیلے مگر خدا شیعوں کو ..... کرے انھوں نے ان کا بہت سا علم ان پر جھوٹ باندھ کر فاسد کر دیا، اس لئے صحیح روایتوں میں ان کی وہی حدیث یا فتویٰ معتبر خیال کرتے ہیں، جو اہل بیت یا اصحاب عبداللہؓ بن مسعود کے ذریعہ سے پہنچا ہے، خود حضرت کو اس کا شکوہ تھا کہ اُن کے علم کے حامل نہیں، (کما قال) ان ھٰھنا علما لو اصبت له الحملة، یہاں بڑا علم ہے اگر لینے والے اس تک پہنچیں[۱]، محمدؒ بن جریر طبری کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ کے اصحاب میں سے ایک بھی ایسا نہ ہوا جس نے ان کے فتاویٰ اور مذاہب فی الفقہ لکھے ہوں سوائے ابن مسعودؓ کے، وہ اپنا قول اور مذہب، قول عمرؓ کے مقابلے میں ترک کر دیتے تھے، ان کی مخالفت کسی مسئلے میں نہیں کرتے تھے، دین اور مذہب امت میں اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ، اصحاب زیدؓ ابن ثابت، اصحاب عبداللہ بن عمرؓ اور اصحاب عبداللہ بن عباسؓ سے پھیلا، انہی چار[۲] کے اصحاب سے سارے آدمیوں کو علم پہنچا ہے، صحابہؓ کے بعد ان کے تلامذہ ..... کوفہ میں علقمہ بن قیس النخعی، اسود، عمرو بن شرحبیل، مسروق الہمدانی، قاضی شریح ..... تھے، یہ سب کے سب اصحاب علیؓ، و عبداللہؓ ابن مسعود ہیں، اور اکابر تابعین سے ہیں، اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں فتویٰ دیتے تھے اور وہ اس کو جائز رکھتے تھے۔

اس طبقے کے بعد ابراہیم نخعی و عامر الشعبی و سعیدؓ بن جبیر ..... ہوتے، ان کے بعد حماد بن ابی سلیمان، سلیمان بن المعتمر، سلیمان الاعمش، اور مسعر بن کدام، ان کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ

---

[۱] اس قول کی تائید امام مسلمؒ نے مقدمہ صحیح مسلم میں کی ہے، لکھا ہے کہ مغیرہؓ ان روایتوں میں سے جو حضرت علیؓ سے کیجاتیں صرف وہ روایت قبول کرتے جو اصحاب عبداللہؓ بن مسعودؓ کی سند سے ہوتی، یہ بھی لکھا ہے کہ اصحاب علیؓ نے ان کا علم فاسد کر دیا، (دیکھو مقدمہ صحیح مسلم حاشیہ قسطلانی ج ۱ ص ۱۱۲)۔

سفیان ثوری، اور ابو حنیفہؒ ہوتے ...... ان کے بعد حفص بن غیاث، وکیع بن الجراح اور اصحاب ابو حنیفہؒ مثل ابو یوسفؒ القاضی، زفر بن ہذیل، حماد بن ابو حنیفہؒ، حسن بن زیاد القاضی اور محمد بن حسن قاضی رقّہ ہوتے۔" (انتہیٰ اعلام الموقعین خلاصۃً)۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں یہ بحث لکھی ہے، حافظ ابن قیمؒ اور شاہ صاحبؒ کی بحث میں تفصیل اور اجمال کا فرق ہے۔

اقوالِ بالا کی بنیاد پر فقہ حنفی کا سلسلہ حسبِ ذیل بصورتِ شجرہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلّم

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

علقمہ

اسود النخعی

عمرو بن شرجیل

مسروق الہمدانی

قاضی شریح
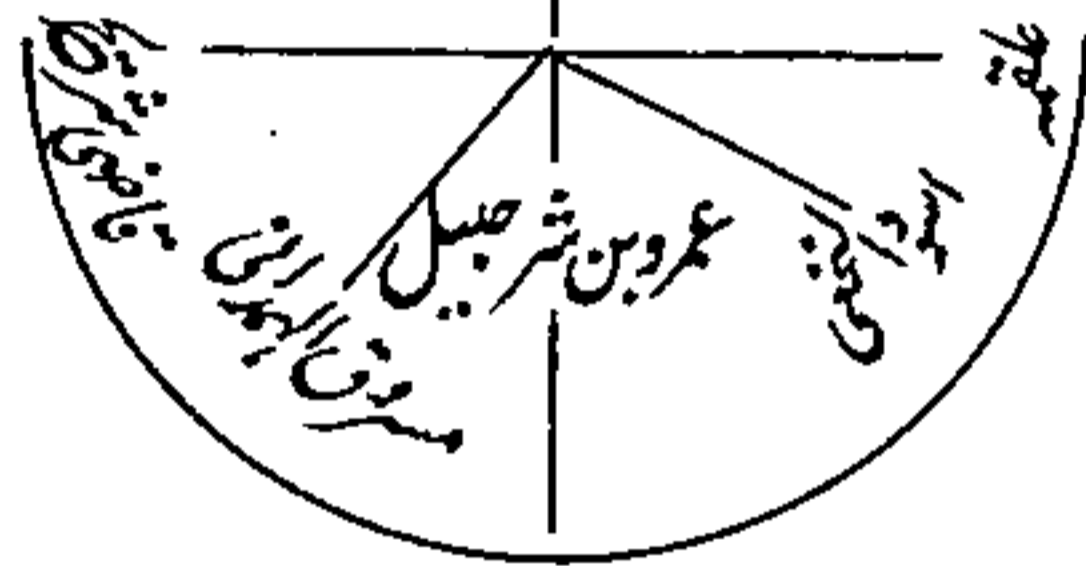
ابراہیم النخعی

حماد بن ابی سلیمان

ابو حنیفہ

ابو یوسف القاضی

محمد بن حسن القاضی

زفر بن ہذیل

حسن بن زیاد اللؤلؤی القاضی

حماد بن ابی حنیفہ

فقہ حنفی پر بحث کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ رجالِ فقہ موصوف کے حالات مختصراً بیان کر دیتے جائیں، جن سے ان حضرات کا مرتبہ علمی و عملی معلوم ہو سکے۔

یہ آپ معلوم کر چکے ہیں کہ فقہ کے مرجعِ کل آنحضرتؐ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ | کنیت ابو عبدالرحمٰن، قدیم الاسلام، اُن سے پہلے صرف پانچ حضرات اسلام لاچکے تھے، اسلام لانے کے وقت عمر کا تخمینہ بیس[۲] سال کے قریب ہوتا ہے، مشرّف باسلام ہونے کے وقت ہی تعلیم قرآن کی التجا پیش کی، ارشاد ہوا، انک لغلام معلم، بے شک شبہ تم نوجوان معلّم ہو، ستّر سورتیں خود ذاتِ اقدسؐ سے حفظ کیں، پہلے شخص ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کی طرف سے کفّار قریش کو قرآن مجید (سورۂ الرحمٰن) حرم میں سُنایا، سخت زحمت اُٹھائی، کفّار منہ پر ضربیں مارتے تھے اور یہ سورۂ الرحمٰن سُنائے جاتے تھے، کسی نے اس تکلیف پر اظہار افسوس کیا تو فرمایا کہو تو پھر سُنادوں، اب کفّار سے زیادہ کوئی میری نظر میں ناچیز نہیں، یہ گویا پہلا سبق معلّمی کا تھا۔

اسلام سے مشرّف ہونے کے بعد ہی حضرت سرورِ عالمؐ نے ان کو اپنی خدمت سے مخصوص کر لیا تھا، اذن عام تھا کہ پردہ اُٹھاکر خدمت میں چلے آئیں، راز کی باتیں بھی سُنیں مگر جب کہ روک دیئے جائیں، باہر تشریف آوری کے وقت نعلین مبارک پہناتے، عصا لے کر دائیں جانب آگے چلتے، مجلس کے قریب پہنچ کر نعلین مبارک اُتار کر بغل میں رکھ لیتے، عصا پیش کرتے، مراجعت کے وقت بھی یہی عمل ہوتا، واپسی پر اوّل حجرہ میں داخل ہوتے، وضو کے وقت مسواک پیش کرتے، صحابۂ کرام میں صاحب النّعلین والسّواک والسّواد اُن کا لقب تھا، یعنی نعلین مبارک، مسواک اور راز کے محافظ، سفر میں بستر مبارک طہارت کا پانی، مسواک، نعلین مبارک ان کی تحویل میں رہتیں، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ جب یمن سے مدینہ طیّبہ پہنچے ہیں، تو کثرت باریابی دیکھ کر حضرت ابن مسعودؓ اور ان کی والدہ کو اہلِ بیت سمجھے دو بار ہجرت کی، ایک بار حبشہ کو دوبارہ مدینہ منورہ کو، تمام غزوں میں شریک ہوتے، بدر میں ابو جہل کا سَر خود اس کی تلوار سے کاٹا، جو صلے میں عطا ہوئی، ضعیف الجثّہ تھے، ایک موقعہ پر اُنکی باریک پنڈلیاں دیکھ کر صحابۂ کرامؓ ہنس پڑے، تو آپؐ نے فرمایا عبداللہؓ قیامت کے دن میزان میں اُحد سے بھی زیادہ بھاری ہوں گے، دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہؓ کا ایک پاؤں اُحد سے

[۱] ان حالات کا ماخذ، طبقات ابن سعد[۱]، تاریخ الخطیب[۲]، اسد الغابہ[۳]، الاستیعاب[۴]، الاصابہ[۵]، اعلام الموقعین[۶]، اور نزہۃ الابرار فی الاسامی والاخبار ہیں، شروانی۔

زیادہ بھاری ہوگا، جنّت کی بشارت پائی۔

۳۲ھ میں مدینہ منوّرہ میں وفات پائی، حضرت عثمان رضؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، بقیع میں دفن ہوئے، حضرت ابو درداء رضؓ نے خبر وفات سُن کر کہا، ما ترک خلفه مثله، اپنا مثل نہیں چھوڑ گئے، عمر کچھ اُوپر ساٹھ ۶۰ برس کی ہوئی۔

لباس عمدہ سپید پہنتے تھے، عطر بہت لگاتے، رات میں عطر کی خوشبو سے پہچان لئے جاتے، دولتمند تھے، نوّے ۹۰۰۰۰ ہزار درہم ترکے میں چھوڑے، بیس ۲۰۰۰۰ ہزار درہم خزانۂ خلافت میں جمع تھے، وہ بھی ورثاء کو ملے۔

حضرت سرورِ عالم اُن سے قرآن مجید پڑھوا کر سُنتے تھے، حیاتِ مبارک کے سالِ آخر میں جب حضرت جبرئیلؑ نے رمضان میں ۲ دوبار کلام مجید آپ کو سُنایا تو یہ بھی حاضر تھے، اس طرح اخیر نسخ وتبدیل سے آگاہی کا موقع ملا۔ ارشادِ نبویؐ ہے کہ جس کو یہ محبوب ہو کہ قرآن اسی طراوت وتازگی سے پڑھے جیساکہ وہ نازل ہوا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ ابنِ اُمّ عبد رضؓ کی قرأت سے پڑھے، ارشاد ہے، وتمسکوا بعهد ابن امّ عبد، ابن مسعود رضؓ کی ہدایت اور حکم کو مضبوط پکڑے رہو، جن چار ۴ صاحبوں سے قرآن سیکھنے کا حکم فرمایا گیا ان میں اوّل ان کا نام لیا، باقی تین ۳ صاحب یہ ہیں، (حضرت) معاذ بن جبل رضؓ، اُبیؓ بن کعب رضؓ، اور سالم رضؓ مولی ابی حذیفہ، حافظِ قرآن تھے، صحابۂ کرام رضؓ میں ان کا اقرب الی اللہ وسیلہ ہونا، اور اقربهم زلفیٰ (سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے قریب) ہونا مسلّم تھا، ہیئتِ ظاہری سیرت اور طریقے میں اور شان ووقار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے، اسی طرح علقمہ رضؓ حضرت ابن مسعود رضؓ سے مشابہ تھے۔

حضرت عمر رضؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں حضرت عمار رضؓ بن یاسر کو امیر کوفہ اور ان کو وزیر و معلّم بنا کر بھیجا، اہلِ کوفہ کو اس موقع پر لکھا، میں ان ۲ دو صاحبوں کو بھیجتا ہوں جو نجباء صحابہ رضؓ سے ہیں اور اہلِ بدر سے ہیں اُن کی اقتدار اور اطاعت کرو اور حکم مانو، عبد اللہ بن مسعود رضؓ کو میں نے قسم ہے رب کی اپنے اُوپر ایثار کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے، ان کی نسبت حضرت عمر رضؓ کا قول ہے، کُنیف

ملئ علماً۔ ایک تھیلا ہیں علم سے بھرے ہوئے، یہ قول تین بار مکرر فرمایا، حضرت علی رضہ کا قول ہے۔ "قرأ القرآن فاحل حلالہ وحرم حرامہ فقیہ الدین عالم السنۃ" ابن مسعود رضہ نے قرآن پڑھ کر جو اس میں حلال تھا اس کو حلال کیا اور جو حرام تھا اس کو حرام، دین کے فقیہ ہیں، سنت کے عالم، امام شعبیؒ کا قول ہے، ما کان فی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افقہ من صاحبنا عبد اللہ ابن مسعود، اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمارے استاد عبد اللہ بن مسعود رضہ سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہ تھا۔

روایتِ حدیث بہت کم کرتے تھے، الفاظِ حدیث میں سخت احتیاط کرتے تھے، جس وقت قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زبان سے نکلتا کانپ اٹھتے، فرماتے تھے لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ولکن العلم الخشیۃ، علم کثرتِ روایت کو نہیں کہتے بلکہ علم خدا تعالیٰ سے ڈرنے کو کہتے ہیں، عمرو بن میمون کا قول ہے کہ میں ایک برس عبد اللہ بن مسعود رضہ کے پاس رہا، ایک دن بھی انھوں نے رسول اللہ سے حدیث روایت نہیں کی، نہ یہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صرف ایک بار حدیث بیان کی اور ان کی زبان پر لفظ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہوا، بے قرار ہو گئے، میں نے دیکھا کہ ان کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا، الفاظِ بالا کہہ کر یہ الفاظ کہے، انشاء اللہ اما فوق ذالک واما قریب من ذالک او دون ذالک، انشاء اللہ یا اس سے بڑھ کر یا اس کے قریب یا اس سے کم، حضرت ابوبکر رضہ اور حضرت عمر رضہ سے حدیث سنی، حضرات ابن عباس رضہ، ابن عمر رضہ اور ابن زبیر رضہ نے منجملہ دیگر صحابہ رضہ کے ان سے حدیث سنی، تابعینؒ میں علقمہؒ، اسودؒ، مسروقؒ، ابو وائل شقیقؒ، شریحؒ وغیرہم نے۔

حالاتِ بالا پر ایک نظر حضرت ابن مسعود رضہ کے حسب ذیل اوصاف نمایاں ہیں، قدیم الاسلام ہونا، ابتدا سے انتہا تک ذاتِ اقدس سے قربِ تام اور شرفِ خدمت، معتمد و محرم اسرار ہونا، وفورِ علم و شانِ معلمی و خوبیٔ تعلیم، حافظ و اعلم بکتاب اللہ ہونا، علم و فقہ و سنت میں فوقیت اور تفقہ میں باریک نظری، قربِ الٰہی و وسیلہ الی اللہ ہونے میں امتیاز، ہیئتِ ظاہری، سیرت اور طریقے میں اور شان و وقار میں سب سے زیادہ آپؐ سے مشابہ ہونا، آنحضرتؐ کا ارشاد، تمسکوا بعھد ابن ام عبد، ابن مسعود رضہ کی

ہدایت اور حکم کو مضبوط پکڑے رہو، حضرت عمرؓ کا ان کے علم و تفقہ پر اعتماد کُلّی، اہل کوفہ کو ان کی اقتدار، اطاعت اور ان کے حکم ماننے کا امر، حضرت علیؓ کی ان کے علم کتاب و فقہ و سنّت کی توثیق، فقہ میں باریک نظری، روایت حدیث کی تعلیل اور حفاظتِ الفاظ میں احتیاط۔

یہ تم سُن چکے کہ تمام صحابہ کرامؓ کے علم کے حامل چھ حضرات تھے، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین، یہ بھی سُن چکے ہو کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا علم حضرت ابن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں کے پاس رہا۔ حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن عباسؓ نے ان سے حدیث سُنی۔ مسروقؒ کا قول پڑھ چکے کہ چھ کا علم دو کو پہنچا، حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کو، یہ بھی سُن چکے کہ حضرت علیؓ کا علم وہی محفوظ رہا جو اہل بیت اطہار کے سینوں میں رہا، یا حضرت ابن مسعودؓ کے، نتیجہ ظاہر ہے کہ علم صحابہؓ کے مرجع اخیر اور خزینہ دار حضرت ابن مسعودؓ تھے، رضی اللہ عنہ۔

اس خلاصہ حالات سے حضرت ابن مسعودؓ کے وجود کی عظمت علم و تعلیم کی جلالت ثابت ہوتی ہے، اسی کا اثر تھا جو خطیب نے لکھا ہے کہ فبث عبد اللہ فیھم علماً کثیراً و فقّہ منھم جمّاً غفیراً، عبد اللہؓ نے اہلِ کوفہ میں علم بکثرت پھیلایا، اور گروہ کثیر کو فقیہ بنا دیا، حضرت ابن مسعودؓ کے شاگردوں کی بابت حافظ ابن قیمؒ کا قول پڑھ چکے کہ اکابر تابعین سے تھے، اور اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں فتوای دیتے تھے، جس کو وہ حضرات جائز رکھتے۔

علقمہ بن قیسؓ نخعی ہیں، التابعی الکبیر الجلیل الفقیہ البارع، بڑی شان کے جلیل القدر تابعی، فقہی عقل و دانش میں فائق، کان من الرّبانیّین، علمائے ربّانی میں سے تھے، اجمعوا علی جلالته وعظم محله ووفود علمه وجمیل طریقته، ان کی جلالتِ شان، عالی قدری اور خوبیٔ طریقہ پر اجماع ہے، ابراہیم النخعی کا قول ہے، کان علقمة یشبه بابن مسعود، علقمہ ابن مسعودؓ سے مشابہ تھے، (تہذیب الاسماء نووی)۔

دیکھو عہد اسلام کی سیر حاصلی، ان کے دو بھتیجے، اسود اور عبد الرحمٰن بلند مرتبہ تابعی ہیں، اور

ایک نواسہ ابراہیم نخعی، ایک گھر میں چار عالی قدر تابعی۔

مسروق الہمدانی | اتفقوا علیٰ جلالتہ وتوثیقہ وفضیلتہ وامامتہ، ان کی جلالت، امامت اور ثقہ ہونے پر اجماع ہے، حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی، حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ سے ملاقات کی، امام شعبیؒ کے اُستاد ہیں۔ (تہذیب الاسماء)

اسود النخعی | تابعی فقیہ امام صالح، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کو دیکھا، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ و حضرت عائشہؓ وغیرہم سے روایت کی، اتفقوا علیٰ توثیقہ وجلالتہ۔ ان کے ثقہ ہونے اور جلالت پر اتفاق ہے، اسّی حج اور عمرے علیحدہ علیحدہ کیے۔ (تہذیب الاسماء)

عمرو بن شرحبیل الہمدانی | امام بخاریؒ، مسلمؒ، وترمذیؒ اور نسائیؒ نے اُن سے روایت کی ہے، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے روایت کی، (خلاصہ تذہیب) ثقہ عابد تھے۔ (تقریب التہذیب)

شُریح القاضی | زمانۂ نبوت پایا، حضوری سے مشرف نہ ہوتے، حضرت عمرؓ نے ان کو قاضی کوفہ مقرر کیا، وہاں ساٹھ برس قاضی رہے، حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا انت اقضی العرب تم عربوں میں قضاء میں فائق ہو، ان کی روایتوں کے حجت ہونے اور اُن کے ثقہ ہونے اور دین وفضل پر اور ذکاوت پر اتفاق ہے، نیز ان کے سب سے زیادہ عالم قضا ہونے پر۔ (تہذیب الاسماء)

ابراہیم النخعی | تابعی جلیل القدر، حضرت عائشہؓ کی خدمت میں باریاب ہوتے، ان کے ثقہ ہونے، جلالت شان اور فقہ میں فائق ہونے پر اتفاق ہے، شعبیؒ نے اُن کی وفات کے وقت فرمایا، ماترک احداً اعلم منہ وافقہ، انھوں نے اپنے آپ سے زیادہ عالم اور فقیہ نہیں چھوڑا، اعمش کا قول ہے، کان النخعی صیرفی الحدیث، نخعی حدیث کے نقاد تھے، (تہذیب الاسماء)

حماد بن ابی سلیمان | اشعری کوفی ہیں، ابو اسمٰعیل کنیت، حضرت انسؓ، اور ابن المسیبؓ اور ابراہیمؒ سے روایت کی اور ان سے ابوحنیفہؒ اور شعبہؒ نے، ثقہ، امام مجتہد، سخی وجواد تھے، ابواسحٰقؒ کا قول ہے کہ وہ شعبیؒ سے فقہ میں فائق تھے۔ (الکاشف للذہبی)

فقہ حنفی پر ایک نظر

(۱) بیانِ بالا سے واضح ہوچکا کہ جس علم صحابۂ کرامؓ کے مرجعِ آخر و خزینہ دار حضرت ابن مسعودؓ تھے، وہ تابعین کبار کو پہنچا، ان سے ابراہیم نخعیؒ کو، ان سے حماد بن ابی سلیمانؒ کو، ان سے امام ابو حنیفہؒ کو، ان سے ابو یوسفؒ و محمدؒ بن حسن وغیرہما تلامذہ کو بھی وہ علم تھا جس کی تدوین و ترویج کا اہتمام اکابر صحابۂ کرامؓ نے اہتمامِ کتاب اللہ کے بعد اس زمانے میں کیا جبکہ روایتِ حدیث قلیل تھی، بلکہ روکی جاتی تھی، خلفائے راشدینؓ کا دور اسی کے اہتمام میں صرف ہوگیا، امام اعظمؒ اور ان کے تلامذہ کی کوششوں نے اس علمِ دین کو مدوّن و مرتّب کرکے ایک ایسا آئینِ شریعت ملک و ملّت کے سامنے رکھدیا جو حق و ہدایت کی قوت سے دنیائے اسلام کی عبادات و معاملات کی ضرورتوں اور حاجتوں کو روا کرنے اور دنیائے اسلام میں پھیلنے کے لئے تیار اور آمادہ تھا، اس علم کی یہ عجیب خصوصیت ہے کہ چار پشت تک تابعینؒ کے سینوں میں رہنے کے بعد امّت کو ملا، اس کا نتیجہ بدیہی یہ ہے کہ امام اعظمؒ کا علم صحابۂ کرامؓ کے علم کا مجموعہ ہے اور وہ فقہ حنفی ہے۔

(۲) مذہب اسلام روئے زمین کے انسانوں کے لئے آخری دینِ الٰہی ہے، اس کا اعلان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ غالب رہیں گے، یہ بھی اس کا اعلان ہے کہ وہ تمام ادیان پر حق و ہدایت کے قوت سے غالب رہیگا، اور یہ بھی کہ حزب اللہ کا طرّۂ امتیاز غلبہ ہے۔

اسلام کے فرق باطلہ کے باطل ہونے کی بڑی دلیل اس میں ہے کہ وہ کبھی دیرپا غلبہ روئے زمین پر نہ پاسکے، ان کا کارنامہ یہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح انھوں نے اپنے وجود کو قائم رکھا، مثال کے لئے دیکھیو فرقۂ باطنیہ کی تاریخ۔

مذاہب حقّہ میں سب سے زیادہ غلبہ مذہبِ حنفی کو ابتدا سے آج تک حاصل رہا ہے، مورّخین و محدثین اس کے شیوع کو زمین پر چھا جانے سے تعبیر کرتے ہیں، امام سفیانؒ بن عُیینہ کا قول تم نے پڑھا ہے کہ ابو حنیفہؒ کی رائے آفاق میں پہنچ گئی، وقد بلغ الآفاق، خطیب نے امام ابو یوسفؒ کے حالات میں لکھا ہے، وبثّ علم ابی حنیفۃ فی اقطار الارض، انھوں نے ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے ایک ...

سے دوسرے کنارے تک پہنچا دیا۔

تم اُوپر پڑھ چکے ہو کہ شیخ طاہر پٹنی صاحب مجمع البحار نے المغنی میں فقہ حنفی کا سارے آفاق میں پھیل جانا اور رُوئے زمین کو ڈھک لینا لکھا ہے، ان کے الفاظ ہیں "العلم المنتشر فی الآفاق و علی طبق الارض" یہ بھی لکھا ہے کہ "اگر مذہب فقہ حنفی میں اللہ تعالیٰ کا سِرّ خفی نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب اسلام اُس کے تقلید کے جھنڈے کے نیچے جمع نہ ہو جاتا۔" مُلّا علی قاریؒ نے دو ثلث اہلِ اسلام کا گیارہویں صدی ہجری میں حنفی ہونا لکھا ہے۔

اس کی قوتِ ظہور اور خوبیٔ تدوین و کمالِ ترتیب کا اندازہ اس سے کرو کہ امام اعظمؒ کی وفات کے ٹھیک سولہ[16] برس بعد خلیفۂ بغداد ہادی کے عہد میں امام ابو یوسفؒ ۱۶۶ھ میں قاضی مقرر ہوتے ہیں، وہ قوت ان کے علم میں ہے کہ عہدِ اسلام میں اوّل مرتبہ قاضی القضاۃ کی طیلسان ان کے وجودؒ پر راست آتی ہے، اور فقہ حنفی رُوئے زمین پر کارفرما بن جاتی ہے، ہارون الرشیدؒ کی خلافت کے شایان قاضی القضاۃ اوّل امام ابو یوسفؒ ہی ٹھہرے، خلافتِ عباسیہ کے بعد جتنی ایسی قوتیں برسرِ کار آئیں جن کی قوت اور غلبہ کو بین الاقوام اور بین الممالک مرتبہ حاصل ہوا وہ قریباً سب کے سب حنفی تھیں، مثلاً آلِ سلجوق، آلِ عثمان، عالمگیری ہندوستان۔ بجائے خود ایک برِّ اعظم تھا، یاد تازہ کرو حافظ ابن قیمؒ کے اس بیان کی کہ مسروقؒ کا قول ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کا علم وہ خلیج ہے کہ اگر اس پر رُوئے زمین کے تشنہ کام وارد ہو جائیں تو سیراب ہو سکیں، ملاوہ اس کے ساتھ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف کہ نظرِ کشفی میں دوسرے مذاہب حیاض و جداول کی شکل میں منکشف ہوتے ہیں، مذہب حنفی بشکل دریائے زخار جو عرش سے گر رہا ہے، دوسرے مذاہب حقہ عموماً یا ملک سے مخصوص رہے یا نسل سے۔ بین الاقوامی رتبہ کمتر پا سکے۔

اسلام کی قوت و حقانیت کی کھلی ہوئی دلیل اس میں ہے کہ اس کے احکام میں مختلف ممالک و مختلف نسلہائے انسانی کی ضرورتوں کا لحاظ پایا جاتا ہے، اور ان کے حامل مذاہب حقہ ہیں، اگر کبھی یہ بحث لکھی جائے کہ مذاہب اربعہ مختلف ممالک اور مختلف نسلوں میں کس مناسبت سے پھیلے تو علمِ نفسیات کا دلچسپ باب ہو گا۔

دیکھو تابعین و تبع تابعین کے دور میں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں صاحب مذہب امام و مجتہد تھے، جن کے مذاہب پھیلے، اور مضمحل ہوگئے، بالآخر متبوع چار ہی رہے۔

ان میں بھی جو شیوع و غلبہ مذہب حنفی کو رہا ظاہر ہے، معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں غلبہ و ظہور کی جو قوت و برق حق و ہدٰی کی مدد سے تھی اس کا وافر حصہ مذہب حنفی میں ودیعت تھا، اور یہی وہ خفی سر الٰہی ہے جس کو شیخ طاہر پٹنی مذہب حنفی کی کامیابی و غلبہ کا سبب بتاتے ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے، عام طور پر مذہب حنفی اور مذہب مالکی کی کامیابی کا سہرا امام ابو یوسفؒ اور امام یحییٰ بن یحیےٰ المصمودی کے سر باندھا جاتا ہے کہ ان کا وجود نہ ہوتا تو شیوع حاصل نہ ہوتا، یہ صحیح ہے کہ یہ دونوں امام ان دونوں مذہبوں کے شیوع و رواج کا زبردست ذریعہ بنے، لیکن یہ صحیح نہیں کہ ان کے شیوع اور ترویج کی علّت تامہ وہ دونوں ہیں، اس پر غور کرنا چاہیئے کہ تعلیم سے شاگرد پیدا ہوتے ہیں، تصانیف پیدا ہوتی ہیں نہ یہ کہ اُستاد کی تعلیم کی خوبی شاگرد پیدا کرتا ہے، شخصی کوششوں سے فروغ و رواج تعلیم ضرور ہوتا ہے، مگر عالمگیر غلبہ و ظہور جو صدیوں تک قائم و باقی رہے وہ خود اس تعلیم کی اندرونی قوت و اثر ہی سے ہو سکتا ہے، بالآخر کامل شاگردوں کا وجود بھی تو قوت و خوبیٔ تعلیم کا منت کش ہے، امام ابو یوسفؒ اور امام یحییٰؒ بھی مذہب حنفی و مالکی کی قوت کا ثبوت ہیں[1]۔

نتیجۂ واقعات بالا یہ ہے کہ محدثین کرام کی شہادتِ توثیق کے بموجب امام ابو حنیفہؒ کا علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علم تھا جو تیئیس ۲۳ برس کی ضمنیتِ تام اور قربِ خاص میں مشکوٰۃِ نبوت سے براہِ راست حاصل کیا گیا، اور جو بالآخر تمام صحابۂ کرامؓ کے علم کا مجموعہ بنا، اور چار پُشت تک تابعینؒ کبار و کرام کے سینوں سے گزر کر امام اعظمؒ کے تلامذۂ رشید کو پہنچا اور اُنھوں نے عالم اسلام کو پہنچایا، اور جو آخر تک فقہائے عظام کی کوششوں سے ایک عالم کے واسطے

---

[1] خاکسار اس حصۂ مضمون و حصۂ جرح کی نگارش میں مفتی سید عبداللطیف صاحب استاد جامعہ عثمانیہ کے مشورہ کا دل سے ممنون ہے اگر وہ مشورہ نہ ہوتا تو حق یہ ہے کہ حق بحث اس جامعیت سے ادا نہ ہوتا، (شروانی)

سرمایۂ اعمالِ حسنہ بنا ہوا ہے، اور چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اقرب الی اللہ وسیلہؒ تھے لہٰذا
خالقِ اکبر جل جلالہٗ کی بارگاہ میں اس کے عاجز بندوں کیلئے وسیلۂ عظمیٰ ہے، فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قاضی

ابو یوسفؒ

قاضی ابو یوسفؒ

یعقوب بن ابراہیم، ابو یوسف القاضی، شاگرد ابو حنیفہؒ، نسب یہ ہے، ابو یوسف یعقوب ابن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بحیر بن معاویۃ الانصاری (حضرت) سعدؓ صحابی ہیں، اُن کی ماں حبتہ صحابیہ، سعدؓ اُحد کے دن (حضرت) رافع بن خدیجؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ملاحظہ میں پیش ہوئے، کم سِنی کی وجہ سے بھرتی نہیں ہوئے۔

تحصیلِ علم | ابو یوسفؒ سنہ ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے، گھر مفلس تھا، حدیث[1] اور فقہ کی تحصیل کا شوق تھا، حدیث کی روایت منجملہ دیگر مشائخ کے یحییٰ بن سعید الانصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ، عطاء بن السّائب، لیث بن سعد سے کی۔ محمد بن حسن، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین وغیرہم نے ان سے روایت کی، بغداد میں سکونت اختیار کرلی تھی۔

ایک روز ابو حنیفہؒ کی محفل میں بیٹھے تھے کہ ان کے والد وہاں پہنچے، یہ باپ کے ساتھ ہولئے، باپ نے کہا کہ ابو حنیفہؒ کے قدم پر قدم مت رکھو، ان کو تو پکی پکائی ملتی ہے، تمھیں پیٹ پالنے کی ضرورت ہے، اُنھوں نے یہ سُن کر طلب علم میں کمی کردی، ان کا بیان ہے کہ ابو حنیفہؒ نے میری جستجو کی، بیٹھ رہنے

---

[1] ہشام بن عروہ، ابواسحٰق شیبانی، عطاء بن السائب اور ان کے طبقے سے سماع حدیث کیا، اکبر شیوخ حصین بن عبدالرحمٰن ہیں ان سے محمد بن حسن، احمد بن حنبل، بشر بن الولید، یحییٰ بن معین اور بہت لوگوں نے سماعت حدیث کی۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے، ابو یوسفؒ صاحب حدیث و صاحب سُنّت تھے، (امام) احمدؒ کا قول ہے ابو یوسفؒ حدیث میں صاحب انصاف تھے، ذہبیؒ کا قول ہے کہ میں نے ابو یوسفؒ اور محمد بن حسنؒ کے حالات علٰحدہ کتابوں میں لکھے ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ للذہبی)

کے بعد پہلی بار میں ان کے پاس پہنچا تو پوچھا آنا کیوں چھوڑ دیا، میں نے کہا کہ پیٹ کی فکر اور باپ کی فرمانبرداری کی وجہ سے، یہ کہہ کر میں بیٹھ گیا، آدمی چلے گئے، تو ایک تھیلی مجھ کو دی اور کہا اس کو خرچ کرو، جب ختم ہو جائے تو اطلاع کرنا، پڑھنا مت چھوڑو، میں نے دیکھا تو ۱۰۰ سو درم تھے، اب میں نے پابندی سے پڑھنا شروع کیا، چند روز کے بعد ۱۰۰ سو درم اور عنایت ہوئے، حالانکہ میں نے اشارةً بھی ختم ہونے کا ذکر نہیں کیا تھا، اسی طرح بے طلب عنایت ہوتی رہی، یہاں تک کہ میں آسودہ حال ہو گیا۔

ایک روایت کے بموجب باپ نے چھوٹا چھوڑا تھا، ماں درس سے اُٹھا لے جاتی تھی، ایک روز ابو حنیفہؒ نے ان کی والدہ سے کہا، نیک بخت! جا، یہ علم سیکھ کر فالودہ روغنِ پستہ کے ساتھ کھائے گا، یہ سُنکر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں، جب وہ قاضی القضاۃ ہو گئے، تو ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دستر خوان پر فالودہ پیش ہوا، خلیفہ نے اُن سے کہا، یہ کھاؤ، یہ روز روز نہیں تیار ہوتا ہے، پوچھا، امیر المومنین کیا ہے، کہا فالودہ اور روغنِ پستہ، یہ سُنکر ابو یوسف ہنس پڑے، خلیفہ نے پوچھا، کیوں ہنسے، کہا بخیر امیر المومنین کو اللہ تعالیٰ زندہ و سلامت رکھے، ہارون رشید نے اصرار کیا تو اُنھوں نے واقعۂ بالا بیان کیا، سُنکر خلیفہ کو حیرت ہوئی اور کہا علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ابو حنیفہؒ پر رحمت فرمائے، وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

امام اعظمؒ کی صحبت میں

سترہ ۱۷ برس تک ابو حنیفہؒ کی صحبت میں حاضر رہے، ایک بار اس زمانہ میں سخت بیمار ہو گئے، امام صاحبؒ نے آکر دیکھا تو واپسی میں اُن کے دروازے پر متفکر کھڑے ہو گئے، کسی نے سبب پوچھا، تو کہا یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اُٹھ جائے گا،

ابو یوسفؒ کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز مجھ کو ابو حنیفہؒ اور ابن ابی لیلےٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی، ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر فقیہ اور ابن ابی لیلےٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

خطیب کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں دو ۲ شاگرد سب سے زیادہ ممتاز تھے، ابو یوسفؒ اور زفر، عمار (بن ابی مالک) کا قول ہے کہ ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں ابو یوسفؒ کی مثال نہ تھی، اگر وہ نہ ہوتے تو نہ کوئی ابو حنیفہؒ کو جانتا، نہ ابن ابی لیلےٰ کو، وہی تھے، جنھوں نے ان کا علم پھیلایا،

اور اُن کے اقوال کو دُور دُور پہنچایا۔

طلحہ (بن محمد) کا قول ہے، ابو یوسفؒ کی شان مشہور علم و فضل بلند تھا، ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے، فقہ میں اپنے معاصرین میں سب سے بڑھ کر، اُن سے بڑھ کر اُن کے زمانے میں کوئی نہ تھا، علم و حکمت و ریاست و قدر میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ابو حنیفہؒ کا علم زمین کے کناروں تک پہنچادیا، اصولِ فقہ کی کتابیں لکھیں، مسائل کا نشر املار کے ذریعے سے کیا۔

ایک بار اعمش نے اُن سے ایک مسئلہ دریافت کیا، جواب سُنکر کہا، یہ کہاں سے کہتے ہو، کہا فلاں حدیث سے جو آپ سے روایت کی ہے، اعمش نے ہنس کر کہا کہ یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمھارے باپ کی شادی بھی نہ ہوئی تھی، معنے اُس کے آج معلوم ہوتے۔

امام مزنیؒ سے کسی نے اہلِ عراق کی بابت پوچھا، ابو حنیفہؒ کی بابت کہا "سیّدھم" اُن کے سردار، ابو یوسفؒ کی بابت کہا اتبعھم للحدیث اُن میں سب سے زیادہ حدیث کے پیرو، محمد بن حسن سب سے زیادہ مسائل اخذ کرنے والے، زفر سب سے زیادہ قیاس میں تیز۔

ہلال بن یحییٰ کا قول ہے، کہ ابو یوسف تفسیر، مغازی، ایّام عرب کے حافظ تھے، فقہ ان کے علوم میں اقلّ العلوم تھی۔

ایک بار ابو حنیفہؒ کے سامنے ابو یوسفؒ اور زفرؒ نے کسی مسئلے پر بحث کی، ظہر تک جاری رہی، اور ایک دوسرے کی دلیل کو رد کرتا رہا۔ ظہر کے وقت ابو حنیفہؒ نے زفرؒ کی ران پر ہاتھ مار کر کہا، جس شہر میں ابو یوسفؒ ہوں، اُس کی ریاست کی ہوس مت کرو۔

ایک بار ابو حنیفہؒ نے اپنے شاگردوں کی بابت کہا، یہ چھتیس [۳۶] مرد ہیں، اُن میں سے اٹھارہ [۱۸] عہدۂ قضا کی اہلیت رکھتے ہیں، چھ [۶] فتویٰ دینے کی، دو [۲] ایسے ہیں جو قاضیوں کو پڑھا سکتے ہیں، یہ کہکر ابو یوسفؒ اور زفرؒ کی طرف اشارہ کیا۔

ایک بار ابو حنیفہؒ (جو فراست میں ممتاز تھے) نے داؤد طائی سے کہا کہ تم عبادت کے ہو رہو گے، ابو یوسفؒ سے کہا، تم دنیا کی طرف مائل ہوگے، اسی طرح زفر وغیرہ کی نسبت رائے ظاہر کی، جو کہا تھا،

واقعات نے وہی ثابت کیا۔

لطیفہ :۔ ایک شخص ابو یوسفؒ کی صحبت میں خاموش بیٹھے رہتے تھے، ایک بار اُنھوں نے کہا تم بولتے کیوں نہیں، کہا بہت اچھا، روزہ کب افطار کرنا چاہیئے، کہا جب آفتاب غروب ہو، بولے اگر آفتاب آدھی رات تک غائب نہ ہو تو۔ یہ سُنکر ابو یوسفؒ ہنس پڑے، اور کہا تمھارا خاموش رہنا ہی اچھا تھا، تمھاری زبان کُھلوا کر میں نے خطا کی۔

عہدۂ قضا خلیفہ ہادی (موسیٰ بن مہدی) نے ۱۶۶ھ میں بغداد کا قاضی مقرر کیا، ہارون رشید نے اپنی خلافت میں بحال رکھا، اسلام میں وہ اوّل شخص ہیں، جو قاضی القضاۃ[1] ہوئے، سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔

اُن کے قاضی ہونے کے عہد میں ایک بار امیر المؤمنین ہادی کے ایک باغ پر کسی نے اُن کی عدالت میں دعویٰ کیا، بظاہر خلیفہ کا پہلو زبردست تھا، مگر واقعہ اُس کے خلاف تھا، امیر المؤمنین نے کسی موقع پر اُن سے پوچھا، کہ تم نے فلاں باغ کے معاملہ میں کیا کیا۔ جواب دیا مدّعی کی درخواست یہ ہے کہ امیر المؤمنین کی حلفیہ شہادت اس پر لیجائے کہ اُن کے گواہوں کا بیان سچّا ہے، ہادی نے پوچھا، کیا اُن کی یہ درخواست واجبی ہے، جواب دیا کہ ابن ابی لیلیٰ کے فیصلے کے مطابق صحیح ہے، خلیفہ نے کہا اس صورت میں باغ مدّعی کو دلادو، یہ ابو یوسفؒ کی ایک تدبیر تھی۔

وفات ۵ ربیع الاوّل یا ربیع الآخر باختلاف قولین ۱۸۲ھ میں انتقال کیا، انتقال کے وقت انہتّر (۶۹) برس کی عمر تھی۔

وفات کے وقت کہا، کاش میں اس فقر کی حالت میں مرتا، جو شروع میں تھی، اور قضاء کے کام میں نہ پھنستا، خدا کا شکر ہے اور اس کی یہ نعمت ہے کہ میں نے قصداً کسی پر ظلم نہیں کیا، اور نہ ایک فریق معاملہ کی، دوسرے کے مقابلے میں پروا کی، خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازاری۔

---

[1] ابن عبدالبر کا قول ہے، میرے علم میں کوئی ایسا قاضی سوائے ابو یوسفؒ کے نہیں، جس کا حکم مشرق سے مغرب تک سارے آفاق میں رواں رہا ہو۔ (شذرات الذہب لابن عماد الحنبلی)

وفات کے وقت یہ قول بھی منقول ہے، بار الٰہا! تو خوب جانتا ہے، کہ میں نے کسی فیصلے میں جو تیرے بندوں کے درمیان کیا خود رائی سے کام نہیں لیا، تیری کتاب اور تیرے رسولؐ کی سنّت کی پیروی کی کوشش کی، جہاں مجھ کو اشکال پیش آیا، ابو حنیفہؒ کو اپنے اور تیرے درمیان میں واسطہ کیا، اور واللہ وہ میرے نزدیک اُن لوگوں میں سے تھے، جو تیرے حکم کو پہچانتے تھے، اور کبھی جان کر حق کے دائرے سے نہیں نکلتے تھے، یہ بھی موت کے وقت ان کی زبان پر تھا، بار الٰہا! تو جانتا ہے، کہ میں نے جان کر حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کا کھایا۔

اُن کی علالت کے دَوران میں معروف کرخیؒ نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ میں نے سُنا ہے، ابو یوسف زیادہ علیل ہیں، تم اُن کی وفات کی خبر مجھ کو دینا، راوی کا بیان ہے کہ میں دارالرقیق کے دروازہ پر پہنچا تو ابو یوسفؒ کا جنازہ نکل رہا تھا، دل میں کہا کہ اب معروف کرخیؒ کو خبر کرنے جاتا ہوں تو نماز جنازہ نہ ملے گی، چنانچہ نماز میں شریک ہو کر اُن کے پاس پہنچا اور خبرِ وفات سُنائی، اُن کو سخت صدمہ ہوا، بار بار اِنّا للہ پڑھتے تھے، میں نے کہا یا ابا محفوظ! آپ کو نماز جنازہ میں شریک نہ ہونے کا اس قدر صدمہ کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنّت میں داخل ہوا ہوں، دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہوا ہے، اس کا بالائی حصہ مکمّل ہو چکا، پردے آویزاں کر دیئے گئے، غرض ہر طرح پُورا ہو چکا، میں نے پوچھا یہ کس کیلئے تیار ہوا ہے، لوگوں نے کہا ابو یوسفؒ کے واسطے، میں نے کہا یہ مرتبہ اُنھوں نے کیوں کر پایا، جواب ملا، اچھی تعلیم دینے اور اُس کے شوق کے صلے میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اُس کے صلے میں۔

شجاع بن مخلد کا قول ہے کہ ہم ابو یوسفؒ کے جنازے میں شریک ہوتے، عباد بن العوام بھی ہمارے ساتھ تھے، میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا، کہ اہلِ اسلام کو چاہیئے کہ ابو یوسفؒ کی وفات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کریں۔[1]

[1] خلیفہ ہارون الرشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے، نماز جنازہ خود اُنھوں نے پڑھائی، مقابر قریش میں اُمّ جعفر زبیدہ کی قبر کے پاس دفن کیا، محمد بن جعفر کا قول ہے، ابو یوسفؒ کی شان مشہور، فضل ظاہر تھا، اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ فقیہ تھے، اُن سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، علم، حلم، ریاست، قدر و جلالت میں انتہا کو پہنچے ہوتے تھے، العبر میں لکھا ہے، ابو یوسف جوّاد اور سخی تھے، (باقی ص۸۰ پر)

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ سترہ برس ابو حنیفہؒ کی صحبت میں رہا، سترہ برس دنیا کے کام میں رہ چکا، میرا گمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے۔ اس قول کے چند مہینے کے بعد وفات پائی۔

ان کے بیٹے یوسف غربی بغداد کے قاضی تھے۔

مناقب و جرح ابن کامل کا قول ہے کہ یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اور علی مدینی اُن کے ثقہ فی النقل ہونے پر متفق ہیں۔

یحییٰ بن معین کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ اصحاب حدیث کی جانب مائل تھے، اور اُن کو دوست رکھتے تھے، اور میں نے اُن سے حدیثیں لکھی ہیں۔

امام احمدؒ بن حنبل کا قول ہے، کہ حدیث میں میرے پہلے اُستاد ابو یوسفؒ ہیں، اُن کے بعد میں نے اوروں سے حدیث لکھی، ابن مدینی کا قول ہے، کہ ابو یوسفؒ صدوق تھے۔

خطیب بغدادی نے اپنا مورخانہ فرض امام ابو یوسفؒ کے حالات میں بھی جرح کے متعلق ادا کیا ہے، اور متواتر روایتیں جرح کی نقل کی ہیں، اسی کے ساتھ اثنائے بیان میں بعض جرحوں کا جواب بھی دیا ہے جرح سب کی سب غیر مفسّر اور غیر مبیّن السبب ہیں، موادِ جرح وہی ہے، جو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کی نسبت جرحوں کا ہے، یعنی مرجیٔ ہونا وغیر ذٰلک، مذکور الصدر کے دونوں اماموں کے ذکر میں اس پر جو بحث مجمل و مفصّل ہو چکی وہی یہاں بھی کی جاسکتی ہے[۱] اعادہ تحصیل حاصل، یالا حاصل، متاخرین ائمہ رجال نے امام ابو یوسفؒ کے متعلّق بھی جرح متروک کردی ہے، صرف مناقب و تعدیل لکھی ہے۔

مثالاً دیکھو تذکرۃ الحفاظ امام ذہبیؒ، اور شذرات الذہب ابن عماد الحنبلی۔

متقدّمین میں سے امام ابن قتیبہؒ نے معارف میں نہ امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور نہ ابو یوسفؒ پر، حالانکہ دوسرے رجال پر جرح کرتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) ابو حاتم کا قول ہے، انکی حدیث لکھی جائے۔ انتہیٰ۔ ابن اہدل کا قول ہے کہ اکثر علماء ابو یوسفؒ کی فضیلت و عظمت کے قائل ہیں۔ ابن عبدالبر کا قول ہے، ابو یوسفؒ فقیہ عالم حافظ تھے کثیر الحدیث (شذرات الذہب لابن عماد الحنبلی)

[۱] امام اعظمؒ کا ذکر گزر چکا، امام محمدؒ کا آگے آرہا ہے۔ (ناشر)
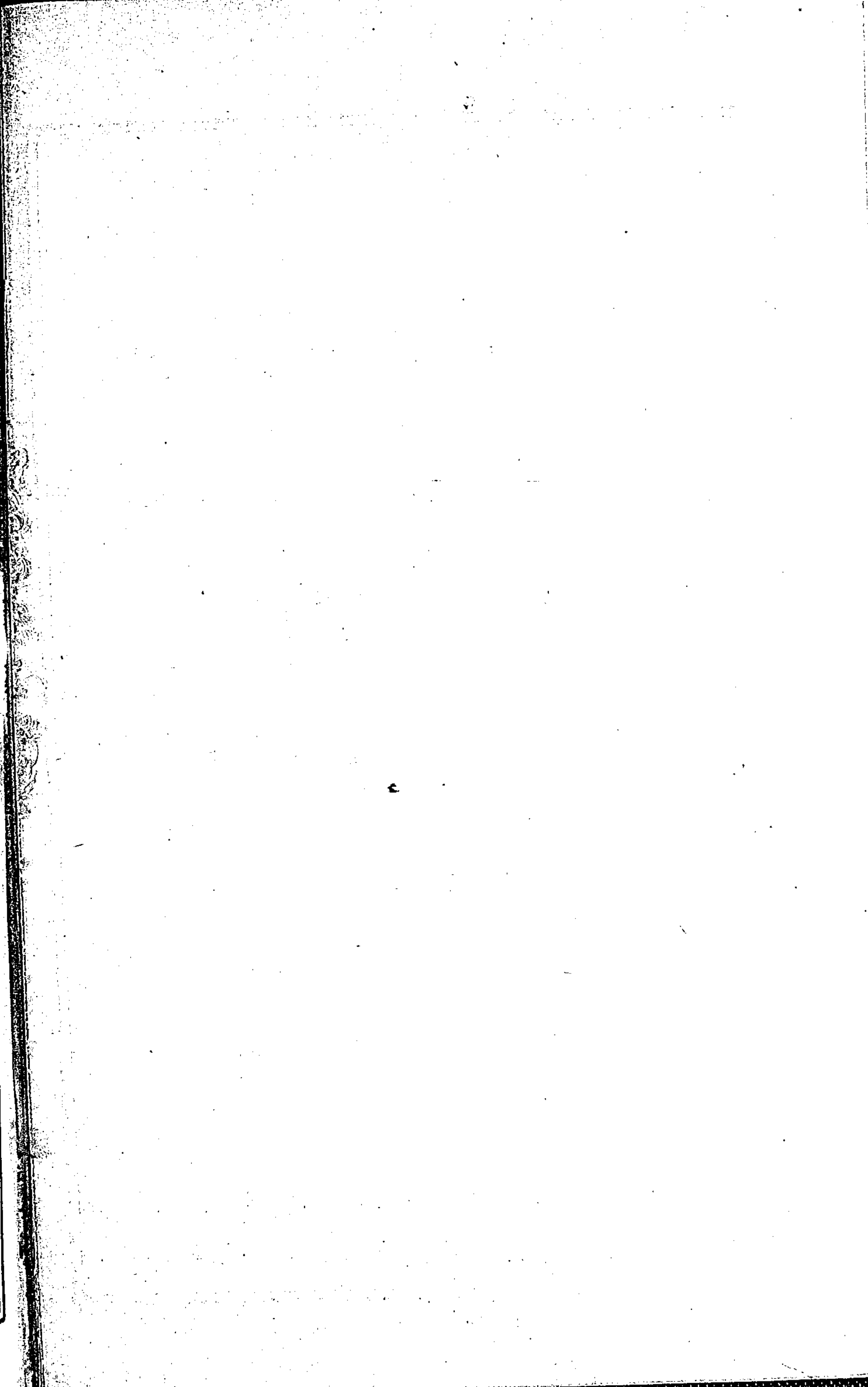
امام محمدؒ

امام محمدؒ

محمد بن الحسن بن فرقد ابو عبد اللہ شیبانی، صاحب امام ابو حنیفہؒ وامام اہل الرائے، دراصل دمشقی ہیں حرستا نامی قریہ کے باشندے، ان کے والد عراق آئے، محمدؒ واسط میں پیدا ہوئے، کوفہ میں نشو ونما پائی، وہیں امام ابو حنیفہؒ، مسعر بن کدام، سفیان ثوریؒ وغیرہ سے علم سُنا، سماعِ حدیث بکثرت کیا، نیز امام مالکؒ، اوزاعیؒ، اور امام ابو یوسف قاضی سے، بغداد میں سکونت اختیار کی اور حدیث و فقہ کی روایت کی، امام شافعیؒ (ابو سلیمان) جوزجانی وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی ہے، ہارون رشید نے قاضی مقرر کیا، ان کے ساتھ خراسان گئے، بمقام رے انتقال کیا، وہیں مدفون ہیں، اسی روز کسائی نے وفات پائی، ہارون رشید (افسوس کرتے ہوئے) نے کہا میں نے آج لغۃ اور فقہ کو دفن کر دیا،

پیدائش ۱۳۲ھ میں وفات ۱۸۹ھ میں عمر ۵۸ سال، اگرچہ حدیث کی سماعت کثیر تھی مگر رائے پر غور کیا، اسی کا غلبہ ہوا، اور اسی میں شہرت پائی،

ان کا قول ہے کہ باپ نے تیس ہزار روپے چھوڑے تھے، میں نے پندرہ ہزار نحو اور شعر کی تحصیل میں اور پندرہ ہزار حدیث و فقہ کی تحصیل میں خرچ کر دیئے۔

امام شافعیؒ نے امام محمدؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تین برس سے زیادہ امام مالکؒ کے پاس رہا اور ان سے سات سو سے زیادہ حدیثیں سُنیں، امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ جب محمد بن حسن مالک سے روایتِ حدیث کرتے تھے تو کثرتِ سامعین سے گھر بھر جاتا، گنجائش نہ رہتی، ایک موقع پر خلیفہ ہارون رشید کی آمد پر سب لوگ کھڑے ہو گئے، محمدؒ بن حسن بیٹھے رہے، تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ کے نقیب نے محمدؒ ابن حسن کو بُلایا، ان کے شاگرد و احباب پریشان ہوئے، یہ خلیفہ کے سامنے پہنچے تو پوچھا کہ تم فلاں موقع پر

کھڑے کیوں نہیں ہوتے، کہا کہ جس طبقے میں خلیفہ نے مجھ کو قائم کیا ہے اس سے نکلنا میں نے پسند نہیں کیا، اہل علم کے طبقے سے نکل کر اہلِ خدمت کے طبقے میں آجانا پسند نہیں آیا، آپ کے ابن عم (یعنی آنحضرت صلعم) نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص اس بات کو محبوب رکھتا ہو کہ آدمی اس کے لئے کھڑے رہیں، وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے، آپ کی مراد اس سے گروہِ علماء ہے، پس جو لوگ حق خدمت اور اعزاز شاہی خیال کر کے کھڑے ہوں تو یہ دشمن کے لئے ہیبت کا سامان ہوگا، اور جو بیٹھے رہے انھوں نے اتباع سنّت کیا جو آپ کے خاندان سے لی گئی ہے، اور آپ کے لئے زینت ہے، ہارون رشید نے کہا سچ کہتے ہو۔

بیس[۲۰] برس کی عمر میں مسجد کوفے میں علم کی تعلیم شروع کردی تھی، یحییٰ بن صالح کا قول ہے کہ مجھ سے ابن اکثم نے پوچھا تم نے مالک رح کو دیکھا ہے، ان سے حدیث سنی ہے، محمد بن حسن کی صحبت میں رہے ہو کون زیادہ فقیہ تھا، میں نے کہا محمد رح بن حسن مالک رح سے افقہ ہیں۔

ابو عبید رح کا قول ہے کہ کتاب اللہ کا جاننے والا محمد رح بن حسن سے زیادہ کوئی نہ تھا، ربیع بن سلیمان نے امام شافعی رح کا قول نقل کیا ہے کہ اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ قرآن محمد رح بن حسن کی لغت میں اترا ہے تو محمد رح کی فصاحت کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں۔

مزنی رح نے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے کوئی موٹا آدمی محمد رح سے زیادہ سبک روح نہیں دیکھا، ان سے زیادہ فصیح بھی نہیں دیکھا، جب میں ان کو قرآن پڑھتے دیکھتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے۔

ربیع بن سلیمان نے امام شافعی رح کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ میں نے محمد رح بن حسن سے زیادہ عاقل آدمی نہیں دیکھا، یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ جامع صغیر میں نے محمد رح بن حسن سے لکھی ہے، ربیع کا قول ہے کہ امام شافعی رح کا مقولہ تھا کہ میں نے محمد بن حسن رح سے ایک شتر بار کتابیں سیکھی ہیں۔

مزنی رح سے کسی نے پوچھا کہ ابوحنیفہ رح کے حق میں کیا کہتے ہو، کہا، سیّد ھم، ان کے سردار ہیں، کہا اور ابو یوسف رح، کہا، اتبعھم للحدیث، ان میں حدیث کے سب سے زیادہ تابع، کہا محمد بن حسن، کہا، اکثرھم تفریعاً، سب سے زیادہ مسئلے نکالنے والے، کہا زفر رح، کہا، احدّھم قیاساً، قیاس میں

سب سے زیادہ بہتر۔

امام شافعیؒ کا یہ بھی قول ہے کہ فقہ کے معاملہ میں سب سے زیادہ احسان مجھ پر محمدؒ بن حسن کا ہے۔"

محمدؒ بن حسن کا اپنے متعلقین کو یہ حکم تھا کہ مجھ سے دنیاوی کوئی فرمائش نہ کرو، جو ضرورت ہو میرے مختار سے لے لو، تاکہ میرا قلب فارغ البال رہے اور بے فکر رہوں۔

حسن بن داوٗد کا قول ہے کہ بصرہ والوں کا فخر چار کتابیں ہیں، جاحظ کی کتاب البیان والتبیین نیز کتاب الحیوان، سیبویہ کی الکتاب، خلیل کی کتاب فی العین، ہمارا فخر ستائیس ہزار مسائل پر ہے، جو حلال و حرام کے متعلق ایک کوفی محمد بن حسنؒ کے نتیجۂ عمل ہیں، وہ ایسے قیاسی و عقلی ہیں کہ کسی انسان کو ان کا نہ جاننا روا نہیں۔

ابراہیم الحربی کا قول ہے کہ میں نے احمد بن حنبلؒ سے سوال کیا کہ یہ مسائل دقیق تم کو کہاں سے حاصل ہوتے، کہا محمد بن حسنؒ کی کتابوں سے۔

قاضی ابن ابی رجا نے محمویہ سے (جو ابدال میں شمار ہوتے تھے) روایت کی ہے کہ میں نے بعد وفات محمد بن حسنؒ کو خواب میں دیکھا، پوچھا، ابو عبداللہؒ کیا گزری، کہا مجھ سے ارشاد ہوا، میں تم کو علم کا خزانہ نہ بناتا، اگر تم کو عذاب دینے کا ارادہ رکھتا، میں نے کہا ابو یوسفؒ کا کیا حال ہے، کہا، فوقی، مجھ سے بالاتر ہیں، میں نے پوچھا، ابو حنیفہؒ، کہا، فوقہ بطبقاتٍ، ابو یوسفؒ سے بہت سے طبقے اوپر۔

خطیب نے امام محمد بن حسنؒ کی بابت جرح بھی نقل کی ہے، جن میں بعض سخت ہیں، مگر اس قریباً ڈیڑھ ہزار برس کے زمانے میں، اکابر اُمّت نے جو فیصلہ امام محمدؒ کی عظمت کی بابت کیا ہے ظاہر ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی جرح قائم نہیں رہ سکتی، خطیب کا قول ہے کہ جو قول آخر میں نقل کروں وہ میری رائے ہے، (تذکرۃ الحفّاظ) چنانچہ محمویہ کا خواب جو سب سے اخیر میں نقل کیا ہے، اس سے جرح و تعدیل کا فیصلہ خطیب کی تنقید کے مطابق بھی ہو جاتا ہے۔

تاریخ بغداد

أو مدينة السلام

للحافظ أبى بكر احمد بن على الخطيب البغدادى

وضعه فى أزهى عصور الأسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣ھ

من الجزء الثالث عشر (ترجمة النعمان بن ثابت، الامام ابوحنيفة)

النعمان بن ثابت، أبوحنيفة التيمي. إمام أصحاب الرأي، وفقيه أهل العراق،
رأى أنس بن مالك. وسمع عطاء بن أبي رباح، وأبا اسحاق السبيعي، ومحارب
ابن دثار، وحماد بن أبي سليمان، والهيثم بن حبيب الصواف، وقيس بن مسلم،
ومحمد بن المنكدر، ونافعا مولى ابن عمر، وهشام بن عروة، ويزيد الفقير،
وسماك بن حرب، وعلقمة بن مرثد، وعطية العوفي، وعبد العزيز بن رفيع، وعبد
الكريم أبا أمية، وغيرهم. روى عنه أبويحيى الحماني، وهشيم بن بشير، وعباد
ابن العوام، وعبد الله بن المبارك، ووكيع بن الجراح، ويزيد بن هارون،
وعلى بن عاصم، ويحيى بن نصر بن حاجب، وأبو يوسف القاضي، ومحمد بن الحسن
الشيباني، وعمرو بن محمد العنقزي، وهوذة بن خليفة، وأبوعبد الرحمن المقرئ،
وعبد الرزاق بن همام، في آخرين. وهو من أهل الكوفة نقله أبو جعفر المنصور
إلى بغداد فاقام بها حتى مات ودفن بالجانب الشرقي منها في مقبرة الخيزران،
وقبره هناك ظاهر معروف. أخبرنا حمزة بن محمد بن طاهر حدثنا الوليد بن بكر
حدثنا على بن احمد بن زكريا الهاشمي حدثنا أبو مسلم صالح بن احمد بن عبد الله
ابن صالح العجلي حدثني أبي، قال: أبوحنيفة النعمان بن ثابت كوفي تيمي من
رهط حمزة الزيات، وكان خزازاً يبيع الخز. أنبأنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا
محمد بن العباس بن أبي دهل الهروي حدثنا احمد بن محمد بن يونس الحافظ
حدثنا عثمان بن سعيد الدارمي قال سمعت محبوب بن موسى يقول سمعت ابن أسباط
يقول: ولد أبو حنيفة وأبوه [1] نصراني. أخبرنا الحسن بن محمد الخلال أخبرنا
على بن عمرو الحريري أن أبا القاسم على بن محمد بن كاس النخعي أخبرهم قال
حدثنا محمد بن على بن عفان حدثنا محمد بن اسحاق البكائي عن عمر بن حماد بن
أبي حنيفة. قال: أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى، فاما زوطى فانه من أهل

(١) وكفى في رد هذه الرواية ان يكون في سندها ابن اسباط وابو صالح الفراء على مخالفتها لرواية جماعة من الثقات الاثبات.

كابل ، وولد ثابت على الاسـلام ، وكان زوطى مملوكا لبنى تيم الله بن ثعلبة فاعتق ، فولاؤه لبنى تيم الله بن ثعلبـة ، ثم لبنى قفل . وكان أبو حنيفـة خزازاً ودكانه معروف فى دار عمرو بن حريث . قال محمـد بن على بن عفان وسمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول : أبو حنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى أصله من كابل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو احمد الغطريفى قال سمعت الساجى [1] يقول سمعت محمد بن معاوية الزيادى يقول سمعت أبا جعفر يقول : كان أبو حنيفة اسمه عتيك بن زوطرة ، فسمى نفسه النعمان وأباه ثابتاً . أخـبرنا محمد بن احمد ابن رزق أخـبرنا احمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلى حـدثنا احمد بن على الأبار حدثنا عبد الله بن محمدالعتكى البصرى حدثنا محمد بن أيوب الذارع قال سمعت يزيد بن زريع يقول : كان أبو حنيفة نبطيا . أخبرنا احمـد بن عمر بن روح النهروانى أخبرنا المعافى بن زكريا حدثنا احمد بن نصر بن طالب حدثنا اسماعيل بن عبد الله بن ميمون قال سمعت أبا عبد الرحمن المقرئ يقول : كان أبو حنيفة من أهل بابل ، وربما قال فى قولى البابلى كذا . أخبرنا الخلال أخبرنا على ابن محمـد بن كاس النخعى حدثهم قال حدثنا أبو بكر المروزى حدثنا النضر بن محمد حـدثنا يحيى بن النضر القرشى . قال : كان والد أبى حنيفـة من نسا . وقال النخعى حدثنا سليمان بن الربيع قال سمعت الحارث بن إدريس يقول : أبو حنيفة أصله من ترمذ . وقال النخعى أيضا حدثنا أبو جعفر احمد بن اسحاق بن البهلول القاضى قال سمعت أبى يقول عن جـدى . قال : ثابت والد أبى حنيفة من أهل الانبار . أخبرنا القاضى أبو عبد الله الحسين بن على الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن احمد بن عبيد الله بن شاذان المروزى قال حدثنى

(١) كان وقاعا ينفرد بمناكير عن مجاهيل بادى التعصب. قال ابن القطان وثقه قوم وضعفه آخرون وكلام ابن حبان فى رواية النجيرمى مذكور فى أنساب ابن السمعانى .

أبي عن جدي . قال سمعت اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول : أنا اسماعيل ابن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان من ابناء فارس الاحرار ، والله ما وقع علينا رق قط ، ولد جدي في سنة ثمانين وذهب ثابت إلى علي بن أبي طالب وهو صغير فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته ، ونحن نرجوا من الله أن يكون قد استجاب الله ذلك لعلي بن أبي طالب فينا . قال والنعمان بن المرزبان أبو ثابت هو الذي أهدى لعلي بن أبي طالب الفالوذج في يوم النيروز فقال : نوروزنا كل يوم . وقيل كان ذلك في المهرجان ، فقال : مهرجونا كل يوم .

﴿ ذكر ارادة ابن هبيرة أبا حنيفة على ولاية القضاء وامتناع أبي حنيفة من ذلك ﴾

أخبرنا القاضي أبوالعلاء محمد بن علي الواسطي حدثنا أبوالحسن محمد بن حماد ابن سفيان — بالكوفة — حدثنا الحسين بن محمد بن الفرزدق الفزاري حدثنا أبو عبدالله عمرو بن احمد بن عمرو بن السرح — بمصر — حدثنا يحيى بن سليمان الجعفي الكوفي حدثنا علي بن معبد حدثنا عبيدالله بن عمرو الرقي . قال : كلم ابن هبيرة أبا حنيفة أن يلي له قضاء الكوفة فابى عليه فضربه مائة سوط وعشرة أسواط في كل يوم عشرة أسواط وهو على الامتناع ، فلما رأى ذلك خلى سبيله . كتب إلى القاضي أبو القاسم الحسن بن محمد بن احمد بن ابراهيم المعروف بالانباري — من مصر — وحدثني أبو طاهر محمد بن احمد بن محمد بن أبي الصقر امام الجامع بالانبار عنه قال أخبرنا محمد بن احمد بن المسور البزاز حدثنا أبو عمرو المقدام بن داود الرعيني حدثنا علي بن معبد حدثنا عبيد الله بن عمرو أن ابن هبيرة ضرب أبا حنيفة مائة سوط وعشرة أسواط في أن يلي القضاء فابى وكان ابن هبيرة عامل مروان على العراق في زمن بني أمية . أخبرنا أبو الحسن علي بن القاسم بن الحسن الشاهد — بالبصرة — حدثنا علي بن اسحاق المادراني قال سمعت ابراهيم

ابن عمر الدهقان يقول : سمعت أبا معمر يقول سمعت أبا بكر بن عياش يقول إن أبا حنيفة ضرب على القضاء . أخبرنا التنوخي حدثنا احمد بن عبد الله الدورى أخبرنا احمد بن القاسم بن نصر — أخو أبي الليث الفرائضى — حدثنا سليمان ابن أبي شيخ قال حدثنى الربيع بن عاصم — مولى بنى فزارة — قال : أرسلنى يزيد بن عمر بن هبيرة فقدمت بأبي حنيفة فاراده على بيت المال فابى ، فضربه أسواطا . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن على بن عفان حدثنا يحيى بن عبد الحميد عن أبيه . قال : كان أبوحنيفة يخرج كل يوم — أو قال بين الايام — فيضرب ليدخل فى القضاء فابى ولقدبكى فى بعض الايام فلما أطلق . قال لى : كان غم والدتى أشد على من الضرب . وقال النخعى حدثنا ابراهيم بن مخلد البلخى حدثنا محمد بن سهل بن أبي منصور المروزى حدثنى محمد بن النضر قال سمعت اسماعيل بن سالم البغدادى يقول : ضرب أبو حنيفة على الدخول فى القضاء ، فلم يقبل القضاء . قال وكان احمد بن حنبل إذا ذكر ذلك بكى وترحم على أبي حنيفة ، وذلك بعد أن ضرب احمد . أخبرنى عبد الباقى بن عبد الكريم بن عمر المؤدب أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة حدثنا جدى أخبرنى عبدالله بن الحسن بن المبارك عن اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة . قال : مررت مع أبي بالكناسة فبكى فقلت له يا أبت ما يبكيك؟ قال : يابنى فى هذا الموضع ضرب ابن هبيرة أبي عشرة أيام فى كل يوم عشرة أسواط على أن يلى القضاء فلم يفعل . وقيل إن أبا جعفر المنصور أشخص أبا حنيفة من الكوفة إلى بغداد ليوليه القضاء .

﴿ ذكر قدوم أبي حنيفة بغداد وموته بها ﴾

أخبرنا أبو عمر الحسن بن عثمان الواعظ أخبرنا جعفر بن محمد بن احمد بن الحكم الواسطى . وأخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى حدثنا طلحة بن محمد بن

جعفر المعدل . قالا : حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى حدثنا بشر بن الوليد الـكندى . قال : أشخص أبو جعفر أمير المؤمنين أبا حنيفة ، فاراده على أن يوليه القضاء فابى ، فحلف عليه ليفعلن ، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل ، فحلف المنصور ليفعلن ، فحلف أبو حنيفة أن لا يفعل ، فقال الربيع الحاجب : ألا ترى أمير المؤمنين يحلف ! فقال أبو حنيفة : أمير المؤمنين على كفارة أيمانه أقدر منى على كفارة أيمانى ، وأبى أن يلى ، فأمر به إلى الحبس فى الوقت . هـذا لفظ أبى العلاء وانتهى حـديث الواعظ ، وزاد أبو العلاء ، والعوام يدعون أنه تولى عدد اللبن أياما ليكفر بذلك عن يمينه ، ولم يصح هذا من جهة النقل ، والصحيح أنه توفى وهو فى السجن . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى ان النخعى حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حـدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة . قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة : دعا ابو جعفر ابا حنيفة إلى القضاء فابى عليه فحبسه ، ثم دعا به يوما فقال : أترغب عما نحن فيه ؟ قال اصلح الله امير المؤمنين لا اصلح للقضاء ، فقال له كذبت ، قال ثم عرض عليه الثانية ، فقال أبوحنيفة قد حكم على أمير المؤمنين أنى لا أصلح للقضاء لأنه ينسبنى الى الـكذب ، فان كنت كاذبا فلا أصلح ، وإن كنت صادقا فقد أخبرت أميرالمؤمنين أنى لا أصلح . قال فرده إلى الحبس . أخبرنى أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح عبد الـكريم بن محمد بن احمد الضبى المحاملى . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحمـانى قال سمعت اسماعيل بن أبى أويس يقول سمعت الربيع بن يونس يقول : رأيت أمير المؤمنين المنصور ينازل أبا حنيفة فى أمر القضاء وهو يقول اتق الله ولا ترعى أمانتك إلا من يخاف الله ، والله ما أنا بمأمون الرضى ، فكيف أكون مأمون الغضب ! ؟ ولو اتجه الحـكم عليك ثم هددتنى أن تغرقنى فى الفرات أو أن تلى الحـكم لا اخترت أن أغرق ، ولك حاشية يحتاجون الى من يكرمهم لك

فلا أصلح لذلك . فقال له : كذبت أنت تصلح ، فقال قد حكمت لى على نفسك كيف يحل لك أن تولى قاضياً على أمانتك وهو كذاب . أخبرنا الصيمرى أخبرنا أبو عبيد الله المرزبانى حدثنا محمد بن احمد الكاتب حدثنا عباس الدورى قال حدثونا عن المنصور أنه لما بنى مدينته ونزلها ، ونزل المهدى فى الجانب الشرقى ، وبنى مسجد الرصافة ، أرسل إلى أبى حنيفة ، فجئ به فعرض عليه قضاء الرصافة ، فأبى فقال له إن لم تفعل ضربتك بالسياط ، قال أوتفعل ؟ قال نعم ، فقعد فى القضاء يومين فلم يأته أحد ، فلما كان فى اليوم الثالث أتاه رجل صفار ومعه آخر . فقال الصفار : لى على هذا درهمان وأربعة دوانيق بقية ثمن تور صفر ، فقال أبو حنيفة : اتق الله وانظر فيما يقول الصفار . قال ليس له على شئ ، فقال أبو حنيفة للصفار ما تقول ؟ قال استحلفه لى ، فقال أبو حنيفة للرجل قل والله الذى لا إله إلا هو فجعل يقول ، فلما رآه أبو حنيفة معزما على أن يحلف ، قطع عليه وضرب بيده إلى كمه فحل صرة وأخرج درهمين ثقيلين ، فقال للصفار: هذان الدرهمان عوض من باقى تورك فنظر الصفار اليهما . وقال نعم! فأخذ الدرهمين، فلما كان بعد يومين اشتكى أبوحنيفة . فمرض ستة أيام ثم مات . قال أبو الفضل — يعنى عباساً — فهذا قبره فى مقام الخيزران ، إذا دخلت من باب القطانين يسرة ، بعد قبرين — أو ثلاثة —

وقيل : إن المنصور اقدمه بغداد لأمر آخر غير القضاء . أخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى حدثنا أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر حدثنا ابو بكر محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة عن جده يعقوب قال حدثنى عبد الله بن الحسن قال سمعت الواقدى يقول : كنت بالكوفة وقد اشخص ابو جعفر امير المؤمنين أباحنيفة الى بغداد . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا اسماعيل بن على الخطبى حدثنا محمد بن عثمان حدثنا نصر بن عبدالرحمن قال حدثنا الفضل بن دكين حدثنى زفر بن الهذيل . قال: كان أبو حنيفة يجهر بالكلام أيام ابراهيم جهاراً شديداً فقلت

له والله ما أنت بمنته حتى توضع الحبال فى أعناقنا .قال فلم يلبث أن جاء كتاب المنصور الى عيسى بن موسى أن احمل أبا حنيفة . قال فغدوت اليه ووجهه كأنه مسح ، قال فحمله إلى بغداد فعاش خمسة عشر يوما ثم سقاه فمات ، وذلك فى سنة خمسين ، ومات أبو حنيفة وله سبعون سنة .

﴿ صفة أبى حنيفة وذكر السنة التى ولد فيها ﴾

أخبرنا القاضى أبوعبد الله الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبى عن أبى العباس بن سعيد قال حدثنا عبدالله بن ابراهيم بن قتيبة حدثنا حسن بن الخلال قال سمعت مزاحم بن داود بن علية يذكر عن أبيه ـ أو غيره ـ قال: ولد أبو حنيفة سنة إحدى وستين[1]، ومات سنة خمسين ومائة لا أعلم لصاحب هذا القول متابعا . أخبرنا أبونعيم الحافظ حدثنا أبو اسحاق ابراهيم بن عبد الله الأصبهانى ـ بنيسابور ـ حدثنا محمد بن اسحاق الثقفى حدثنا يوسف بن موسى حدثنا أبونعيم قال : ولد أبو حنيفة سنة ثمانين وكان له يوم مات سبعون سنة ، ومات فى سنة خمسين ومائة . وهو النعمان بن ثابت . أخبرنا التنوخى حدثنى أبى حدثنا أبو بكر محمد بن حمدان بن الصباح النيسابورى ـ بالبصرة ـ حدثنا احمد بن الصلت بن المغلس الحمانى قال سمعت أبا نعيم يقول : ولد أبو حنيفة سنة ثمانين بلا مائة ، ومات سنة خمسين ومائة ، وعاش سبعين سنة . قال أبو نعيم : وكان أبو حنيفة حسن الوجه ، حسن الثياب ، طيب الريح ، حسن المجلس ، شديد الكرم ، حسن المواساة لاخوانه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى ان النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن على ابن عفان قال سمعت نمر بن جدار يقول سمعت أبا يوسف يقول : كان أبو حنيفة ربعا من الرجال ليس بالقصير ، ولا بالطويل ، وكان أحسن الناس منطقا ،

---

(١) واليه يجنح من القدماء من دون أحاديث النعمان عن الصحابة رضى الله عنهم كأبى معشر الطبرى الشافعى المقرئ وغيره .

وأجلاهم نغمة ، وأنبههم على ما يريده . وقال النخعى حدثنا محمد بن جعفر بن اسحاق عن عمر بن حماد بن أبى حنيفة أن أبا حنيفة كان طوالا تعلوه سمرة ، وكان لبّاسا حسن الهيئة كثير التعطر، يعرف بريح الطيب اذا أقبل واذا خرج من منزله قبل أن تراه . أخبرنا القاضى أبو بكر احمد بن الحسن الحرشى حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الاصم حدثنا محمد بن الجهم حدثنا ابراهيم بن عمر بن حماد بن أبى حنيفة قال قال أبو حنيفة : لا يكتنى بكنيتى بعدى إلا مجنون . قال فرأينا عدة اكتنوا بها فكان فى عقولهم ضعف . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر عبدالله بن يحيى الطلحى حدثنا عثمان بن عبيد الله الطلحى حدثنا اسماعيل بن محمد الطلحى حدثنا سعيد بن سالم البصرى قال سمعت أبا حنيفة يقول : لقيت عطاء بمكة فسألته عن شئ فقال من أين أنت ؟ قلت من أهل الكوفة ، قال أنت من أهل القرية الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا ؟ قلت نعم ! قال فمن أى الأصناف أنت ؟ قلت ممن لا يسب السلف ويؤمن بالقدر ولا يكفر احداً بذنب ، قال فقال لى عطاء عرفت فالزم

﴿ ذكر خبر ابتداء أبى حنيفة بالنظر فى العلم ﴾

أخبرنا الخلال أخبرنا على بن عمر الحريرى أن على بن محمد النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن محمود الصيدنانى حدثنا محمد بن شجاع بن الثلجى حدثنا الحسن بن أبى مالك عن أبى يوسف . قال قال أبو حنيفة : لما أردت طلب العلم جعلت اتخير العلوم وأسأل عن عواقبها ، فقيل لى تعلم القرآن ، فقلت اذا تعلمت القرآن وحفظته فما يكون آخره ؟ قالوا تجلس فى المسجد ويقرأ عليك الصبيان والاحداث ثم لا تلبث أن يخرج فيهم من هو أحفظ منك ـ أو يساويك ـ فى الحفظ فتذهب رياستك قلت: فان سمعت الحديث وكتبته حتى لم يكن فى الدنيا أحفظ منى؟ قالوا اذا كبرت وضعفت حدثت واجتمع عليك الاحداث والصبيان ثم لا تأمن أن تغلط فيرمونك بالكذب فيصير عاراً عليك فى عقبك فقلت لا حاجة لى فى هذا ثم

قلت أتعلم النحو فقلت اذا حفظت النحو والعربيـة ما يكون آخر أمرى ؟ قالوا تقعد معلما فاكثر رزقك ديناران الى ثلاثة قلت وهذا لاعاقبة له قلت فان نظرت فى الشعر فلم يكن أحد أشعر منى ما يكون أمرى ؟ قال تمدح هذا فيهب لك ، أو يحملك على دابة ، أو يخلع عليـك خلعة ، وان حرمك هجوته فصرت تقـذف المحصنات قلت لاحاجة لى فى هذا . قلت فان نظرت فى الـكلام مايكون آخره ؟ قالوا لا يسلم من نظر فى الـكلام من مشنعات الـكلام فيرمى بالزندقة ، فاما أن تؤخذ فتقتل ، وأما أن تسلم فتـكون مذموما ملوما . قلت فان تعلمت الفقه ؟ قالوا تسأل وتفتى الناس وتطلب للقضاء ، وان كنت شابا . قلت ليس فى العلوم شئ أنفع من هذا فلزمت الفقه وتعلمته . أخبرنا العتيق حدثنا محمد بن العباس[1] حدثنا أبو أيوب سليمان بن اسحاق الجلاب قال سمعت ابراهيم الحربى يقول : كان أبو حنيفة طلب النحو فى أول أمره ، فذهب يقيس فلم يجئ ، وأراد أن يكون فيه أستاذا ، فقـال قلب وقلوب وكلب وكلوب . فقيل له كلب وكلاب . فتركه ووقع فى الفقه فـكان يقيس ، ولم يكن له علم بالنحو . فسأله رجل بمكة فقال له رجل شج رجلا بحجر فقال هذا خطأ ليس عليه شئ ، لو أنه حتى يرميه بابا قبيس لم يكن عليه شئ . أخبرنى البرقانى أخبرنا محمد بن العباس الخزاز حدثنا عمر بن سعد حدثنا عبد الله ابن محمد حدثنى أبو مالك بن أبى بهز البجلى عن عبد الله بن صالح عن أبى يوسف قال قال لى أبو حنيفة: انهم يقرؤن حرفا فى يوسف يلحنون فيه ؟ قلت ماهو ؟ قال قوله (لا يأتيكما طعام ترزقانه) فقلت فـكيف هو ؟ قال ترزقانُهُ . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنى جعفر بن محمد بن حازم حدثنا الوليد بن حماد

---

(١) معروف بالتساهل فى الرواية والتحديث بماليس عليه سماعه كما أقربه المصنف وقد استوفى الـكلام فى رد هـذه الرواية عالم الملوك الملك المعظم فى السهم المصيب ومثلها الرواية التالية فى الوهى على ان الامام نشأ فى مهد العلوم العربية فى بيئة عربية ومسائل الايمان فى الجامع الـكبير مما يقضى له بالتغلغل فى اسرار العربية .

عن الحسن بن زياد عن زفر بن الهذيل قال سمعت أبا حنيفة يقول : كنت أنظر فى الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار الى فيه بالاصابع ، وكنا نجلس بالقرب من حلقة حماد بن أبي سليمان فجاءتنى امرأة ، فقالت : رجل له امرأة أمة أراد أن يطلقها للسنة كم يطلقها فلم أدر ما اقول فامرتها تسأل حماداً ثم ترجع فتخبرنى . فسألت حماداً فقال يطلقها وهى طاهر من الحيض والجماع تطليقة ثم يتركها حتى تحيض حيضتين فاذا اغتسلت فقد حلت للازواج فرجعت فأخبرتنى . فقلت لاحاجة لى فى الكلام . وأخذت نعلى فجلست الي حماد فكنت أسمع مسائله فاحفظ قوله ثم يعيدها من الغد ، فاحفظها ويخطىء أصحابه ، فقال لايجلس فى صدر الحلقة بحذائى غير أبى حنيفة . فصحبته عشر سنين ثم نازعتنى نفسى الطلب للرياسة فاحببت أن اعتزله وأجلس فى حلقة لنفسى ، فخرجت يوما بالعشى وعزمى أن أفعل فلما دخلت المسجد فرأيته لم تطب نفسى أن اعتزله فجئت وجلست معه ، فجاءه فى تلك الليلة نعى قرابة له قد مات بالبصرة . وترك مالا وليس له وارث غيره فامرنى أن أجلس مكانه . فما هو الا أن خرج حتى وردت على مسائل لم أسمعها منه ، فكنت أجيب وأكتب جوابى فغاب شهرين . ثم قدم فعرضت عليه المسائل ـ وكانت نحواً من ستين مسئلة ـ فوافقنى فى أربعين وخالفنى فى عشرين فآليت على نفسى أن لا أفارقه حتى يموت . فلم أفارقه حتى مات. أخبرنا أبوعبدالله محمدبن عبدالواحد حدثنا الوليد بن بكر الاندلسى حدثنا على بن احمدبن زكريا الهاشمى حدثنا ابو مسلم صالح بن احمد بن عبدالله العجلى حدثنى أبى . قال قال أبو حنيفة : قدمت البصرة فظننت انى لا أسأل عن شىء إلا اجبت فيه . فسألونى عن اشياء لم يكن عندى فيها جواب فجعلت على نفسى ان لا افارق حماداً حتى يموت فصحبته ثمانى عشرة سنة . اخبرنى الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبى عن أبى العباس احمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبيد بن عتبة حدثنا محمد بن الحسين ـ

ابو بشير — حدثنا ابراهيم بن سماعة — مولى بنى ضبة — قال سمعت اباحنيفة يقول
ما صليت صلاة منذ مات حماد الا استغفرت له مع والدى وانى لاستغفر لمن
تعلمت منه علما أوعلمته علما . واخبرنا الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ
حدثنا مكرم بن احمد حدثنا ابن مغلس حدثنا هناد بن السرى قال سمعت يونس
ابن بكير يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبى سليمان يقول غاب أبى غيبة فى سفر
له ثم قدم فقلت له ياأبت الى أى شئ كنت أشوق ؟ قال وانا أرى أنه يقول الى
ابنى . فقال الى أبى حنيفة، ولو أمكننى أن لاأرفع طرفى عنه فعلت . أخبرنى محمد
ابن عبد الملك القرشى أنبأنا أبو العباس احمد بن محمد بن الحسين الرازى حدثنا
على بن احمد الفارسى أخبرنا محمد بن فضيل — هو البلخى العابد — أنبأنا أبو مطيع
قال قال أبو حنيفة دخلت على أبى جعفر أمير المؤمنين فقال لى يا أبا حنيفة عمن
أخذت العلم ؟قال قلت عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب ، وعلى بن أبى
طالب ، وعبد الله بن مسعود ، وعبد الله بن عباس ، قال فقال أبو جعفر بخ بخ
استوثقت ما شئت يا أبا حنيفة الطيبين الطاهر بن المباركين صلوات الله عليهم .
أخبرنى أبو بشر محمد بن عمر الوكيل ، وأبو الفتح عبدالكريم بن محمد الضبى قالا :
حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد القاضى حدثنا احمد بن عطية
الكوفى حدثنا ابن أبى أويس قال سمعت الربيع بن يونس يقول : دخل أبو
حنيفة يوما على المنصور وعنده عيسى بن موسى ، فقال للمنصور هذا عالم الدنيا
اليوم . فقال له : يانعمان عمن أخذت العلم ؟ قال عن أصحاب عمر ، عن عمر ، وعن
أصحاب على عن على ، وعن أصحاب عبد الله عن عبد الله . وما كان فى وقت ابن
عباس على وجه الأرض أعلم منه . قال لقد استوثقت لنفسك . اخبرنا القاضى
ابو بكر محمد بن عمر الداودى اخبرنا عبيدالله بن احمد بن يعقوب المقرئ حدثنا
محمد بن محمد بن سليمان الباغندى حدثنى شعيب بن ايوب حدثنا ابو يحيى الحمانى

قال سمعت أباحنيفة يقول : رأيت رؤيا افزعتنى حتى رأيت كأنى انبش قبر النبى صلى الله عليه وسلم فأتيت البصرة فامرت رجلا يسأل محمد بن سيرين . فسأله فقال هذا رجل ينبش اخبار النبى صلى الله عليه وسلم . اخبرنى الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابى العباس بن سعيد قال اخبرنا محمد بن عبد الله بن سالم قال سمعت ابى يقول سمعت هشام بن مهران يقول: رأى أبو حنيفة فى النوم كأنه ينبش قبر رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فبعث من سأل له محمد بن سيرين ، فقال محمد بن سيرين من صاحب هذه الرؤيا ؟ فلم يجبه عنها ثم سأله الثانية ، فقال مثل ذلك ، ثم سأله الثالثة فقال صاحب هذه الرؤيا يثير علما لم يسبقه اليه أحد قبله . قال : هشام فنظر ابو حنيفة وتكلم حينئذ .

﴿ مناقب أبى حنيفة ﴾

* أخبرنى القاضى أبو العلاء محمد بن على الواسطى وأبو عبد الله أحمد بن أحمد بن على القصرى . قالا: أخبرنا أبو زيد الحسين بن الحسن بن على بن عامر الكندى ـ بالكوفة ـ أخبرنا أبوعبدالله محمد بن سعيد الدورقى المروزى حدثنا سليمان بن جابر بن سليمان بن ياسر بن جابر حدثنا بشر بن يحيى قال أخبرنا الفضل ابن موسى السينانى عن محمد بن عمرو عن أبى سلمة عن أبى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم : قال : « إن فى أمتى رجلا ـ وفى حديث القصرى ـ يكون فى أمتى رجل اسمه النعمان وكنيته أبوحنيفة ، هوسراج أمتى ، هو سراج أمتى ، هو سراج أمتى » قال لى أبو العلاء الواسطى : كتب عنى هذا الحديث القاضى أبو عبد الله الصيمرى .

۞ قلت : وهو حديث موضوع [1] تفرد بروايته البورقى وقد شرحنا فيما تقدم

---

(١) استوفى طرقه البدر العينى فى تاريخه الكبير واستصعب الحكم عليه بالوضع مع وروده بتلك الطرق الكثيرة .

أمره و بينا حاله . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم أخبرنا سليمان ابن الربيع الخزاز حـدثنا محمد بن حفص عن الحسن بن سليمان أنه قال فى تفسير الحديث : « لا تقوم الساعة حتى يظهر العـلم » . قال هو علم أبى حنيفة وتفسيره الآثار . أخبرنا الحسن بن أبى بكر اخبرنا القاضى أبونصر احمد بن نصر بن محمد ابن أشكاب البخارى قال سمعت محمد بن خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن سلمة يقول قال خلف بن أيوب : صار العلم من الله تعالى الى محمد صلى الله عليه وسلم ثم صار إلى أصحابه ، ثم صار إلى التابعـين ، ثم صار إلى أبى حنيفة وأصحابه فمن شاء فليرض ، ومن شاء فليسخط . أخبرنا محمد بن أحمد بن رزق حدثنا محمد بن عمر الجعابى حدثنى أبو بكر ابرهيم بن محمد بن داود بن سليمان القطان حـدثنا اسحاق بن البهلول . سمعت ابن عيينـة يقول : ما مقلت عينى مثل أبى حنيفة . أخبرنى محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا محمد بن نعيم الضبى قال سمعت أبا الفضل محمد بن الحسين قاضى نيسابور سمعت حماد بن أحمد القاضى المرزى يقول سمعت ابراهيم بن عبد الله الخلال يقول . سمعت ابن المبارك يقول : كان أبوحنيفة آية . فقال له قائل : فى الشر يا أبا عبد الرحمن أو فى الخير ؟ فقال اسكت يا هذا فانه يقال : غاية فى الشر ، وآية فى الخير ثم تلا هذه الآية : (وجعلنا ابن مريم وأمه آية) . أخبرنا الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن أحمـد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا الحمانى قال سمعت ابن المبارك يقول : ما كان أوقر مجلس أبى حنيفة ، كان يشبه الفقهاء ، وكان حسن السمت ، حسن الوجه ، حسن الثوب ، ولقد كنا يوما فى مسجد الجامع ، فوقعت حية ، فسقطت فى حجر أبى حنيفة ، وهرب الناس غيره فما رأيته زاد على أن نفض الحية وجلس مكانه أخبرنا الحسن بن أبى بكر حدثنا محمد بن احمد بن الحسن الصواف أخبرنا محمد بن محمد المروزى حـدثنا حامد بن آدم حدثنا أبو وهب محمد بن مزاحم قال سمعت

عبـد الله بن المبارك يقول : لولا أن الله أغاثنى بأبى حنيفة ، وسـفيان ، كنت كسائر الناس . أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا على بن احمد بن أبى غسان الدقيقى البصرى حدثنا جعفر بن محمد بن موسى النيسابورى الحافظ قال : سمعت على بن سالم العامرى يقول : سمعت أبا يحيى الحمانى يقول : ما رأيت رجلا قط خيراً من أبى حنيفة . أخـبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : أخبرنا عمر بن احمد الواعظ حـدثنا مكرم بن أحمد حدثنا احمد بن عطية العوفى حدثنا منجاب قال سمعت أبا بكر بن عياش يقول : أبو حنيفـة أفضـل أهل زمانه . أخـبرنى الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبى العباس بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبدالله بن أبى حكيمة حدثنا ابراهيم بن أحمد الخزاعى قال سمعت أبى يقول : سمعت سهل بن مزاحم يقول : بذلت الدنيا لأبى حنيفة فلم يردْها . وضرب عليها بالسياط فلم يقبلها . أخـبرنا على بن القاسم الشاهد ـ بالبصرة ـ حدثنا على بن اسحاق المادرانى أخبرنا أحمد بن زهير ـ اجازة ـ أخبرنى سليمان بن أبى شيخ . وأخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : أخبرنا عمر بن احمـد حدثنا الحسين بن احمد بن صدقة الفرائضى ـ وهذا لفظ حديثه ـ حدثنا احمد بن خيثمة حدثنا سليمان بن أبى شيخ حدثنى حجر بن عبد الجبار قال قيل للقاسم بن معن ابن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود : ترضى أن تـكون من غلمان أبى حنيفة ؟ قال ما جلس الناس الى أحـد أنفع من مجالسة أبى حنيفة . وقال له القاسم : تعال معى اليه ، فجاء فلما جلس إليه لزمه . وقال : ما رأيت مثل هذا . زاد الفرائضى قال سليمان وكان أبو حنيفة ورعا سخياً .

﴿ ماقيل في فقه أبي حنيفة ﴾

أخبرنا البرقانى حدثنا أبو العباس بن حمدان لفظا حدثنا محمد بن أيوب أخبرنا أحمـد بن الصباح قال سمعت الشافعى ـ محمد بن إدريس ـ قال قيل لمالك بن

أنس : هل رأيت أبا حنيفة ؟ قال نعم ، رأيت رجلا لو كلمك فى هذه السارية أن يجعلها ذهبا لقام بحجته . حدثنى الصورى أخبرنا الخصيب بن عبد الله القاضى — بمصر — حدثنا احمد بن جعفر بن حمدان الطرسوسى حدثنا عبد الله بن جابر البزاز قال سمعت جعفر بن محمد بن عيسى بن نوح يقول سمعت محمد بن عيسى ابن الطباع يقول : سمعت روح بن عبادة يقول : كنت عند ابن جريج سنة خمسين — وأتاه موت أبى حنيفة — فاسترجع وتوجع ، وقال : أى علم ذهب ؟ قال ومات فيها ابن جريج . أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا احمد بن محمد بن عصمة الخراسانى حدثنا أحمد بن بسطام حدثنا الفضل بن عبد الجبار قال سمعت أبا عثمان حمدون بن أبىّ الطوسى يقول . سمعت عبد الله بن المبارك يقول : قدمت الشام على الأوزاعى فرأيته ببيروت ، فقال لى : يا خراسانى من هذا المبتدع الذى خرج بالكوفة يكنى أبا حنيفة ؟ فرجعت الى بيتى ، فأقبلت على كتب أبى حنيفة ، فأخرجت منها مسائل من جياد المسائل ، و بقيت فى ذلك ثلاثة أيام ، فجئت يوم الثالث ، وهو مؤذن مسجدهم و إمامهم ، والكتاب فى يدى ، فقال : أى شئ هذا الكتاب ؟ فناولته فنظر فى مسألة منها وقعت عليها قال النعمان . فما زال قائما بعد ما أذن حتى قرأ صدراً من الكتاب . ثم وضع الكتاب فى كمه ، ثم أقام وصلى ، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها . فقال لى : يا خراسانى من النعمان بن ثابت هذا ؟ قلت شيخ لقيته بالعراق . فقال : هذا نبيل من المشايخ ، اذهب فاستكثر منه . قلت : هذا أبوحنيفة الذى نهيت عنه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا همام بن مسلم قال سمعت مسعر بن كدام يقول : ما أحسد أحداً بالكوفة إلا رجلين : أبو حنيفة فى فقهه ، والحسن ابن صالح فى زهده . أخبرنى الصيمرى قال : قرأت على الحسين بن هارون عن

أبى العباس بن سعيد قال حدثنا عبد الله بن احمد بن مسرور حدثنا على بن مكنف حدثنى أبى عن ابراهيم بن الزبرقان قال : كنت يوما عند مسعر ، فمر بنا أبو حنيفة ، فسلم ووقف عليه ثم مضى ، فقال بعض القوم لمسعر : ما أكثر خصوم أبى حنيفة ؟ فاستوى مسعر منتصباً ثم قال : اليك فما رأيته خاصم أحداً قط إلا فلج عليه . أخبرنا الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد بن مغلس أخبرنا أبو غسان قال سمعت اسرائيل يقول : كان نعم الرجل النعمان ، ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه . وأشد فحصه عنه ، وأعلمه بما فيه من الفقه . وكان قد ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه . فأكرمه الخلفاء والأمراء والوزراء . وكان إذا ناظره رجل فى شئ من الفقه همته نفسه . ولقد كان مسعر يقول : من جعل أبا حنيفة بينه وبين الله رجوت أن لا يخاف ولا يكون فرط فى الاحتياط لنفسه . أخبرنا التنوخى حدثنى أبى حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح النيسابورى حدثنا احمد بن الصلت الحمانى حدثنا على بن المدينى قال سمعت عبد الرزاق يقول : كنت عند معمر فأتاه ابن المبارك فسمعنا معمراً يقول : ما أعرف رجلا يحسن يتكلم فى الفقه أو يسعه أن يقيس ويشرح لمخلوق النجاة فى الفقه ، أحسن معرفة من أبى حنيفة ، ولا أشفق على نفسه من أن يدخل فى دين الله شيئاً من الشك من أبى حنيفة . أخبرنا الصيمرى قال قرأنا على الحسين ابن هارون عن أبى سعيد قال حدثنا احمد بن تميم بن عباد المروزى حدثنا حامد بن آدم حدثنا عبد الله بن أبى جعفر الرازى . قال سمعت ابى يقول : ما رأيت حداً أفقه من أبى حنيفة وما رأيت أحداً أورع من أبى حنيفة . اخبرنى ابو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية حدثنا سعيد بن منصور . وأخبرنى التنوخى حدثنى أبى حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا احمد بن الصلت قال حدثنا سعيد

ابن منصور قال سمعت الفضيل بن عياض يقول : كان أبو حنيفة رجلا فقيها معروفا بالفقه ، مشهوراً بالورع ، واسع المال ، معروفا بالأفضال على كل من يطيف به ، صبوراً على تعليم العلم بالليل والنهار ، حسن الليل كثير الصمت ، قليل الكلام حتى ترد مسئلة فى حلال أوحرام ، فكان يحسن أن يدل على الحق ، هاربا من مال السلطان . هذا آخر حديث مكرم . وزاد ابن الصباح ، وكان إذا وردت عليه مسئلة فيها حديث صحيح اتبعه ، وإن كان عن الصحابة والتابعين ، والا قاس وأحسن القياس . أخبرنى التنوخى حدثنى أبى حدثنا محمد بن حمدان قال حدثنا احمد بن الصلت حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يقول : مارأيت أحداً أعلم بتفسير الحديث ومواضع النكت التى فيه من الفقه ، من أبى حنيفة . أخبرنا الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد بن مغلس قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف يقول : ماخالفت أبا حنيفة فى شئ قط فتدبرته إلا رأيت مذهبه الذى ذهب اليه أنجى فى الآخرة ، وكنت ربما ملت إلى الحديث ، وكان هو أبصر بالحديث الصحيح منى . أخبرنى أبو منصور على بن محمد بن الحسين الدقاق قال قرأنا على الحسين بن هارون الضبى عن احمد بن محمد بن سعيد قال حدثنا محمد بن عبد الله بن نوفل حدثنى عبد الرحمن ابن فضل بن موفق أخبرنى ابراهيم بن مسلمة الطيالسى قال سمعت أبا يوسف يقول إنى لأدعو لأبى حنيفة قبل أبوى ، ولقد سمعت أباحنيفة يقول : إنى لأدعو لحماد مع أبوى . أخبرنا القاضى على بن أبى على البصرى حدثنا احمد بن عبد الله الدورى أخبرنا احمد بن القاسم بن نصر أخو أبى الليث الفرائضى حدثنا سليمان بن أبى شيخ حدثنى محمد بن عمر الحنفى عن أبى عباد ـ شيخ لهم ـ قال قال الأعمش لأبى يوسف : كيف ترك صاحبك أبو حنيفة قول عبدالله «عتق الامة طلاقها»؟ قال : تركه لحديثك الذى حدثته عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة أن بريرة حين

اعتقت خيرت ، قال الاعمش : إن أبا حنيفة لفطن ـ قال وأعجبه ماأخـذ به أبو حنيفة ـ . أخبرنا القاضى أبوجعفر محمد بن احمد بن محمد السمنانى أخبرنا اسماعيل ابن الحسين بن على البخارى الزاهد حدثنا أبو بكر احمد بن سعد بن نصر حدثنا على بن موسى القمى حدثنى محمد بن سعدان قال سمعت أبا سليمان الجوزجانى يقول سمعت حماد بن زيد يقول : أردت الحج ، فاتيت أيوب أودعه ، فقـال بلغنى أن الرجل الصالح فقيه أهل الكوفة ـ يعنى أبا حنيفة ـ يحج العام ، فاذا لقيته فاقرئه منى السلام . أخـبرنا الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن ابراهيم بن قتيبة حدثنا ابن نمير حدثنى ابراهيم بن البصير عن اسماعيل بن حماد عن أبى بكر بن عياش . قال : مات عمر بن سعيد أخو سفيان فاتيناه نعزيه ، فاذا المجلس غاص باهله ، وفيهم عبد الله بن إدريس ، إذ أقبل أبو حنيفة فى جماعة معه ، فلما رآه سفيان تحرك من مجلسه ، ثم قام فاعتنقه ، وأجلسه فى موضعه وقعد بين يديه ، قال أبو بكر : فاغتظت عليـه ، وقال ابن ادريس : ويحك ألا ترى ؟ فجلسنا حتى تفرق الناس ، فقلت لعبـد الله بن ادريس : لاتقم حتى نعلم ما عنده فى هذا ، فقلت ياأباعبد الله رأيتك اليوم فعلت شيئا أنـكرته ، وأنـكره أصحابنا عليك ، قال وما هو ؟ قلت جاءك أبوحنيفة فقمت اليه وأجلسته فى مجلسك وصنعت به صنيعا بليغا ، وهذا عند أصحابنا منكر . فقال وما أنـكرت من ذاك ! هذا رجل من العلم بمكان . فان لم أقم لعلمه قمت لسنه ، وان لم أقم لسنه قمت لفقهه ، وان لم أقم لفقهه قمت لورعـه . فاحجمنى فلم يكن عنـدى جواب . أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد قال سمعت محمد بن احمد بن القاسم النيسابورى ـ قدم علينا ـ قال سمعت احمد بن حم العفيفى يقول سمعت محمـد بن الفضيل الزاهد البلخى يقول سمعت أبا مطيع الحكم بن عبد الله يقول : ما رأيت صاحب ـ يعنى حديث ـ أفقـه من سفيان الثورى ،

وكان أبو حنيفة أفقه منه . أخبرنى عبد الباقى بن عبد الكريم المؤدب أخبرنا
عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة حدثنا جدى
حدثنى يعقوب بن احمد قال سمعت الحسن بن على قال سمعت يزيد بن هارون ـ
وسأله انسان ـ فقال يا أبا خالد من أفقه من رأيت ؟ قال أبو حنيفة . قال الحسن
ولقد قلت لابى عاصم ـ يعنى النبيل ـ أبوحنيفة أفقه ، أوسفيان ؟ قال : عبد أبى
حنيفة أفقه من سفيان . أخبرنا الحسين بن على أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى
أن النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن على بن عفان حدثنا ضرار بن صرد قال
سئل يزيد بن هارون أيما أفقه ، أبو حنيفة أوسفيان ؟ قال سفيان أحفظ للحديث ،
وأبو حنيفة أفقه . قال وسألت أبا عاصم النبيل فقلت أيما أفقه ، سفيان أو أبو
حنيفة ؟ قال : غلام من غلمان أبى حنيفة أفقه من سفيان . أخبرنا الحسين بن
على الحنيفى أخبرنا عبد الله بن محمد الحلوانى حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد
ابن محمد ـ يعنى الحمانى ـ قال سمعت سجادة يقول : دخلت أنا وأبومسلم المستملى
على يزيد بن هارون ـ وهو نازل ببغداد على منصور بن المهدى ـ فصعدنا إلى
غرفة هو فيها فقال له أبومسلم : ماتقول يا أبا خالد فى أبى حنيفة والنظر فى كتبه ؟ .
قال : أنظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فانى ما رأيت أحداً من الفقهاء
يكره النظر فى قوله ، ولقد احتال الثورى فى كتاب الرهن حتى نسخه . أخبرنا
الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن على بن عفان
حدثنا أبو كريب قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول . وأخبرنى محمد بن احمد
ابن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبى حدثنا أبو سعيد محمد بن الفضل المذكر
حدثنا أبو عبد الله محمد بن سعيد المروزى حدثنا أبو حمزة ـ يعنى ابن حمزة ـ
قال سمعت أبا وهب محمد بن مزاحم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول :
رأيت أعبد الناس ، ورأيت أورع الناس ، ورأيت أعلم الناس ، ورأيت أفقه

الناس ، فاما أعبد الناس فعبد العزيز بن ابى رواد ، وأما أورع الناس فالفضيل ابن عياض ، وأما اعلم الناس فسفيان الثورى ، وأما أفقه الناس فأبو حنيفة ، ثم قال : مارأيت فى الفقه مثله . اخبرنا الصيمرى اخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا مكرم بن احمد حدثنا أحمد بن محمد بن مغلس حدثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك . قال : إن كان الاثر قد عرف واحتيج الى الرأى ، فرأى مالك ، وسفيان وابى حنيفة ، وابو حنيفة احسنهم وادقهم فطنة ، واغوصهم على الفقه ، وهو افقه الثلاثة . وقال احمد بن محمد حدثنا نصر بن على قال سمعت ابا عاصم النبيل سئل : أيما أفقه سفيان أو أبو حنيفة ؟ فقال : إنما يقاس الشئ الى شكله أبو حنيفة فقيه تام الفقه ، وسفيان رجل متفقه . اخبرنا محمد بن الحسين بن الفضل القطان اخبرنا عثمان بن احمد الدقاق حدثنا محمد بن ابراهيم ـ ابو حمزة المروزى ـ قال سمعت ابن اعين اباالوزير المروزى قال قال عبدالله : ـ يعنى ابن المبارك ـ إذا اجتمع سفيان وابو حنيفة ! فمن يقوم لهما على فتيا ؟ اخبرنا الحسين بن على ابن محمد المعدل حدثنا على بن الحسن الرازى حدثنا محمد بن الحسين الزعفرانى حدثنا احمد بن زهير حدثنا الوليد بن شجاع حدثنا على بن الحسن بن شقيق . قال : كان عبد الله بن المبارك يقول اذا اجتمع هذان على شئ فذاك قوى ـ يعنى الثورى وابا حنيفة ـ . اخبرنا التنوخى حدثنى ابى حدثنا ابو بكر محمد بن حمدان ابن الصباح حدثنا احمد بن الصلت بن المغلس حدثنا الحمانى حدثنا ابن المبارك . قال : رايت مسعرا فى حلقة ابى حنيفة جالسا بين يديه ، يسأله ويستفيد منه ، وما رأيت احداً قط تكلم فى الفقه احسن من ابى حنيفة . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا محمد بن ابراهيم بن على حدثنا أبو عروبة الحرانى قال سمعت سلمة ابن شبيب يقول سمعت عبد الرزاق يقول سمعت ابن المبارك يقول : إن كان أحد ينبغى له أن يقول برأيه ، فأبو حنيفة ينبغى له أن يقول برأيه . أخبرنى

عبد الباقى بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن أحمد بن يعقوب حدثنا جدى قال حدثنى على بن أبى الربيع قال سمعت بشر بن الحارث يقول سمعت عبد الله بن داود . قال جدى وحدثنيه ابراهيم بن هاشم قال بشر حدثنيه عن ابن داود — قال : إذا أردت الآثار — أو قال الحديث ، وأحسبه قال والورع — فسفيان ، و إذا أردت تلك الدقائق ، فأبو حنيفة . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا عمر بن شهاب العبدى حدثنا جندل ابن والق حدثنى محمد بن بشر . قال : كنت اختلف الى أبى حنيفة والى سفيان فآتى أبا حنيفة فيقول لى من أين جئت ؟ فأقول من عند سفيان . فيقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمة والاسود حضرا لاحتاجا الى مثله ، فآتى سفيان فيقول لى من أين ؟ فأقول من عند أبى حنيفة . فيقول لقد جئت من عند أفقه أهل الارض.أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا أحمد بن شعيب البخارى حدثنا على بن موسى القمى قال سمعت محمد بن عمار يقول قال على بن عاصم : كنا فى مجلس فذكر أبو حنيفة ، فقال لى خالد الطحان : ليت بعض علمه بينى و بينك . أخبرنا على بن القاسم البصرى حدثنا على بن اسحاق المادرانى حدثنا أبو قلابة حدثنا بكر ابن يحيى بن زبان عن أبيه قال قال لى أبو حنيفة : يا أهل البصرة أنتم أورع منا ، ونحن أفقه منكم . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا ابراهيم بن عبد الله الاصبهانى حدثنا محمد بن اسحاق الثقفى حدثنا الجوهرى حدثنا أبو نعيم . قال : كان أبو حنيفة صاحب غوص فى المسائل . أخبرنا الجوهرى أخبرنا محمد بن عمران المرزبانى حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصيب حدثنى أبو مسلم الكجى ابراهيم بن عبد الله قال حدثنى محمد بن سعيد أبو عبد الله الكاتب قال سمعت عبد الله بن داود الخريبى يقول : يجب على أهل الاسلام أن يدعوا الله لأبى حنيفة فى صلاتهم قال وذكر حفظه عليهم السنن والفقه . أخبرنا على بن أبى على حدثنا أبو على احمد

ابن محمد بن محمد بن اسحاق المعدل النيسابوري حدثنا أبو حامد احمد بن محمد بن بلال قال سمعت محمد بن يزيد يقول سمعت عبد الله بن يزيد المقرئ يقول : مارأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة . أخبرني أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبي حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا محمد بن مخزوم حدثنا بشر بن موسى حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ ـ وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة ـ قال حدثنا شاهانشاه . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا ابراهيم ابن مخلد البلخي حدثنا أحمد بن محمد البلخي قال سمعت شداد بن حكيم يقول : ما رأيت أعلم من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا اسماعيل بن محمد الفارسي قال سمعت مكي بن ابراهيم ذكر أبا حنيفة فقال : كان أعلم أهل زمانه . أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا أحمد بن الصلت قال سمعت مليح بن وكيع يقول سمعت أبي يقول : ما لقيت أحداً أفقه من أبي حنيفة ، ولا أحسن صلاة منه . وقال ابن الصلت : سمعت الحسين بن حريث يقول سمعت النضر ابن شميل يقول : كان الناس نياما عن الفقه حتى أيقظهم أبو حنيفة بما فتقه ، وبيّنه ، ولخصه . أخبرنا الجوهري أخبرنا عبد العزيز بن جعفر الخرقي حدثنا هيثم ابن خلف الدوري حدثنا احمد بن منصور بن سيار قال سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد يقول : كم من شيء حسن قد قاله أبو حنيفة . أخبرنا علي بن القاسم الشاهد حدثنا علي بن اسحاق المادراني قال سمعت أبا جعفر بن أشرس يقول سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى القطان يقول : لا نكذب الله ، ربما أخذ بالشيء من رأي أبي حنيفة . أخبرنا العتيقي حدثنا عبد الرحمن ابن عمر بن نصر بن محمد الدمشقي — بها — حدثني أبي حدثنا احمد بن علي بن سعيد القاضي قال سمعت يحيى بن معين يقول سمعت يحيى بن سعيد القطان يقول : لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأي أبي حنيفة ، ولقد أخذنا بأكثر أقواله .

قال يحيى بن معين : وكان يحيى بن سعيد يذهب فى الفتوى الى قول الكوفيين ، ويختار قوله من أقوالهم ، ويتبع رأيه من بين أصحابه . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا محمد بن ابراهيم بن على قال سمعت حمزة بن على البصرى يقول سمعت الربيع يقول سمعت الشافعى يقول : الناس عيال على أبى حنيفة فى الفقه . أخبرنا على بن القاسم حدثنا على بن اسحاق المادرانى حدثنا زكريا بن عبد الرحمن حدثنى عبد الله بن احمد . قال قال هارون بن سعيد سمعت الشافعى يقول : مارأيت أحداً أفقه من أبى حنيفة .

۞ قلت : أراد بقوله مارأيت ، ما علمت . أخبرنا أبو طاهر محمد بن على ابن محمد بن يونس الواعظ أخبرنا عبيد الله بن عثمان بن يحيى الدقاق حدثنا ابراهيم ابن محمد بن احمد — أبو اسحاق البخارى — حدثنا عباس بن عزيز أبو الفضل القطان حدثنا حرملة بن يحيى قال سمعت محمد بن ادريس الشافعى يقول : الناس عيال على هؤلاء الخمسه ، من أراد أن يتبحر فى الفقه فهو عيال على أبى حنيفة قال وسمعته — يعنى الشافعى — يقول : كان أبو حنيفة ممن وفق له الفقه ، ومن أراد أن يتبحر فى الشعر فهو عيال على زهير بن أبى سلمى ، ومن أراد أن يتبحر فى المغازى فهو عيال على محمد بن اسحاق ، ومن أراد أن يتبحر فى النحو فهو عيال على الكسائى ومن أراد أن يتبحر فى تفسير القرآن فهو عيال على مقاتل بن سليمان . أخبرنا التنوخى حدثنى أبى حدثنا محمد بن حمدان حدثنا احمد بن الصلت الحمانى قال سمعت أبا عبيد يقول سمعت الشافعى يقول : من أراد أن يعرف الفقه فليلزم أبا حنيفة وأصحابه ، فان الناس كلهم عيال عليه فى الفقه . أخبرنى أبو الوليد الحسن بن محمد الدربندى أخبرنى محمد بن احمد بن محمد بن سليمان الحافظ — ببخارى — قال سمعت على بن الحسن بن عبد الرحيم الكندى يقول سمعت أبا محمد عبد الله بن محمد ابن عمر الأديب يقول سمعت يعقوب بن ابراهيم بن أبى خيران يقول سمعت

الحسن بن عثمان القاضي يقول : وجدت العلم بالعراق والحجاز ثلاثة ، علم أبي حنيفة وتفسير الكلبي ، ومغازي محمد بن اسحاق . أخبرنا الصيمري أخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية قال سمعت يحيي بن معين يقول القراءة عندي قراءة حمزة ، والفقه فقه أبي حنيفة ، على هذا أدركت الناس . اخبرني ابراهيم بن مخلد المعدل حدثنا القاضي ابو بكر احمد بن كامل — املاء — حدثنا محمد بن اسماعيل السلمي حدثنا عبد الله بن الزبير الحميدي قال سمعت سفيان بن عيينة يقول : شيئان ماظننت انهما يجاوزان قنطرة الكوفة وقد بلغا الآفاق : قراءة حمزة ، ورأى أبي حنيفة . اخبرني عبد الباقي بن عبد الكريم قال اخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي قال سمعت على بن المديني يقول كان يزيد بن زريع يقول : — وذكر ابو حنيفة — هيهات طارت بفتياه البغال الشهب . اخبرنا الخلال اخبرنا الحريري ان النخعي حدثهم حدثنا ابراهيم بن مخلد حدثنا محمد بن سهل قال حدثني محمد بن هانئ قال سمعت جعفر بن الربيع يقول : أقمت على ابي حنيفة خمس سنين فما رأيت اطول صمتا منه ، فاذا سئل عن شيء من الفقه تفتح وسال كالوادي ، وسمعت له دويا وجهارة بالكلام . اخبرنا الصيمري قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبد الله بن احمد بن بهلول قال : هذا كتاب جدي اسماعيل ابن حماد — فقرأت فيه ، حدثني سعيد بن سويد القرشي قال سمعت ابراهيم بن عكرمة المخزومي يقول : ما رأيت أحداً أورع ولا افقه من أبي حنيفة . اخبرنا القاضي ابو الطيب طاهر بن عبد الله الطبري حدثنا المعافى بن زكريا حدثنا محمد ابن جعفر المطيري حدثني محمد بن منصور القاضي حدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا على بن عاصم . قال : دخلت على أبي حنيفة وعنده حجام يأخذ من شعره فقال للحجام : تتبع مواضع البياض : قال الحجام لا ترد ، قال ولم ؟ قال لانه

يكثر قال فتتبع مواضع السواد لعله يكثر . بلغنى أن شريكا حُكيت له هذه الحكاية عن أبى حنيفة فضحك وقال : لو ترك قياسه تركه مع الحجام . أخبرنى الحسن بن أبى طالب ، ومحمد بن عبد الملك القرشى ـ قال الحسن حدثنا وقال محمد اخبرنا ـ احمد بن محمد بن الحسين الرازى حدثنا على بن احمد الفارسى الفقيه حدثنا محمد بن فضيل الزاهد قال سمعت أبا مطيع يقول : مات رجل واوصى إلى أبى حنيفة وهو غائب ، قال فقدم أبو حنيفة ، فارتفع الى ابن شبرمة ، وادعى الوصية وأقام البينة ان فلانا مات وأوصى اليه ، فقال له ابن شبرمة : يا أبا حنيفة احلف ان شهودك شهدوا بحق ، قال ليس على يمين كنت غائبا ، قال ضلت مقاليدك يا ابا حنيفة ، قال ضلت مقاليدى ؟ ! ماتقول فى أعمى شُجّ فشهد له شاهدان ان فلانا شجه ، على الأعمى يمين ؟ ان شهوده شهدوا بالحق ولا يرى . أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا ابراهيم بن سليمان المروزى ـ قدم علينا ـ قال قرئ على عبد الله بن على القزاز عن احمد بن اسحاق عن النضر بن محمد . قال:دخل قتادة الكوفة ونزل فى دار أبى بردة ، نخرج يوما وقد اجتمع اليه خلق كثير ، فقال قتادة : والله الذى لا اله إلا هومايسألنى اليوم أحد عن الحلال والحرام الا أجبته ، فقام اليه أبو حنيفة فقال : يا أبا الخطاب ما تقول فى رجل غاب عن أهله اعواما فظنت امرأته أن زوجها مات فتزوجت ، ثم رجع زوجها الاول ما تقول فى صداقها ؟ وقال لاصحابه الذين اجتمعوا اليه : لئن حدث بحديث ليكذبن ، ولئن قال برأى نفسه ليخطئن فقال قتادة : ويحك أَوَقَعَتْ هذه المسألة ؟ قال لا ، قال فلم تسألنى عمالم يقع ؟ قال أبو حنيفة إنا نستعد للبلاء قبل نزوله ، فاذا ما وقع عرفنا الدخول فيه والخروج منه . قال قتادة : والله لاأحدثكم بشئ من الحلال والحرام ، سلونى عن التفسير ، فقام اليه أبو حنيفة فقال له : يا أبا الخطاب ماتقول فى قول الله تعالى (قال الذى

عنده علم من الكتاب أنا آتيك به قبل أن يرتد اليك طرفك) قال نعم ، هذا آصف بن برخيا بن شمعيا كاتب سليمان بن داود كان يعرف اسم الله الاعظم ، فقال أبو حنيفة : هل كان يعرف الأسم سليمان ؟ قال لا ، قال فيجوز أن يكون فى زمن نبى من هو أعلم من النبى ؟ قال فقال قتادة : والله لاأحدثكم بشىء من التفسير ، سلونى عما اختلف فيه العلماء ، قال فقام اليه أبو حنيفة فقال يا أبا الخطاب أمؤمن أنت ؟ قال أرجو ! قال ولم ؟ قال لقول ابراهيم عليه السلام (والذى أطمع أن يغفر لى خطيئتى يوم الدين) فقال أبو حنيفة : فهلا قلت كما قال ابراهيم عليه السلام (قال أولم تؤمن ؟ قال بلى) فهلا قلت بلى ؟ قال فقام قتادة مغضبا ودخل الدار وحلف أن لايحدثهم. أخبرنا الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرىء حدثنا مكرم ابن احمد حدثنا احمد بن محمد - يعنى الحمانى - حدثنا الفضل بن غانم . قال : كان أبو يوسف مريضا شديد المرض ، فعاده أبو حنيفة مراراً ، فصار اليه آخر مرة فرآه مقبلا فاسترجع ، ثم قال : لقد كنت أؤملك بعدى للمسلمين ، ولئن أصيب الناس بك ليموتن معك علم كثير ، ثم رزق العافية وخرج من العلة ، فاخبر أبو يوسف بقول أبى حنيفة فارتفعت نفسه ، وانصرفت وجوه الناس اليه فقعد لنفسه مجلساً فى الفقه وقصر عن لزوم مجلس أبى حنيفة ، فسأل عنه . فاخبر أنه قد قعد لنفسه مجلساً ، وأنه قد بلغه كلامك فيه ، فدعا رجلا كان له عنده قدر فقال : صر إلى مجلس يعقوب فقل له : ما تقول فى رجل دفع إلى قصار ثوبا ليقصره بدرهم ، فصار اليه بعد أيام فى طلب الثوب ، فقال له القصار : مالك عندى شىء وأنكره ، ثم إن رب الثوب رجع اليه فدفع اليه الثوب مقصوراً ، أله أجرة ؟ فان قال له أجرة فقل أخطأت ، و إن قال لاأجرة له فقل أخطأت . فصار اليه فسأله فقال أبو يوسف: له الاجرة ، فقال أخطأت . فنظر ساعة ثم قال : لا أجرة له فقال أخطأت ، فقام أبو يوسف من ساعته فاتى أبا حنيفة ، فقال له : ماجاء بك إلا مسئلة القصار ؟ قال

أجل ! قال سبحان الله من قعد يفتى الناس وعقد مجلسا يتكلم فى دين الله وهذا قدره لا يحسن أن يجيب فى مسئلة من الاجارات ، فقال يا أبا حنيفة علمنى ، فقال إن كان قصره بعد ما غصبه فلا أجرة له ، لانه قصره لنفسه ، و إن كان قصره قبل أن يغصبه فله الاجرة لانه قصره لصاحبه . ثم قال : من ظن أنه يستغنى عن التعلم فليبك على نفسه.. أخبرنى أبو القاسم الازهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى . قال : أملى علىّ بعض أصحابنا أبياتا مدح بها عبد الله بن المبارك أبا حنيفة :

رأيت أبا حنيفة كل يوم يزيد نبالة ويزيد خيرا
و ينطق بالصواب و يصطفيه إذا ما قال أهل الجور جورا
يقايس من يقايسه بلب فمن ذا يجعلون له نظيرا
كفانا فقد حماد وكانت مصيبتنا به أمراً كبيرا
فرد شماتة الاعداء عنا وأبدى بعده علما كثيرا
رأيت أبا حنيفة حين يؤتى ويطلب علمه بحراً غزيرا
إذا ما المشكلات تدافعتها رجال العلم كان بها بصيرا

أخبرنا الحسين بن على الحنيفى . قال أنشدنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الشاهد أنشدنا مكرم بن احمد ـ لأبى القاسم غسان بن محمد بن عبد الله بن سالم التميمى :

وضع القياس أبو حنيفة كله فاتى باوضح حجة وقياس
و بنى على الآثار رأس بنائه فاتت غوامضه على الاساس
والناس يتبعون فيها قوله لما استبان ضياؤه للناس

أخبرنى على بن أبى على البصرى حدثنا القاضى أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابورى حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الاصم حدثنى احمد بن يحيى ابو يحيى

السمرقندى حدثنا نصر بن يحيى البلخى حدثنا الحسن بن زياد اللؤلؤى . قال :
كانت هاهنا امرأة يقال لها أم عمران مجنونة ، وكانت جالسة فى الكناسة فمر بها
رجل فكلمها بشئ ، فقالت له : يا ابن الزانيين ، وابن أبى ليلى حاضر يسمع ذلك
فقال للرجل : أدخلها علىّ المسجد ، وأقام عليها حدين ؛ حداً لابيه ، وحداً لأمه
فبلغ ذلك أبا حنيفة فقال : أخطأ فيها فى ستة مواضع ، أقام الحد فى المسجد ، ولا
تقام الحدود فى المساجد ، وضربها قائمة والنساء يضربن قعودا ، وضرب لأبيه
حداً ولامه حداً ولو أن رجلا قذف جماعة كان عليه حد واحد ، وجمع بين حدين
ولا يجمع بين حدين حتى يخف أحدهما ، والمجنونة ليس عليها حد . وحد لابويه
وهما غائبان لم يحضرا فيدعيان . فبلغ ذلك ابن أبى ليلى فدخل على الامير فشكى
اليه وحجر على أبى حنيفة . وقال : لا يفتى ، فلم يفت أياما حتى قدم رسول من
ولى العهد فامر أن يعرض على أبى حنيفة مسائل حتى يفتى فيها . فابى أبو حنيفة
وقال : أنا محجور على ، فذهب الرسول إلى الامير فقال الامير قد أذنت له ،
فقعد فأفتى . أخبرنا التنوخى حدثنا احمد بن عبد الله الوراق الدورى أخبرنا
احمد بن القاسم بن نصر أخو أبى الليث الفرائضى حدثنا سليمان بن أبى شيخ
حدثنا عبد الله بن صالح بن مسلم العجلى . قال قال رجل بالشام للحكم بن هشام
الثقفى : أخبرنى عن أبى حنيفة قال على الخبير سقطت ، كان أبو حنيفة لايخرج
أحداً من قبلة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يخرج من الباب الذى منه
دخل ، وكان من أعظم الناس امانة ، وأراده سلطاننا على أن يتولى مفاتيح
خزائنه أو يضرب ظهره ، فأختار عذابهم على عذاب الله . فقال له : ما رأيت
أحداً وصف أبا حنيفة بمثل ما وصفته به . قال هو كما قلت لك . أخبرنى عبد الله
ابن يحيى السكرى أخبرنا اسماعيل بن محمد الصفار حدثنا احمد بن منصور الرمادى
حدثنا عبد الرزاق قال شهدت أبا حنيفة فى مسجد الخيف فسأله رجل عن شئ

فأجابه . فقال رجل: إن الحسن يقول كذا وكذا ، قال أبو حنيفة أخطأ الحسن ، قال فجاء رجل مغطى الوجه قد عصب على وجهه فقال : أنت تقول أخطأ الحسن يا ابن الزانية ؟ ثم مضى ، فما تغير وجهه ولا تلون ، ثم قال إى والله أخطأ الحسن وأصاب ابن مسعود . أخبرنا الحسن بن أبى بكر أخبرنا محمد بن احمد بن الحسن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزى حدثنا حامد بن آدم قال سمعت سهل ابن مزاحم يقول سمعت أبا حنيفة يقول (فبشر عبادى الذين يستمعون القول فيتبعون أحسنه) قال كان أبو حنيفة يكثر من قول : اللهم من ضاق بنا صدره فان قلوبنا قد اتسعت له . أخبرنا الجوهرى أخبرنا محمد بن عمران المرزبانى حدثنا عبد الواحد بن محمد الخصيبى حدثنى أبو خازم القاضى قال حدثنى شعيب ابن أيوب الصريفينى قال سمعت الحسن بن زياد اللؤلؤى يقول سمعت أبا حنيفة يقول : قولنا هذا رأى وهو أحسن ماقدرنا عليه ، فمن جاءنا بأحسن من قولنا فهو أولى بالصواب منا . وأخبرنا الجوهرى اخبرنا محمد بن عبد الله الابهرى حدثنا ابو عروبة الحرانى حدثنا سليمان بن سيف قال سمعت ابا عاصم يقول : قال رجل لابى حنيفة : متى يحرم الطعام على الصائم ؟ قال إذا طلع الفجر ، قال فقال له السائل : فان طلع نصف الليل ؟ قال فقال له أبو حنيفة : قم يا أعرج .

﴿ ما ذكر من عبادة أبى حنيفة وورعه ﴾

أخبرنا محمد بن احمد بن رزق حدثنا احمد بن على بن عمر بن حبيش الرازى قال سمعت محمد بن احمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفى يقول سمعت يحيى بن مَعين يقول سمعت يحيى القطان يقول : جالسنا والله أبا حنيفة وسمعنا منه ، وكنت والله إذا نظرت اليه عرفت فى وجهه أنه يتقى الله عز وجل أخبرنا الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبى العباس بن سعيد قال حدثنا ابراهيم بن الوليد حدثنا محمد بن اسحاق البلخى قال سمعت الحسن بن

محمد الليثي يقول : قدمت الكوفة فسألت عن أعبد أهلها فدفعت إلى أبي حنيفة
أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال سمعت أبا نصر وأبا الحسن بن أبي بكر أخبرنا
أبو نصر احمد بن نصر بن محمد بن اشكاب البخاري قال سمعت أبا اسحاق
ابراهيم بن محمد بن سفيان يقول سمعت على بن سلمة يقول سمعت سفيان بن
عيينة يقول : رحم الله أبا حنيفة كان من المصلين ـ أعنى أنه كان كثير الصلاة ـ
أخبرنا التنوخي حدثني أبي حدثنا محمد بن حمدان بن الصباح حدثنا احمد بن
الصلت الحماني[1] قال سمعت سويد بن سعيد يقول سمعت سفيان بن عيينة يقول :
ما قدم مكة رجل فى وقتنا أكثر صلاة من أبي حنيفة . أخبرنا محمد بن عبدالملك
القرشي أخبرنا احمد بن محمد بن الحسين الرازى حدثنا على بن احمد الفارسى
حدثنا محمد بن فضيل . قال قال أبو مطيع : كنت بمكة ، فما دخلت الطواف فى
ساعة من ساعات الليل إلا رأيت أبا حنيفة وسفيان فى الطواف . أخبرنا ابراهيم
ابن مخلد المعدل حدثنا محمد بن احمد بن ابراهيم الحكيمي حدثنا مقاتل بن صالح
أبو على المطرز ، قال سمعت يحيى بن أيوب الزاهد يقول : كان أبو حنيفة لا ينام
الليل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ أخبرنا عبدالله بن جعفر بن فارس ـ فيما أذن لى
أن أرويه عنه ـ قال حدثنا هارون بن سليمان حدثنا على بن المديني قال سمعت
سفيان بن عيينة يقول : كان أبو حنيفة له مروءة ، وله صلاة فى أول زمانه . قال
سفيان اشترى أبي مملوكا فأعتقه ، وكان له صلاة من الليل فى داره ، فكان الناس
يتنابونه فيها يصلون معه من الليل ، فكان أبو حنيفة فيمن يجئ يصلى .

---

(١) وعنه يقول ابن أبي خيثمة لابنه عبدالله : اكتب عن هذا الشيخ يابنى فانه كان يكتب معنا فى المجالس منذ سبعين سنة . وفى شيوخه كثرة وقد أخذ عنه أناس لا يحصون من الرواة وتحامل ابن عدى عليه كتحامله على البغوى ولعل ذنبه كونه ألف فى مناقب النعمان، وحديث ابن جزء لم ينفرد هو بروايته بل له متابع والكلام فى حقه طويل الذيل ومن الغريب أنه إذا طعن طاعن فى رجل تجد أسرابا من ورائه يرددون صدى الطاعن ايا كانت قيمة طعنه.

أخبرنى عبد الباقى بن عبد الكريم أخبرنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى قال حدثنى محمد بن بكر . قال سمعت أبا عاصم النبيل يقول : كان أبوحنيفة يسمى الوتد لكثرة صلاته . أخبرنى الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن ابن سعيد قال حدثنا عبدالله بن محمد بن نوح قال حدثنا محمد بن يزيد السلمى حدثنا حفص بن عبدالرحمن . قال: كان أبو حنيفة يحيي الليل بقراءة القرآن فى ركعة ثلاثين سنة . وقال ابن سعيد حدثنا محمد بن احمد بن الحسن حدثنا ابى قال سمعت زافر بن سليمان يقول : كان ابو حنيفة يحيي الليل بركعة يقرأ فيها القرآن . أخبرنا على بن المحسن المعدل حدثنا أبو بكر احمد ابن محمد بن يعقوب الكاغدى حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثى البخارى ـ ببخارى ـ حدثنا احمد بن الحسين البلخى حدثنا حماد بن قريش قال سمعت أسد بن عمر يقول : صلى ابو حنيفة فيما حفظ عليه صلاة الفجر بوضوء صلاة العشاء اربعين سنة ، فكان عامة الليل يقرأ جميع القرآن فى ركعة واحدة ، وكان يسمع بكاؤه بالليل حتى يرحمه جيرانه ، وحفظ عليه انه ختم القرآن فى الموضع الذى توفى فيه سبعة آلاف مرة . اخبرنى الحسين بن محمد اخو الخلال حدثنا اسحاق بن محمد بن حمدان المهلبى ـ ببخارى ـ حدثنا عبدالله بن محمد بن يعقوب حدثنا قيس بن ابى قيس حدثنا محمد بن حرب المروزى حدثنا اسماعيل بن حماد بن ابى حنيفة عن ابيه . قال : لما مات ابى سألنا الحسن بن عمارة ان يتولى غسله ففعل ، فلما غسله . قال : رحمك الله وغفر لك لم تفطر منذ ثلاثين سنة ولم تتوسد يمينك بالليل منذ أربعين سنة ، وقد أتعبت من بعدك ، وفضحت القراء . أخبرنا الحسين بن على بن محمد المعدل حدثنا القاضى أبو نصر محمد بن محمد بن سهل النيسابورى حدثنا احمد بن هارون الفقيه حدثنى محمد بن المنذر بن سعيد الهروى حدثنا محمد بن سهل بن منصور المروزى قال حدثنى

احمد بن ابراهيم قال سمعت منصور بن هاشم يقول: كنا مع عبد الله بن المبارك بالقادسية إذ جاءه رجل من اهل الكوفة فوقع فى ابى حنيفة ، فقال له عبد الله: ويحك أتقع فى رجل صلى خمسا وأربعين سنة خمس صلوات على وضوء واحد؟ وكان يجمع القرآن فى ركعتين فى ليلة ، وتعلمتُ الفقه الذى عندى من أبى حنيفة. أخبرنا الخلال حدثنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا محمد بن الحسن بن مكرم حدثنا بشر بن الوليد عن أبى يوسف . قال: بينا أنا أمشى مع أبى حنيفة اذ سمع رجلا يقول لرجل ، هذا أبو حنيفة لاينام الليل ، فقال أبو حنيفة: والله لايتحدث عنى بما لا أفعل ، فكان يحيي الليل صلاة ، ودعاء ، وتضرعا . أخبرنا التنوخى والجوهرى قالا: أخبرنا عبدالعزيز بن جعفر بن محمد الخرقى حدثنا هيثم بن خلف الدورى حدثنى محمد بن يزيد بن سليم — مولى بنى هاشم — قال حدثنى يحيي بن فضيل قال: كنت مع جماعة فاقبل أبوحنيفة ، فقال بعض القوم: ماترونه ماينام هذا الليل قال وسمع أبوحنيفة ذلك فقال: أرانى عندالناس خلاف ماأناعند الله ، لاتوسدت فراشا حتى القى الله . قال يحيي كان أبو حنيفة يقوم الليل كله حتى توفى — أو قال حتى مات — . أخبرنى أبو على عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن فضالة النيسابورى الحافظ — بالرى — أخبرنا احمد بن محمد بن الحسين المذكر حدثنا على بن احمد ابن موسى الفارسى حدثنا محمد بن فضيل العابد حدثنا أبو يحيي الحمانى حدثنى سلم بن سالم عن أبى الجويرية قال صحبت حماد بن أبى سليمان ومحارب بن دثار وعلقمة بن مرثد وعون بن عبد الله ، وصحبت أبا حنيفة فما كان فى القوم رجل أحسن ليلا من أبى حنيفة . لقد صحبته أشهراً فما منها ليلة وضع فيها جنبه . قال وحدثنا أبو يحيي الحمانى عن بعض أصحابه أن أبا حنيفة كان يصلى الفجر بوضوء العشاء ، وكان إذا أراد أن يصلى من الليل تزين حتى يسرح لحيته . أخبرنا محمد ابن احمد بن رزق قال سمعت القاضى أبا نصر . وأخبرنا الحسن بن أبى بكرأخبرنا

القاضي أبو نصر احمد بن نصر بن محمد بن اشكاب البخاري قال سمعت محمد بن خلف بن رجاء يقول سمعت محمد بن سلمة عن ابن أبي معاذ عن مسعر بن كدام . قال :أتيت أبا حنيفة في مسجده فرأيته يصلي الغداة ثم يجلس للناس في العلم إلى أن يصلي الظهر ، ثم يجلس إلى العصر ، فاذا صلى العصر جلس الى المغرب ، فاذا صلى المغرب جلس إلى أن يصلي العشاء ، فقلت في نفسي هذا الرجل في هذا الشغل متى يتفرغ للعبادة ؟ لأ تعاهدنه الليلة ، قال فتعاهدته فلما هدأ الناس خرج إلى المسجد فانتصب للصلاة الى أن طلع الفجر ، ودخل منزله ولبس ثيابه ، وخرج الى المسجد وصلى الغداة ، فجلس للناس الى الظهر ، ثم الى العصر ، ثم الى المغرب ، ثم الى العشاء . فقلت في نفسي إن الرجل قد تنشط الليلة ، لا تعاهدنه الليلة ، فتعاهدته فلما هدأ الناس خرج فانتصب للصلاة ، ففعل كفعله في الليلة الاولى ، فلما أصبح خرج الى الصلاة وفعل كفعله في يوميه ، حتى اذا صلى العشاء قلت في نفسي ان الرجل لينشط الليلة والليلة ، لا تعاهدنه الليلة ففعل كفعله في ليلتيه ، فلما أصبح جلس كذلك ،فقلت في نفسي لألزمنه الى أن يموت أو أموت ، قال فلازمته في مسجده . قال ابن أبي معاذ : فبلغني أن مسعراً مات في مسجد أبي حنيفة في سجوده أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا علي بن حفص البزاز قال سمعت حفص بن عبد الرحمن يقول سمعت مسعر ابن كدام يقول : دخلت ذات ليلة المسجد فرأيت رجلا يصلي فاستحليت قراءته فقرأ سبعا ، فقلت يركع ، ثم قرأ الثلث ، ثم قرأ النصف ، فلم يزل يقرأ القرآن حتى ختمه كله في ركعة ، فنظرت فاذا هو أبو حنيفة . وقال النخعي حدثنا ابراهيم بن مخلد البلخي حدثنا ابراهيم بن رستم المروزي قال سمعت خارجة بن مصعب يقول : ختم القرآن في الكعبة أربعة من الأئمة ، عثمان بن عفان ، وتميم الداري ، وسعيد ابن جبير ، وأبو حنيفة . وقال ابراهيم بن مخلد حدثنا احمد بن يحيي الباهلي حدثنا

يحيى بن نصر. قال : كان أبو حنيفة ربما ختم القرآن فى شهر رمضان ستين ختمة .
أخبرنا أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : أخبرنا عمر بن احمد الواعظ
حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحمانى حدثنا احمد بن يونس قال
سمعت زائدة يقول : صليت مع أبى حنيفة فى مسجده عشاء الآخرة وخرج
الناس ولم يعلم أنى فى المسجد، وأردت أن أسأله عن مسئلة من حيث لا يرانى أحد
قال فقام فقرأ - وقد افتتح الصلاة - حتى بلغ الى هذه الآية (فمنّ الله علينا ووقانا
عذاب السموم) فأقمت فى المسجد أنتظر فراغه فلم يزل يرددها حتى أذن المؤذن
لصلاة الفجر . وقال احمد بن محمد سمعت أبا نعيم ضرار بن صرد يقول سمعت
يزيد بن الكميت يقول — وكان من خيار الناس — كان أبو حنيفة شديد الخوف
من الله ، فقرأ بنا على بن الحسين المؤذن ليلة فى عشاء الآخرة (اذا زلزلت)
وأبو حنيفة خلفه ، فلما قضى الصلاة وخرج الناس ، نظرت الى أبى حنيفة وهو
جالس يفكر ويتنفس ، فقلت أقوم لا يشتغل قلبه بى ، فلما خرجت تركت القنديل
ولم يكن فيه إلا زيت قليل ، فجئت وقد طلع الفجر وهو قائم قد أخذ بلحية نفسه
وهو يقول: يامن يجزى بمثقال ذرة خير خيرا ، ويامن يجزى بمثقال ذرة شر شرا ،
أجر النعمان عبدك من النار ، وما يقرب منها من السوء ، وأدخله فى سعة رحمتك
قال فأذنت فاذا القنديل يزهر وهو قائم ، فلما دخلت قال : تريد أن تأخذ القنديل
قال قلت قد أذنت لصلاة الغداة ، قال اكتم على ما رأيت ، وركع ركعتى الفجر
وجلس حتى أقمت الصلاة وصلى معنا الغداة على وضوء أول الليل . أخبرنا الخلال
أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا بخترى بن محمد حدثنا محمد بن
سماعة عن محمد بن الحسن قال حدثنى القاسم بن معن : أن أبا حنيفة قام ليلة
بهذه الآية (بل الساعة موعدهم والساعة أدهى وأمر) يرددها ويبكى ويتضرع .
وقال النخعى حدثنا سليمان بن الربيع حدثنا حبان بن موسى قال سمعت عبد الله

ابن المبارك يقول : قدمت الكوفة فسألت عن أورع أهلها فقالوا أبو حنيفة .
وقال سليمان سمعت مكى بن ابراهيم يقول : جالست الكوفيين فما رأيت أورع
من أبي حنيفة . وقال النخعى حدثنا الحسين بن الحكم الحبري حدثنا على بن
حفص البزاز . قال : كان حفص بن عبد الرحمن شريك أبى حنيفة ، وكان
أبوحنيفة يجهز عليه ، فبعث اليه فى رفقة بمتاع وأعلمه أن فى ثوب كذا وكذا عيبا
فاذا بعته فبين ، فباع حفص المتاع ونسى أن يبين ولم يعلم ممن باعه ، فلما علم أبو
حنيفة تصدق بثمن المتاع كله . أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى قالا :
حدثنا عمر بن احمد حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن المغلس الحمانى قال حدثنا
مليح بن وكيع حدثنا أبى . قال : كان أبو حنيفة قد جعل على نفسه أن لا يحلف
بالله فى عرض كلامه الا تصدق بدرهم ، فحلف فتصدق به ، ثم جعل على نفسه
إن حلف أن يتصدق بدينار ، فكان اذا حلف صادقا فى عرض الكلام
تصدق بدينار ، وكان اذا أنفق على عياله نفقة تصدق بمثلها ، وكان اذا اكتسى
ثوباً جديدا كسى بقدر ثمنه الشيوخ العلماء ، وكان اذا وضع بين يديه الطعام أخذ
منه فوضعه على الخبز حتى يأخذ منه بقدر ضعف ما كان يأكل ، فيضعه على الخبز
ثم يعطيه انسانا فقيرا ، فان كان فى الدار من عياله انسان يحتاج اليه دفعه اليه والا
أعطاه مسكينا . أخبرنا التنوخى حدثنى أبى حدثنا محمد بن حمدان حدثنا احمد
ابن الصلت الحمانى قال سمعت مليح بن وكيع يقول سمعت أبى يقول : كان والله
أبو حنيفة عظيم الامانة ، وكان الله فى قلبه جليلا كبيرا عظيما ، وكان يؤثر رضاء
ربه على كل شئ ، ولو أخذته السيوف فى الله لاحتمل ، رحمه الله ورضى عنه رضى
الابرار فلقد كان منهم . أخبرنا الحسن بن أبى بكر أخبرنا محمد بن احمد بن الحسن
الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزى قال سمعت ابراهيم بن عبد الله الخلال
ذكروا له عن حامد بن آدم أنه قال سمعت عبد الله بن المبارك يقول : ما رأيت

أحداً أورع من أبي حنيفة ، فقال من رأبي أن أخرج الى حامد فى هذا الحرف الواحد أسمع منه . وأخبرنا الحسن أخبرنا ابن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزى قال سمعت حامد بن آدم يقول سمعت عبد الله بن المبارك يقول : مارأيت أحداً أورع من أبي حنيفة ، وقد جرب بالسياط والاموال . أخبرنا على ابن أبي على البصرى أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الرحيم المازنى حدثنا الحسين ابن القاسم الكوكبي حدثنى أبو الحسن الديباجى حدثنا زيد بن أخزم قال سمعت عبد الله بن صهيب الكلبي يقول : كان أبو حنيفة النعمان بن ثابت يتمثل كثيرا:

عطاءذى العرش خير من عطائكم   وسيبه واسع يرجى وينتظر
أنتم يكدر ماتعطون منكم   والله يعطى بلا من ولا كدر

أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا سعيد القصار قال سمعت محمد بن أبي عبد الرحمن المسعودى عن أبيه . قال : مارأيت أحسن أمانة من أبي حنيفة ، مات يوم مات وعنده ودائع بخمسين الفاً ، ما ضاع منها ولا درهم واحد . وقال النخعى حدثنا ابراهيم بن مخلد حدثنا بكر العمى عن هلال بن يحيي عن يوسف السمتى أن أبا جعفر المنصور أجاز أبا حنيفة بثلاثين الف درهم فى دفعات فقال : يا أمير المؤمنين إنى ببغداد غريب وليس لها عندى موضع ، فاجعلها فى بيت المال فأجابه المنصور إلى ذلك ، قال فلما مات أبوحنيفة أخرجت ودائع الناس من بيته ، فقال المنصور : خدعنا أبو حنيفة . وقال النخعى حدثنا سوادة بن على حدثنا خارجة بن مصعب بن خارجة قال سمعت مغيث بن بديل يقول قال خارجة ابن مصعب : أجاز المنصور أباحنيفة بعشرة آلاف درهم فدعى ليقبضها، فشاورنى وقال : هذا رجل إن رددتها عليه غضب ، و إن قبضتها دخل على فى دينى ما أكرهه ؟ فقلت إن هذا المال عظيم فى عينه ، فاذا دعيت لتقبضها فقل لم يكن هذا أملى من أمير المؤمنين ، فدعى ليقبضها فقال ذلك ، فرفع اليه خبره فحبس

الجائزة ، قال فكان أبو حنيفة لا يكاد يشاور فى أمره غيرى .

﴿ ماذكر من جود ابى حنيفة وسماحه وحسن عهده ﴾

أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن محمد الحمانى حدثنا عاصم بن على قال سمعت قيس بن الربيع يقول : كان أبو حنيفة رجلا ورعا فقيها محسوداً ، وكان كثير الصلة والبر لكل من لجأ اليه ، كثير الافضال على اخوانه ، قال وسمعت قيساً يقول : كان النعمان بن ثابت من عقلاء الرجال . وقال مكرم حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحسن بن الربيع قال كان قيس بن الربيع يحدثنى عن أبى حنيفة انه كان يبعث بالبضائع إلى بغداد فيشترى بها الأمتعة ويحملها إلى الكوفة ، ويجمع الارباح عنده من سنة إلى سنة ، فيشترى بها حوائج الأشياخ المحدثين وأقواتهم وكسوتهم وجميع حوائجهم ، ثم يدفع باقى الدنانير من الارباح اليهم فيقول : انفقوا فى حوائجكم ولا تحمدوا إلا الله ، فانى ما أعطيتكم من مالى شيئا ، ولكن من فضل الله علىّ فيكم ، وهذه أرباح بضائعكم فانه هو والله مما يجريه الله لكم على يدى ، فما فى رزق الله حول لغيره . أخبرنا الحسين بن على الحنيفى حدثنا على بن الحسن الرازى حدثنا محمد بن الحسين الزعفرانى حدثنا احمد بن زهير أخبرنا سليمان بن أبى شيخ حدثنى حجر بن عبد الجبار . قال : ما رأى الناس أكرم مجالسة من أبى حنيفة ، ولا إكراما لأصحابه . قال حجر : كان يقال إن ذوى الشرف أتم عقولا من غيرهم . أخبرنا الصيمرى قال قرأنا على الحسين بن هارون عن أبى العباس بن سعيد قال حدثنا احمد بن محمد بن يحيى الخازمى حدثنا حسين بن سعيد اللخمى قال سمعت حفص بن حمزة القرشى يقول : كان أبو حنيفة ربما مر به الرجل فيجلس اليه لغير قصد ولا مجالسة ، فاذا قام سأل عنه فان كانت به فاقة وصله ، وان مرض عاده حتى يجره الى مواصلته ، وكان أكرم

الناس مجالسة . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال حدثنا احمد ابن عمار بن أبى مالك الجنبى عن أبيه عن الحسن بن زياد . قال: رأى أبوحنيفة على بعض جلسائه ثيابا رثة ، فأمره فجلس حتى تفرق الناس وبقى وحده . فقال له : ارفع المصلى وخذ ما تحته ، فرفع الرجل المصلى فكان تحته الف درهم ، فقال له خذ هذه الدراهم فغير بها من حالك ، فقال الرجل : إنى موسر وأنا فى نعمة ولست أحتاج اليها ، فقال له : أما بلغك الحديث * « إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده » ؟ فينبغى لك أن تغير حالك حتى لا يغتم بك صديقك . وقال النخعى حدثنا محمد بن على بن عفان حدثنا اسماعيل بن يوسف السنبرى[1] قال سمعت أبا يوسف يقول : كان أبو حنيفة لا يكاد يسأل حاجة الا قضاها ، فجاءه رجل فقال له إن لفلان على خمسمائة درهم وأنا مضيق ، فسله يصبر عنى ويؤخرنى بها . فكلم أبو حنيفة صاحب المال ، فقال صاحب المال : هى له قد أبرأته منها ، فقال الذى عليه الحق : لا حاجة لى فيها ، فقال أبو حنيفة : ليس الحاجة لك ، وانما الحاجة لى قضيت . وقال النخعى حدثنا عبد الله بن محمد بن البهلول الكوفى حدثنا القاسم ابن محمد البجلى عن اسماعيل بن حماد بن أبى حنيفة أن أبا حنيفة حين حذق حماد ابنه ، وهب للمعلم خمسمائة درهم . وقال النخعى حدثنا محمد بن اسحاق البكائى قال سمعت جعفر بن عون العمرى يقول : أتت امرأة أبا حنيفة تطلب منه ثوب خز ، فأخرج لها ثوبا فقالت له : إنى امرأة ضعيفة وانها أمانة، فبعنى هذا الثوب بما يقوم عليك ، فقال خذيه بأربعة دراهم ، فقالت لا تسخر بى وأنا عجوز كبيرة . فقال إنى اشتريت ثوبين فبعت أحدهما برأس المال إلا أربعة دراهم ، فبقى هذا الثوب على بأربعة دراهم . أجاز لى محمد بن أسد الكاتب أن جعفر الخلدى حدثهم ثم أخبرنى الازهرى — قراءة — حدثنا الحسن بن عثمان حدثنا جعفر الخلدى

---

(١) كذا فى الصميصاطية، وفى الكوبريلى : الشنبذى .

حدثنا احمد بن محمد الطوسى حدثنى أبو سعيد الكندى عبد الله بن سعيد حدثنا شيخ سماه أبو سعيد الكندى . قال : كان أبو حنيفة يبيع الخز ، فجاءه رجل فقال يا أبا حنيفة قد احتجت الى ثوب خز . فقال : ما لونه ؟ فقال كذا وكذا فقال له اصبر حتى يقع وآخذه لك إن شاء الله . قال فما دارت الجمعة حتى وقع ، فمر به الرجل فقال له أبو حنيفة قد وقعت حاجتك ، قال فاخرج اليه الثوب فأعجبه فقال : يا أبا حنيفة كم أزن للغلام ؟ قال درهما ، قال يا أبا حنيفة ما كنت أظنك تهزأ ؟ قال ما هزأت إنى اشتريت ثوبين بعشرين ديناراً ودرهم ، و إنى بعت أحدهما بعشرين ديناراً و بقى هذا بدرهم وما كنت لاربح على صديق . أخبرنا الحسين بن على الحنيفى حدثنا على بن الحسن الرازى حدثنا محمد بن الحسين الزعفرانى حدثنا أحمد بن زهير أخبرنى سليمان بن أبى شيخ . قال قال مساور الوراق:

كنا من الدين قبل اليوم فى سعة ... حتى ابتلينا بأصحاب المقاييس

قاموا من السوق إذ قلّت مكاسبهم ... فاستعملوا الرأى عند الفقر والبوس

أما العُرَيْبُ فامسوا لا عطاء لهم ... وفى الموالى علامات المفاليس

فلقيه أبو حنيفة فقال : هجوتنا نحن نرضيك ، فبعث اليه بدراهم فقال :

إذا ما أهل مصر بادهونا ... بداهية من الفتيا لطيفه

أتيناهم بمقياس صحيح ... صليب من طراز أبى حنيفه

إذا سمع الفقيه به حواه ... وأثبته بحبر فى صحيفه

أخبرنى على بن احمد الرزاز حدثنا أبو الليث نصر بن محمد الزاهد البخارى ـ قدم علينا ـ حدثنا محمد بن محمد بن سهل النيسابورى حدثنا أبو أحمد محمد بن احمد الشعيبى حدثنا أسد بن نوح حدثنا محمد بن عباد قال حدثنا القاسم بن غسان أخبرنى أبى قال أخبرنى عبدالله بن رجاء الغدانى . قال: كان لأبى حنيفة جار بالكوفة إسكاف يعمل نهاره أجمع ، حتى إذا جنه الليل رجع إلى منزله وقد

حمل لحماً فطبخه ، أو سمكة فيشويها ، ثم لا يزال يشرب حتى إذا دب الشراب فيه غنى بصوت ، وهو يقول :

أضاعونى وأى فتى أضاعوا ليوم كريهة وسداد ثغر

فلا يزال يشرب ويردد هذا البيت حتى يأخذه النوم ، وكان أبوحنيفة يسمع جلبته ، وأبو حنيفة كان يصلى الليل كله ، ففقد أبو حنيفة صوته فسأل عنه فقيل أخذه العسس منذ ليال وهو محبوس ، فصلى أبو حنيفة صلاة الفجر من غد ، وركب بغلته واستأذن على الأمير . قال الامير : إيذنوا له واقبلوا به راكباً ولا تدعوه ينزل حتى يطأ البساط ، ففعل ، فلم يزل الامير يوسع له من مجلسه ، وقال ماحاجتك ؟قال لى جار اسكاف أخذه العسس منذ ليال ، يأمر الامير بتخليته ، فقال نعم وكل من أخذ فى تلك الليلة إلى يومنا هذا ، فأمر بتخليتهم أجمعين ، فركب أبوحنيفة والاسكاف يمشى وراءه فلما نزل أبو حنيفة مضى اليه فقال يا فتى أضعناك ؟ قال لا بل حفظت ورعيت جزاك الله خيراً عن حرمة الجوار ورعاية الحق ، وتاب الرجل ولم يعد الى ماكان .

﴿ ماذكر من وفور عقل ابى حنيفة وفطنته وتلطفه ﴾

أخبرنى أبو بشر الوكيل وأبو الفتح الضبى ، قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية قال حدثنا يحيى الحمانى قال سمعت ابن المبارك يقول قلت لسفيان الثورى : ياأبا عبدالله ماأبعد أبا حنيفة من الغيبة ماسمعته يغتاب عدواً له قط . قال : هو والله أعقل من أن يسلط على حسناته ما يذهب بها . أخبرنى أبو الوليد الحسن بن محمد الدربندى أخبرنا محمد بن احمد ابن محمد بن سليمان الحافظ ــ ببخارى ــ حدثنا أبوحفص احمد بن أحيد بن حمدان حدثنا على بن موسى القمى قال سمعت محمد بن شجاع يقول سمعت على بن عاصم يقول : لو وزن عقل أبى حنيفة بعقل نصف أهل الارض لرجح بهم . أخبرنى محمد

ابن احمد بن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم الضبي قال سمعت أبا العباس احمد بن هارون الفقيه يقول حدثني محمد بن ابراهيم السرخسي قال حدثنا سليمان بن الربيع النهدي الكوفي قال سمعت همام بن مسلم يقول سمعت خارجة بن مصعب — وذكر أبو حنيفة عنده — فقال : لقيت ألفاً من العلماء فوجدت العاقل فيهم ثلاثة — أو أربعة — فذكر أبا حنيفة في الثلاثة — أو الاربعة — قال خارجة بن مصعب : من لا يرى المسح على الخفين ، أو يقع في أبي حنيفة ، فهو ناقص العقل . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريري أن النخعي حدثهم قال حدثنا محمد بن علي بن عفان حدثنا محمد ابن عبد الملك الدقيقي قال سمعت يزيد بن هارون يقول : أدركت الناس فما رأيت أحداً أعقل ، ولا أفضل . ولا أورع ، من أبي حنيفة . وقال النخعي حدثنا أبو قلابة قال سمعت محمد بن عبد الله الانصاري . قال : كان أبو حنيفة ليتبين عقله في منطقه ، ومشيته ، ومدخله ، ومخرجه . أخبرنا علي بن القاسم الشاهد — بالبصرة — حدثنا علي بن اسحاق المادرائي حدثنا احمد بن محمد الباهلي حدثنا محمد بن عبد الرحمن . قال : كان رجل بالكوفة يقول : عثمان بن عفان كان يهوديا فأتاه أبو حنيفة فقال : أتيتك خاطباً ، قال لمن ؟ قال لابنتك رجل شريف غني بالمال ، حافظ لكتاب الله ، سخي ، يقوم الليل في ركعة ، كثير البكاء من خوف الله . قال في دون هذا مقنع يا أبا حنيفة ، قال إلا أن فيه خصلة ، قال وما هي ؟ قال يهودي . قال : سبحان الله تأمرني أن أزوج ابنتي من يهودي ؟ قال لا تفعل ؟ قال لا ، قال فالنبي صلى الله عليه وسلم زوج ابنتيه من يهودي ! قال استغفر الله ، إني تائب إلى الله عز وجل . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو محمد عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان حدثنا أبو يحيى الرازي حدثنا سهل بن عثمان قال حدثنا اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة . قال: كان لنا جار طحان رافضي ، وكان له بغلان ، سمى أحدهما أبا بكر ، والآخر عمر ، فرمحه ذات ليلة أحدهما فقتله . فاخبر أبو حنيفة فقال :

أنظروا البغل الذى رمحه الذى سماه عمر؟ فنظروا فـكان كذلك . أخبرنا الحسين ابن على المعدل أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن محمد الحلوانى حدثنا مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحمانى حـدثنا ابن المبارك . قال : رأيت أبا حنيفة فى طريق مكة وشوى لهم فصيل سمين ، فاشتهوا أن يأكلوه بخل ، فلم يجدوا شيئا يصبون فيه الخل فتحيروا ، فرأيت أبا حنيفة وقد حفر فى الرمل حفرة ، وبسط عليها السفرة وسكب الخل على ذلك الموضع ، فأكلوا الشواء بالخل ، فقالوا له تحسن كل شئ . قال : عليكم بالشكر فان هذا شئ ألهمته لـكم فضلا من الله عليكم . أخبرنا الحسن بن محمـد الخلال أخبرنا على بن عمر الحريرى أن على بن محمد بن كاس النخعى حـدثهم قال حدثنا محمد بن على بن عفان حدثنا نمر بن جدار عن أبى يوسف . قال : دعا المنصور أبا حنيفـة فقال الربيع حاجب المنصور ـ وكان يعادى أبا حنيفة ـ يا أمير المؤمنين هذا أبو حنيفة يخالف جدك ، كان عبد الله بن عباس يقول : إذا حلف عـلى اليمين ثم استثنى بعـد ذلك بيوم أو يومين جاز الاستثناء ، وقال أبو حنيفة لا يجوز الاستثناء إلا متصلا باليمين . فقال أبو حنيفة : يا أمير المؤمنين إن الربيع يزعم أنه ليس لك فى رقاب جندك بيعة ، قال وكيف ؟ قال يحلفون لك ثم يرجعون إلى منازلهم فيستثنون فتبطل ايمانهـم ، قال فضحك المنصور . وقال : يا ربيع لا تعرض لأبى حنيفـة فلمـا خرج أبو حنيفـة قال له الربيع : أردت أن تشـيط بدمى ؟ قال لا ، ولـكنك أردت أن تشـيط بدمى فخلصتك وخلصت نفسى . أخبرنا أبو نعيم الحافظ حدثنا أبو بكر احمد بن محمـد ابن موسى حدثنا خالد بن النضر قال سمعت عبد الواحـد بن غياث يقول : كان أبو العباس الطوسى سئ الرأى فى أبى حنيفـة ، وكان أبو حنيفـة يعرف ذلك ، فدخل أبو حنيفة على أبى جعفر ـ أمير المؤمنين ـ وكثر الناس ، فقال الطوسى : اليوم أقتل أبا حنيفة ، فاقبل عليـه فقال : يا أبا حنيفـة إن أمير المؤمنين يدعو

الرجل منا فيأمره بضرب عنق الرجل لايدرى ماهو ، أيسعه أن يضرب عنقه ؟
فقال ياأبا العباس أمير المؤمنين يأمر بالحق أو بالباطل ؟ قال بالحق ، قال أنفذ الحق
حيث كان ولا تسل عنه ، ثم قال أبو حنيفة لمن قرب منه : إن هذاأراد أن يوثقنى
فربطته. أخبرنامحمد بن عبد الواحد أخبرنامحمد بن العباس أخبرنا احمد بن سعيد
السوسى قال أخبرنا عباس بن محمد قال سمعت يحيى بن مَعين يقول : دخل
الخوارج مسجد الكوفة وأبو حنيفة وأصحابه جلوس ، فقال أبو حنيفة : لاتبرحوا ،
فجاؤا حتى وقفوا عليهم ، فقالوا لهم ما أنتم ؟ فقال أبو حنيفة : نحن مستجيرون ،
فقال أمير الخوارج دعوهم وأبلغوهم مأمنهم ، واقرؤا عليهم القرآن ، فقرؤا عليهم
القرآن وأبلغوهم مأمنهم . أخبرنا الخلال أخبرنا الحريرى أن النخعى حدثهم قال:
حدثنا أبو صالح البخترى بن محمد حدثنا يعقوب بن شيبة قال حدثنى سليمان بن
منصور قال حدثنى حجر بن عبد الجبار الحضرمى . قال : كان فى مسجدنا
قاص يقال له زرعة ، فنسب مسجدنا اليه وهو مسجد الحضرميين ، فأرادت
أم أبى حنيفة أن تستفتى فى شىء فافتاها أبو حنيفة فلم تقبل ، فقالت لا أقبل إلا
مايقول زرعة القاص ، فجاء بها أبو حنيفة إلى زرعة فقال : هذه أمى تستفتيك فى
كذا وكذا ، فقال أنت أعلم منى وأفقه ، فافتها أنت فقال أبو حنيفة قد أفتيتها
بكذا وكذا فقال زرعة القول كما قال أبو حنيفة ، فرضيت وانصرفت . وقال النخعى
حدثنا محمد بن محمود الصيدنانى قال حدثنى محمد بن شجاع قال سمعت الحسن بن
زياد يقول : حلفت أم أبى حنيفة بيمين فحنثت . فاستفتت أبا حنيفة فافتاها
فلم ترض ، وقالت لا أرض إلا بما يقول زرعة القاص ، فجاء بها أبو حنيفة إلى
زرعة ، فسألته فقال: أفتيك ومعك فقيه الكوفة ؟ فقال أبو حنيفة : أفتها بكذا
وكذا فأفتاها فرضيت . أخبرنى أبو بشر محمد بن عمر الوكيل وأبو الفتح
عبد الكريم بن محمد الضبى . قالا : حدثنا عمر بن احمد الواعظ حدثنا مكرم ،

ابن احمد حدثنا احمد بن عطية حدثنا الحمانى قال سمعت ابن المبارك يقول : رأيت الحسن بن عمارة آخذاً بركاب أبى حنيفة وهو يقول : والله ماادركنا أحداً تكلم فى الفقه أبلغ ولا أصبر ولا أحضر جوابا منك ، و إنك لسيد من تكلم فيه فى وقتك غير مدافع ، وما يتكلمون فيك إلا حسداً . أخبرنا على بن القاسم البصرى الشاهد حدثنا على بن اسحاق المادرانى قال ذكر أبو داود — يعنى السجستانى ولم أسمعه منه — عن نصر بن على قال سمعت ابن داود [1] يقول : الناس فى أبى حنيفة حاسد وجاهل، وأحسنهم عندى حالا الجاهل. وأخبرنا محمد بن الحسن بن احمد الاهوازى حدثنا أبو بكر محمد بن اسحاق بن ابراهيم القاضى — بالاهواز — قال حدثنى محمد بن محمد بن عزرة حدثنا أبو الربيع الحارثى قال سمعت عبد الله بن داود يقول : الناس فى أبى حنيفة رجلان ، جاهل به ، وحاسد له . وأخبرنا الاهوازى حدثنا محمد بن اسحاق القاضى حدثنا محمود بن محمد الواسطى قال حدثنا سفيان بن وكيع . قال سمعت أبى يقول : دخلت على أبى حنيفة فرأيته مطرقا مفكراً ، فقال لى من أين أقبلت ؟ قلت من عند شريك فرفع رأسه وأنشأ يقول :

إن يحسدونى فانى غير لائمهم   قبلى من الناس أهل الفضل قد حسدوا
فدام لى ولهم مابى وما بهم   ومات اكثرنا غيظا بما يجد

قال وكيع : أظنه كان بلغه عنه شئ . أخبرنا احمد بن على بن الحسين التوزى قال حدثنا الحسن بن الحسين بن حمكان الفقيه الشافعى قال سمعت أبا نصر احمد بن نصر البخارى يقول سمعت عبد الله الزعفرانى يقول ذكر لمحمد بن الحسن مايجرى الناس من الحسد لابى حنيفة فقال :

مُحَسَّدون وشر الناس منزلة   من عاش فى الناس يوما غير محسود

(١) هو عبدالله بن داود الخريبي الحافظ .

حدثنا احمد بن على البادا أخبرنا احمد بن ابراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع حدثنا سليمان بن الربيع بن هشام النهدى قال سمعت الحارث بن إدريس يقول قال أبو وهب العابد : قلّ من لا يرى المسح على الخفين ، أو يقع فى أبى حنيفة الا ناقص العقل . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا احمد ابن شعيب البخارى حدثنا على بن موسى القمى حدثنى احمد بن عبد قاضى الرى حدثنا أبى . قال : كنا عند ابن عائشة فذكر حديثا لابى حنيفة ، فقال بعض من حضر : لا نرده فقال له : أما إنكم لو رأيتموه لاردتموه ، وما أعرف له ولكم مثلا إلا ما قال الشاعر :

أقلوا عليه ويحكم لا أبا لكم من اللؤم أو سدوا المكان الذى سدا

أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفى حدثنا أبو العباس محمد ابن يعقوب الاصم حدثنا محمد بن اسحاق الصاغانى حدثنا يحيى بن معين قال سمعت عبيد بن أبى قرة يقول سمعت يحيى بن ضريس يقول : شهدت سفيان وأتاه رجل فقال له : ماتنقم على أبى حنيفة ؟ قال وماله . قال سمعته يقول : آخذ بكتاب الله فما لم أجد فبسنّة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فان لم أجد فى كتاب الله ولا سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ، أخذت بقول أصحابه ، آخذ بقول من شئت منهم ، وأدع من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم . فأما إذا انتهى الأمر — أوجاء — الى ابراهيم ، والشعبى ، وابن سيرين ، والحسن ، وعطاء ، وسعيد بن المسيب — وعَدَّد رجالا — فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا ، قال فسكت سفيان طويلا ثم قال : — كلمات برأيه ما بقى فى المجلس أحد إلا كتبه — : نسمع الشديد من الحديث فنخافه ، ونسمع اللين فنرجوه ، ولا نحاسب الاحياء ، ولا نقضى على الأموات ، نسلم ما سمعنا ، ونكل مالم نعلم الى عالمه ، ونتهم رأينا لرأيهم .

[قال الخطيب] : وقد سقنا عن أيوب السختيانى ، وسفيان الثورى ، وسفيان بن عيينة ، وأبى بكر بن عياش ، وغيرهم من الأئمة أخباراً كثيرة تتضمن تقريظ أبى حنيفة والمدح له ، والثناء عليه ، والمحفوظ عند نقلة الحديث عن الأئمة المتقدمين وهؤلاء المذكورين منهم فى أبى حنيفة خلاف ذلك ، وكلامهم فيه كثير لأمور شنيعة حفظت عليه متعلق بعضها بأصول الديانات ، وبعضها بالفروع ، نحن ذاكروها بمشيئة الله ومعتذرون على من وقف عليها وكره سماعها ، بان أبا حنيفة عندنا مع جلالة قدره اسوة غيره من العلماء الذين دوّنّا ذكرهم فى هذا الكتاب ، وأوردنا أخبارهم ، وحكينا اقوال الناس فيهم على تباينها والله الموفق للصواب [1].

---

(١) قد اسرف الخطيب رحمه الله تعالى . وللامام الاعظم رضى الله عنه وأرضاه كما لغيره من أئمة الهدى بحار من الفضائل يغرق فيها ما قيل فيه . ولاشك أن للعصبية المذهبية شأنا وأى شأن فى اكثر ما نقله الخطيب فى ترجمة الامام الاعظم رحمه الله ورضى عنه وكم من امام جليل وحبر نبيل أحسن الاحدوثة ، وأوفى الثناء على الامام الاعظم . وان كنت فى شك من هذا ولا اخالك . فدونك كتاب الانتقاء لابى عمر يوسف بن عبد البر وقد أشبع الحافظ عبد الرحمن ابن الجوزى وسبطه والملك المعظم الكلام فى الرد على الخطيب اشباعا بالغا.

تاریخ بغداد

أو مدينة السلام

للحافظ أبی بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی

وضعه فی أزهی عصور الأسلام منذ تأسیسها إلی وفاته عام ٤٦٣ھ

من الجزء الرابع عشر (ترجمة یعقوب بن ابراهیم، ابو یوسف لقاضی)

﴿ ذكر من اسمه يعقوب ﴾

يعقوب بن ابراهيم ، أبو يوسف القاضى صاحب أبى حنيفة . كوفى سمع أبا اسحاق الشيبانى ، وسليمان التيمى ، ويحيى بن سعيد الانصارى ، وسليمان الاعمش وهشام بن عروة ، وعبيد الله بن عمر العمرى ، وحنظلة بن أبى سفيان ، وعطاء ابن السائب ، ومحمد بن اسحاق بن يسار ، وحجاج بن أرطاة ، والحسن بن دينار وليث بن سعد ، وأيوب بن عتبة . روى عنه محمد بن الحسن الشيبانى ، و بشر بن الوليد الكندى ، وعلى بن الجعد ، واحمد بن حنبل ، ويحيى بن معين ، وعمرو ابن محمد الناقد ، واحمد بن منيع ، وعلى بن مسلم الطوسى ، وعبدوس بن بشر ، والحسن بن شبيب ، فى آخرين . وكان قد سكن بغداد ، وولاه موسى بن المهدى القضاء بها ، ثم هارون الرشيد من بعده ، وهو أول من دعى بقاض القضاة فى الاسلام * أخبرنا أبو عمر عبد الواحد بن محمد بن عبد الله بن مهدى أخبرنا محمد ابن مخلد العطار حدثنا عبدوس بن بشر الرازى حدثنا أبو يوسف القاضى حدثنا أبو حنيفة عن نافع عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال : « من أتى الجمعة فليغتسل » . أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفى حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الاصم حدثنا عبد الله بن احمد بن حنبل . قال قلت لابى حدثنا عمرو الناقد قال حدثنا أبو يوسف القاضى يعقوب بن ابراهيم قال حدثنا هشام بن عروة عن أبيه أن عبد الله بن جعفر أتى الزبير بن العوام . فقال إنى اشتريت كذا وكذا ، وان عليا يريد أن يأتى أمير المؤمنين عثمان ، فذكر حديث الحَجْر . فقال عثمان : كيف أحجر على رجل فى بيع شريكه فيه الزبير؟

فقال : إنا لم نسمع هذا الامر إلا من حديث أبي يوسف القاضى . أخبرنا الحسين ابن على الصيمرى أخبرنا عمر بن ابراهيم المقرئ حدثنا مكرم بن احمد . قال قال محمد بن خلف بن حبان بن صدقة المقرئ : أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن حبيب بن سعد بن بجير بن معاوية ، وأم سعد حَبْتة بنت مالك من بنى عمرو ابن عوف، وسعد بن حبتة من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم . كان فيمن عرض على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم أحد مع رافع بن خديج ، وابن عمر . أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر . قال : وأبو يوسف يعقوب بن ابراهيم ابن حبيب بن سعد بن حبتة الانصارى ، وكان ـ يعنى سعدا ـ فيمن عرض على النبي صلى الله عليه وسلم يوم أحد فاستصغره ، وحبيب بن سعد أخو النعمان بن سعد الذى يروى عن على بن أبي طالب وحبتة أمه ، وهو سعد بن بجير بن معاوية ابن قحافة بن بُلَيْل بن سدوس بن عبد مناف بن أبي أسامة بن شحمة بن سعد ابن عبد بن قدار بن معاوية بن ثعلبة بن معاوية بن زيد بن العوذ بن بجيلة . وأم سعد حبتة بنت مالك من بنى عمرو بن عوف . أخبرنا الصيمرى أخبرنا أبو عبيد الله محمد بن عمران المرزبانى حدثنا احمد بن كامل حدثنا احمد بن القاسم البرتى حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت أبا يوسف يعقوب بن ابراهيم بن سعد بن حبتة القاضى . قال ابن كامل : هو قاضى موسى الهادى وهارون الرشيد ببغداد . وقال ولم يختلف يحيي بن معين ، واحمد بن حنبل ، وعلى بن المدينى فى ثقته فى النقل . قال : وهو أول من خوطب بقاضى القضاة ، وكان استخلف ابنه يوسف على الجانب الغربى ، فاقره الرشيد على عمله ، وولى قضاء القضاة بعد موت أبي يوسف أبا البخترى وهب بن وهب القرشى . أخبرنا الحسين بن على بن محمد المعدل أخبرنا عبد الله بن محمد الاسدى أخبرنا أبو بكر الدامغانى الفقيه قال سمعت أبا جعفر الطحاوى يقول : مولد أبي يوسف سنة ثلاث عشرة ومائة . أخبرنا الصيمرى

أخبرنا عمر بن ابراهيم حدثنا مكرم بن احمد حدثنا عبد الصمد بن عبيد الله عن على بن حرملة التيمى عن أبى يوسف . قال : كنت أطلب الحديث والفقه وأنا مقل رث الحال ، فجاء أبى يوما وأنا عند أبى حنيفة فانصرفت معه . فقال : يا بنى لا تمدن رجلك مع أبى حنيفة ، فان أبا حنيفة خبزه مشوى ، وأنت تحتاج الى المعاش فقصرت عن كثير من الطلب ، وآثرت طاعة أبى ، فتفقدنى أبو حنيفة وسأل عنى ، فجعلت أتعاهد مجلسه . فلما كان أول يوم أتيته بعد تأخرى عنه . قال لى : ما شغلك عنا ؟ قلت : الشغل بالمعاش وطاعة والدى ، فجلست فلما انصرف الناس دفع الى صرة ، وقال استمتع بهذه ، فنظرت فاذا فيها مائة درهم . فقال لى الزم الحلقة واذا نفدت هذه فأعلمنى ، فلزمت الحلقة فلما مضت مدة يسيرة دفع الىّ مائة أخرى ، ثم كان يتعاهدنى وما أعلمته بخلة قط ولا أخبرته بنفاد شئ ، وكان كانه يخبر بنفادها حتى استغنيت وتمولت . وحكى أن والد أبى يوسف مات وخلف أبا يوسف طفلا صغيرا ، وأن أمه هى التى أنكرت عليه حضوره حلقة أبى حنيفة . كذلك أخبرنى الحسن بن أبى بكر قال ذكر محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن محمد بن عبد الرحمن السامى أخبرهم بهراة قال أخبرنا على بن الجعد أخبرنى يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف القاضى . قال : توفى أبى ابراهيم بن حبيب وخلفنى صغيراً فى حجر أمى ، فاسلمتنى إلى قصار أخدمه ، فكنت أدع القصار وأمر إلى حلقة أبى حنيفة فاجلس استمع ، فكانت أمى تجئ خلفى إلى الحلقة ، فتأخذ بيدى وتذهب بى الى القصار، وكان أبو حنيفة يعنى بى لما يرى من حضورى وحرصى على التعلم ، فلما كثر ذلك على أمى وطال عليها هربى ، قالت لابى حنيفة ما لهذا الصبى فساد غيرك ، هذا صبى يتيم لا شئ له ، وإنما أطعمه من مغزلى وآمل أن يكسب دانقا يعود به على نفسه . فقال لها أبو حنيفة : مرى يارعناء هذا هوذا يتعلم أكل الفالوذج بدهن الفستق ، فانصرفت عنه وقالت له : أنت شيخ

قد خرفت وذهب عقلك ، ثم لزمته فنفعني الله بالعلم ورفعني حتى تقلدت القضاء ، وكنت أجالس الرشيد وآكل معه على مائدته ، فلما كان في بعض الأيام قدم إلى هارون فالوذجة فقال لي هارون يا يعقوب كل منه فليس كل يوم يعمل لنا مثله . فقلت : وما هذه يا أمير المؤمنين ؟ فقال هذه فالوذجة بدهن الفستق فضحكت . فقال لي مم ضحكت ؟ فقلت خيراً أبقى الله أمير المؤمنين ، قال : لتخبرني — وألح علي — فخبرته بالقصة من أولها إلى آخرها فعجب من ذلك . وقال لعمري إن العلم ليرفع وينفع دينا ودنيا ، وترحم على أبي حنيفة ، وقال كان ينظر بعين عقله مالا يراه بعين رأسه . أخبرني الحسن بن محمد الخلال أخبرنا علي بن عمرو الحريري أن علي بن محمد بن كاس النخعي أخبرهم قال حدثنا جعفر بن محمد بن خازم حدثنا عبيد بن محمد قال سمعت عمر بن حماد يقول سمعت أبا يوسف يقول : ما كان في الدنيا أحب إلي من مجلس أجلسه مع أبي حنيفة وابن أبي ليلى ، فاني ما رأيت فقيها أفقه من أبي حنيفة ، ولا قاضيا خيراً من ابن أبي ليلى . وقال النخعي سمعت محمد بن اسحاق البكائي يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة يقول : كان أصحاب أبي حنيفة عشرة : أبو يوسف ، وزفر ، وأسد بن عمرو البجلي ، وعافية الاودي ، وداود الطائي ، والقاسم بن معن المسعودي ، وعلي بن مسهر ، ويحيى ابن زكريا بن أبي زائدة ، وحبان ، ومندل ابنا علي العنزي . ولم يكن فيهم مثل أبي يوسف ، وزفر . وقال النخعي حدثنا احمد بن عمار بن أبي مالك ، قال سمعت عمار بن أبي مالك يقول : ما كان فيهم مثل أبي يوسف لولا أبو يوسف ما ذكر أبو حنيفة ولا ابن أبي ليلى ، ولكنه هو نشر قولهما وبث علمهما . أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر ، قال : وأبو يوسف مشهور الامر ظاهر الفضل وهو صاحب أبي حنيفة وافقه أهل عصره ، ولم يتقدمه أحد في زمانه ، وكان النهاية في العلم والحكم ، والرياسة والقدر ، وأول من وضع

الـكتب فى أصول الفقه على مذهب أبى حنيفة ، واملى المسائل ونشرها و بث علم أبى حنيفة فى أقطار الارض . أخبرنا على بن أبى عـلى البصرى حدثنا أبو ذر احمـد بن على بن محمد الاستر اباذى حـدثنا أبو بكر احمـد بن محمد بن منصور الدامغانى الفقيه حدثنا أبو جعفر احمد بن محمد بن سلامة الازدى الطحاوى حدثنا محمد بن عبد الله بن أبى ثور الرعينى — المعروف بابن عبدون قاضى افريقية — قال حدثنى سليمان بن عمران قال حدثنى أسد بن فرات قال سمعت محمد بن الحسن يقول : مرض أبو يوسف فى زمن أبى حنيفة مرضا خيف عليه منه ، قال فعاده أبو حنيفة ونحن معه ، فلماخرج من عنده وضع يديه على عتبة بابه . وقال : إن يمت هذا الفتى فانه أعلم من عليها. وأومأ إلى الارض . أخبرنا الحسين بن على المعدل أخبرنا القاضى عبد الله بن محمد الاسدى حدثنا أبو بكر الدامغانى الفقيه حدثنا أبو جعفر الطحاوى حدثنا ابن أبى عمران حـدثنا بشر بن الوليد . قال سمعت أبا يوسف يقول : سألنى الاعمش عن مسألة فاجبته فيها ، فقال لى من أين قلت هذا ؟ فقلت لحديثك الذى حـدثتناه أنت ، ثم ذكرت له الحـديث . فقال لى يا يعقوب إنى لاحفظ هذا الحديث قبل أن يجتمع أبواك فما عرفت تأويله حتى الآن . أخبرنى الازهرى حـدثنا عبيد الله بن عثمان بن يحيى حدثنا محـمد بن ابراهيم بن حبيش البغوى الشاهد قال حدثنى جعفر بن يس . قال : كنت عند المزنى ، فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق فقال له : ما تقول فى أبى حنيفة ؟ فقال سيدهم . قال فأبو يوسف ؟ قال أتبعهم للحديث ، قال فمحمد بن الحسن قال أكثرهم تفريعا قال فزفر؟ قال أحدهم قياساً . أخبرنى الخلال أخبرنا على بن عمرو الحريرى أن على بن محمد النخعى حدثهم قال حدثنا أبو خازم عبد الحميد بن عبد العزيز عن بكر العمى [1] عن هلال بن يحيى ، قال : كان أبو يوسف يحفظ التفسير والمغازى وأيام العرب

(١) كذا فى الـكوبريلى والانماطى . وفى الصميصاطية القمى .

وكان أقل علومه الفقه . وقال النخعى حدثنا ابراهيم بن اسماعيل الطلحى عن أبيه عن عمر بن حماد بن أبى حنيفة عن أبيه . قال : رأيت أبا حنيفة يوما وعن يمينه أبو يوسف ، وعن يساره زفر ، وهما يتجادلان فى مسألة ، فلا يقول أبو يوسف قولا إلا أفسده زفر ، ولا يقول زفر قولا إلا أفسده أبو يوسف إلى وقت الظهر ، فلما أذن المؤذن رفع أبو حنيفة يده فضرب بها على فخذ زفر وقال : لا يطمع فى رياسة ببلدة فيها أبو يوسف . قال وقضى لأبى يوسف على زفر . حدثنا احمد بن على البادا أخبرنا احمد بن ابراهيم بن شاذان حدثنا محمد بن الحسين بن حميد بن الربيع حدثنا سليمان بن الربيع . قال سمعت الفضل بن مقاتل الخراسانى ذكر عن عبد الرزاق بن همام الصنعانى قال سمعت محمد بن عمارة يقول : رأيت أبا يوسف وزفر يوما افتتحا مسئلة عند أبى حنيفة من حين طلعت الشمس إلى أن نودى بالظهر ، فاذا قضى لاحدهما على الآخر قال له الآخر أخطأت ماحجتك ؟ فيخبره حتى كان آخر ذلك أن قضى لأبى يوسف على زفر حين نودى بالظهر . فقام أبو يوسف ، قال : فضرب أبو حنيفة على فخذ زفر وقال لا تطمعن فى الرياسة بارض يكون هذا بها . أخبرنى الخلال أخبرنا الحريرى على بن عمرو أن على بن محمد النخعى حدثهم قال حدثنا نجيح — يعنى ابن ابراهيم — حدثنا ابن كرامة قال كنا عند وكيع يوما فقال رجل : أخطأ أبو حنيفة ، فقال وكيع كيف يقدر أبو حنيفة يخطىء ومعه مثل أبى يوسف وزفر فى قياسهما ، ومثل يحيى بن أبى زائدة ، وحفص بن غياث ، وحبان ، ومندل فى حفظهم الحديث ، والقاسم بن معن فى معرفته باللغة والعربية ، وداود الطائى ، وفضيل بن عياض فى زهدهما وورعهما ؟ من كان هؤلاء جلساؤه لم يكد يخطىء لأنه أن أخطأ ردوه . وقال النخعى حدثنا عبد الله ابن محمد بن بهلول حدثنا القاسم بن محمد البجلى قال سمعت اسماعيل بن حماد بن أبى حنيفة يقول قال أبو حنيفة يوما : أصحابنا هؤلاء ستة وثلاثون رجلا ، منهم

ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ، ومنهم ستة يصلحون للفتوى ، ومنهم اثنان يصلحان يؤدبان القضاة وأصحاب الفتوى ، وأشار إلى أبي يوسف وزفر . أخبرنا القاضي أبو بكر احمد بن الحسن الحرشي حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب الاصم حدثنا محمد بن الجهم . قال قال ابراهيم بن عمر بن حماد بن أبي حنيفة : كان أبو حنيفة حسن الفراسة ، فقال لداود الطائي : أنت رجل تتخلى للعبادة . وقال لابي يوسف تميل إلى الدنيا . وقال لزفر وغيره كلاما فكان كما قال . وقال ابن السماك في كلامه لا أقول إن أبا يوسف مجنون ولو قلت ذاك لم يقبل مني ، ولكنه رجل صارع الدنيا فصرعته . أخبرني محمد بن علي بن مخلد الوراق أخبرنا احمد بن محمد بن عمران بن موسى بن عروة حدثنا محمد بن يحيى النديم حدثنا عون بن محمد حدثنا طاهر بن أبي احمد الزبيري . قال : كان رجل يجلس إلى أبي يوسف فيطيل الصمت . فقال له أبو يوسف : ألا تتكلم ؟ فقال بلى متى يفطر الصائم . قال إذا غابت الشمس ، قال فان لم تغب إلى نصف الليل ؟ قال فضحك أبو يوسف وقال أصبت في صمتك ، وأخطأت أنا في استدعاء نطقك ، ثم تمثل :

عجبت لازراء العيي بنفسه وصمت الذي قدكان للقول أعلما

وفي الصمت ستر للعيي ، وإنما صحيفة لب المرء أن يتكلما

أخبرنا محمد بن الحسين بن الفضل القطان أخبرنا محمد بن الحسن بن زياد النقاش أن عبد الله بن احمد بن حنبل أخبرهم قال أخبرنا أبي . قال : سمعت أبا يوسف القاضي يقول : صحبة من لا يخشى العار عار يوم القيامة . وأخبرنا ابن الفضل أخبرنا أبو بكر النقاش أن عبد الله بن احمد أخبره عن أبيه قال سمعت أبا يوسف القاضي يقول : رؤس النعم ثلاثة ، فأولها نعمة الاسلام التي لا تتم نعمة إلا بها ، والثانية نعمة العافية التي لا تطيب الحياة إلا بها ، والثالثة نعمة الغنى التي لا يتم العيش إلا بها ، فاعجبني ذلك . أخبرنا محمد بن القاسم الازرق أخبرنا محمد بن

الحسن المقرئ أن محمد بن عبد الرحمن السامى أخبرهم ـ بهراة ـ قال حدثنا على
ابن الجعد قال سمعت قاضى القضاة — يعنى أبا يوسف — يقول : العلم شئ لا
يعطيك بعضه حتى تعطيه كلك ، وأنت إذا أعطيته كلك من اعطائه البعض على
غرر . أخبرنا العتيقى حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن اسحاق
ابن ابراهيم بن الخليل الجلاب . قال قال لى ابراهيم الحربى قال أبو يوسف : من
أراد أن يتعلم الرأى فليأكل خبزا دبنا [1] حتى يحرق كبده ، ولا يأكل
التين والعنب . قال: ابراهيم وقال من نظر فى الرأى ولم يل القضاء فقد خسر الدنيا
والآخرة (ذلك هو الخسران المبين) أخبرنا الجوهرى حدثنا محمد بن العباس
حدثنا أبو بكر بن الانبارى قال حدثنى محمد بن المرزبان حدثنا العلاء بن مسعود
حدثنى أبى ، قال : كان أبو يوسف راكبا وغلامه يعدو وراءه فقال له رجل : اتستحل
أن يعدو غلامك لم لا تركبه ؟ فقال له أيجوز عندك أن أسلم غلامى مكاريا ؟ قال
نعم ! قال فيعدو معى كما يعدو لو كان مكاريا . أخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى
حدثنا محمد بن جعفر التميمى بالكوفة أخبرنا أبو القاسم الحسن بن محمد أخبرنا
وكيع أخبرنى ابراهيم بن أبى عثمان عن يحيى بن عبد الصمد . قال : خوصم موسى
— أمير المؤمنين — الى أبى يوسف فى بستانه فكان الحكم فى الظاهر لامير
المؤمنين وكان الامر على خلاف ذلك . فقال أمير المؤمنين لابى يوسف : ما صنعت
فى الأمر الذى يتنازع اليك فيه ؟ قال : خصم أمير المؤمنين يسألنى أن أحلف
أمير المؤمنين أن شهوده شهدوا على حق . فقال له موسى وترى ذلك ؟ قال قد كان
ابن أبى ليلى يراه . قال فأردد البستان عليه ، وانما احتال عليه أبو يوسف . أخبرنا
احمد بن عمر بن روح النهروانى ومحمد بن الحسين بن محمد الجازرى ـ قال احمد
أخبرنا وقال محمد حدثنا ـ المعافى بن زكريا الجريرى حدثنا محمد بن أبى الأزهر

(١) كذا فى الاصول الثلاثة . وفى معاجم اللغة : الدبنة اللقمة الكبيرة .

حدثنا حماد بن اسحاق الموصلى حدثنى أبى قال حدثنى بشر بن الوليد وسألته من أين جاء ؟ قال : كنت عند أبى يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضى وكنا فى حديث ظريف ، قال فقلت له حدثنى به . فقال قال لى يعقوب : بينا أنا البارحة قد أويت الى فراشى ، وإذا داق يدق الباب دقا شديداً ، فاخذت علىّ إزارى وخرجت فاذا هو هرثمة بن أعين ، فسلمت عليه فقال : أجب أمير المؤمنين ، فقلت يا أبا حاتم لى بك حرمة ، وهذا وقت كما ترى ولست آمن أن يكون أمير المؤمنين دعانى لأمر من الامور ، فان أمكنك أن تدفع بذلك الى غد ؟ فلعله أن يحدث له رأى فقال : ما الى ذلك سبيل . قلت كيف كان السبب ؟ قال خرج الىّ مسرور الخادم فأمرنى أن آتى بك أمير المؤمنين ، فقلت تأذن لى أصب على ماء وأتحنط فان كان أمر من الأمور كنت قد أحكمت شأنى ، وان رزق الله العافية فلن يضر فاذن لى ، فدخلت فلبست ثياباً جدداً ، وتطيبت بما أمكن من الطيب ، ثم خرجنا ، فمضينا حتى أتينا دار أمير المؤمنين الرشيد ، فاذا مسرور واقف فقال له هرثمة : قد جئت به ؟ فقلت لمسرور : يا أبا هاشم خدمتى وحرمتى وميلى ، وهذا وقت ضيق فتدرى لم طلبنى أمير المؤمنين ؟ قال : لا . قلت فمن عنده ؟ قال عيسى بن جعفر . قلت ومن ؟ قال ما عنده ثالث . قال مر واذا صرت الى الصحن فانه فى الرواق وهو ذاك جالس ، فحرك رجلك بالأرض ، فانه سيسألك ، فقل أنا فجئت ففعلت فقال من هذا ؟ قلت يعقوب ، قال ادخل ، فدخلت فاذا هو جالس وعن يمينه عيسى بن جعفر ، فسلمت فرد علىّ السلام وقال : أظننا روعناك قلت : إى والله وكذلك من خلفى . قال اجلس ، فجلست حتى سكن روعى ، ثم التفت الىّ فقال : يا يعقوب تدرى لم دعوتك ؟ قلت لا . قال دعوتك لاشهدك على هذا أن عنده جارية سألته أن يهبها لى فامتنع ، وسألته أن يبيعها فابى . والله لئن لم يفعل لأقتلنه . قال فالتفت الى عيسى ، وقلت وما بلغ الله بجارية

تمنعها أمير المؤمنين وتنزل نفسك هـذه المنزلة ؟ قال فقال لى : عجلت على فى
القول قبل أن تعرف ما عندى ؟ قلت وما فى هذا من الجواب ؟ قال إن على يمينا
بالطلاق والعتاق وصدقة ما أملك أن لا أبيع هـذه الجارية ولا أهبها . فالتفت
الىّ الرشيد فقال : هل له فى ذلك من مخرج ؟ قلت نعم ! قال وما هو؟ قلت يهب
لك نصفها و يبيعك نصفها . فتكون لم تبع ولم تهب ، قال عيسى و يجوز ذلك ؟
قلت نعم ! قال فاشهد أنى قـد وهبت له نصفها و بعته النصف الباقى بمائة ألف
دينار ، فقال الجارية ، فاتى بالجارية و بالمـال ، فقال خذها يا أمير المؤمنين بارك
الله لك فيها . قال يا يعقوب بقيت واحدة ، قلت وما هى ؟ قال هى مملوكة ولا بد
أن تستبرأ ووالله ان لم أبت معها ليلتى إنى أظن أن نفسى ستخرج ، قلت
يا أمير المؤمنين تعتقها وتتزوجها فان الحرة لا تستبرأ . قال فانى قـد أعتقتها فمن
يزوجنيها ؟ قلت أنا فدعا بمسرور وحسين ، فخطبت وحمـدت الله ثم زوجته على
عشرين ألف دينار ، ودعا بالمـال فدفعه اليها . ثم قال لى : يا يعقوب انصرف ،
ورفع رأسه الى مسرور فقال يا مسرور قال لبيك أمير المؤمنين ، قال احمل الى
يعقوب مائتى ألف درهم وعشرين تختا ثيابا فحمل ذلك معى . قال فقال بشر بن
الوليد : فالتفت إلى يعقوب فقال هـل رأيت بأسا فيما فعلت ؟ قلت لا قال فخذ
منها حقك . قلت وما حقى . قال العشر قال فشكرته ودعوت له وذهبت لاقوم و إذا
بعجوز قد دخلت فقالت : يا أبا يوسف بنتك تقرئك السلام وتقول لك : والله
ما وصل إلى فى ليلتى هذه من أمير المؤمنين إلا المهر الذى قد عرفته : وقد حملت
اليك النصف منـه وخلفت الباقى لما احتاج اليـه . فقال : رديه ، فوالله لاقبلتها
أخرجتها من الرق ، و زوجتها أمير المؤمنين وترضى لى بهذا . فلم نزل نطلب اليه
أنا وعمومتى حتى قبلها ، وأمر لى منها بالف دينار . وأخبرنا احمد بن عمر بن روح
ومحمد بن الحسين الجازرى ـ قال احمد أخبرنا وقال محمد حدثنا ـ المعافى بن زكريا

حـدثنا الحسين بن القاسم الكوكبي حدثني أبو الحسن الديباجي حـدثني أبو عبد الله اليوسفي : أن أم جعفر كتبت إلى أبي يوسف : ماترى فى كذا واحب الاشياء إليّ أن يكون الحق فيه كذا . فافتاها بما أحبت ، فبعثت اليه بحق فضة فيه حقاق فضة مطبقات فى كل واحدة لون من الطيب ، وفى جام دراهم وسطها جام فيه دنانير ،فقال له جليس له قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:«من أهديت لههدية فجلساؤه شركاؤه فيها » فقال أبو يوسف : ذاك حين كانت هدايا الناس التمر واللبن وأخبرني محمد بن الحسين القطان أخبرنا محمد بن الحسين بن زياد النقاش أن محمد ابن على الصائغ أخبرهم — بمكة — قال أخبرني يحيى بن مَعين . قال :كنت عند أبي يوسف القاضي وعنده جماعة من أصحاب الحديث وغيرهم ، فوافقه هدية من أم جعفر احتوت على تخوت ديبقي ، ومصمت ، وشرب ، وطيب ، وتماثيل ند ، وغير ذلك ، فذا كرني رجل بحديث النبي صلى الله عليه وسلم «من أتته هدية وعنده قوم جلوس فهم شركاؤه فيها» فسمعه أبو يوسف فقال : أبي تعرض ؟ ذاك إنما قاله النبي صلى الله عليه وسلم والهدايا يومئذ الا قط والتمر والزبيب ، ولم تكن الهدايا ماترون يا غلام : شل إلى الخزائن . أخبرني الخلال أخبرنا على بن عمرو الحريرى أن على ابن محمد النخعي حدثهم قال حدثنا ابراهيم بن اسحاق عن بشر بن غياث . قال سمعت أبا يوسف يقول : صحبت أبا حنيفة سبع عشرة سـنة ثم قد انصبت على الدنيا سبع عشرة سـنة ، فما أظن أجلي إلا وقـد قرب ، فما كان الا شهور حتى مات . وقال النخعي حدثنا أبو عمرو القزويني حدثنا القاسم بن الحكم العرني قال سمعت أبا يوسف عنـد موته يقول : ياليتني مت على ما كنت عليـه من الفقر ، واني لم أدخل فى القضاء على أني ما تعمدت بحمد الله ونعمته جوراً ، ولا حابيت خصما على خصم من سلطان ولا سوقة . أخبرني الحسن بن على بن عبـد الله المقرئ حدثنا محمد بن بكران الرازى حدثنا احمد بن محمد بن سعيد حدثنا احمد

ابن يحيى الصوفى قال سمعت عثمان بن حكيم . يقول : انى لارجو لأبى يوسف فى هذه المسألة ، رفع إلى هارون زنديق ، فدعا أبا يوسف يكلمه . فقال له هارون : كلمه وناظره ، فقال له يا أمير المؤمنين أدع بالسيف والنطع ، وأعرض عليه الاسلام فان أسلم والا فاضرب عنقه ، هذا لا يناظر ، وقد الحد فى الاسلام . أخبرنا العتيقى حدثنا محمد بن العباس أخبرنا أبو أيوب سليمان بن اسحاق الجلاب قال قال لى ابراهيم الحربى : تدرى ايش قال أبو يوسف — وكان من عقلاء الناس — ؟ قال لا تطلب الحديث بكثرة الرواية فترمى بالكذب ، ولا تطلب الدنيا بالكيميا فتفلس ، ولا تحصل بيدك شئ ، ولا تطلب العلم بالكلام فانك تحتاج تعتذر كل ساعة إلى واحد . أخبرنا على بن احمد الرزاز حدثنا محمد بن عبدالله الشافعى حدثنا محمد بن الليث الجوهرى قال حدثنى أبو سليمان بن أبى رجاء قال سمعت أبا يوسف يقول : العلم بالكلام جهل . حدثنى الحسن بن أبى طالب حدثنا على ابن عمر بن محمد التمار حدثنا مكرم بن احمد القاضى حدثنا احمد بن عطية قال سمعت بشار الخفاف قال سمعت أبا يوسف يقول : من قال القرآن مخلوق فحرام كلامه ، وفرض مباينته . أخبرنا البرقانى حدثنا يعقوب بن موسى الاردبيلى حدثنا احمد بن طاهر بن النجم الميانجى حدثنا سعيد بن عمرو البرذعى قال سمعت أبا زرعة — وهو الرازى — يقول : كان أبو حنيفة جهميا ، وكان محمد بن الحسن جهميا ، وكان أبو يوسف سليما من التجهم . أخبرنا أبو مسلم جعفر بن باى الجيلى أخبرنا أبو بكر بن المقرئ — باصبهان — حدثنا أبو يعلى الموصلى قال سمعت عمراً الناقد يقول : ما أحب أن أروى عن أحد من أصحاب الرأى إلا عن أبي يوسف فانه كان صاحب سنة . أخبرنا محمد بن الحسن بن احمد الاهوازى حدثنا أبو بكر محمد بن اسحاق بن دارا القاضى — بالاهواز — قال حدثنا موسى بن اسحاق حدثنا على بن عمروس القرظى — من ولد قرظة بن كعب — ، قال : قدم

إلى أبي يوسف مسلم قتل ذميا ، فامر أن يقاد به ووعدهم ليوم ، وأمر بالقاتل فحبس ، فلما كان فى اليوم الذى وعدهم حضر أولياء الذمى وجئ بالمسلم القاتل ، فلما هم أبو يوسف أن يقول أقيدوه ، رأى رقعة قد سقطت ، فتناولها صاحب الرقاع وخنسها ، فقال له أبو يوسف ماهذه التى خنستها ؟ فدفعها اليه فاذا فيها أبيات شعر ، قالها أبو المضرجى شاعر ببغداد :

يا قاتل المسلم بالكافر ... جرت وما العادل كالجائر ؟
يامن ببغداد وأطرافها ... من فقهاء الناس أو شاعر
جارعلى الدين أبو يوسف ... إذ يقتل المسلم بالكافر
فاسترجعوا وأبكوا على دينكم ... واصطبروا فالاجر للصابر

قال فأمر بالقمطر فشد وركب إلى الرشيد فحدثه بالقصة واقرأه الرقعة . فقال له الرشيد : اذهب فاحتل ، فلما عاد أبو يوسف إلى داره وجاءه أولياء الذمى يطالبونه بالقود . قال لهم : ائتونى بشاهدين عدلين أن صاحبكم كان يؤدى الجزية. أخبرنى محمد بن احمد بن يعقوب قال أخبرنا محمد بن نعيم الضبى حدثنا أبو منصور محمد بن القاسم العتكى حدثنا احمد بن حفص بن عمر الفقيه ـ بجرجان ـ حدثنا على بن سلمة اللبقى حدثنا يحيى بن يحيى قال سمعت أبا يوسف القاضي عند وفاته يقول : كل ما أفتيت به فقد رجعت عنه ، إلا ماوافق كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم . أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة بن محمد بن جعفر حدثنى مكرم بن احمد حدثنا احمد بن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول سمعت أبا يوسف فى اليوم الذى مات فيه يقول : اللهم انك تعلم أنى لم أجر فى حكم حكمت به بين عبادك متعمداً . ولقد اجتهدت فى الحكم بما وافق كتابك وسنة نبيك ، وكل ما أشكل على جعلت أبا حنيفة بينى و بينك ، وكان عندى والله ممن يعرف أمرك ولا يخرج عن الحق وهو يعلمه . أخبرنى الخلال أخبرنا على بن عمرو أن على بن

محمد النخعى حدثهم قال حدثنا ابراهيم بن اسحاق الزهرى حدثنا بشر بن الوليد الكندى قال سمعت أبا يوسف يقول فى مرضه الذى مات فيه : اللهم انك تعلم أنى لم أطأ فرجا حراما قط وأنا أعلم ، اللهم انك تعلم أنى لم آكل درهماً حراماً قط وأنا أعلم . أخبرنا التنوخى أخبرنا طلحة بن محمد حدثنى مكرم بن احمد حدثنا احمد ابن عطية قال سمعت محمد بن سماعة يقول: كان أبو يوسف يصلى بعد ما ولى القضاء فى كل يوم مائتى ركعة . أخبرنا على بن القاسم بن الحسن الشاهد ـ بالبصرة ـ حدثنا على بن اسحاق المادارنى قال سمعت العباس بن محمد يقول سمعت يحيي بن مَعين يقول : كان أبو يوسف القاضي يحب أصحاب الحديث و يميل اليهم . قال يحيي وقد كتبنا عنه أحاديث . قال أبوالفضل ـ يعنى العباس ـ وسمعت احمد بن حنبل يقول: أول ما طلبت الحديث ذهبت الى أبي يوسف القاضى ، ثم طلبنا بعد فكتبنا عن الناس . أخبرنى الأزهرى وعلى بن محمد بن الحسن المالكى. قالا: أخبرنا عبد الله بن عثمان الصفار أخبرنا محمد بن عمران بن موسى الصيرفى حدثنا عبد الله بن على بن عبد الله المدينى قال سمعت أبي يقول : قدم أبو يوسف ـ يعنى القاضى ـ البصرة مرتين ، أولا سنة ست وسبعين فلم آته ، والثانية سنة ثمانين فكنا نأتيه فكان يحدث بعشرة أحاديث وعشرة رأى . وأراه قال ما أجد على أبي يوسف شئ إلاحديث هشام فى الحجر ، وكان صدوقا ولم يرو عن هشام غيره ـ يعنى هذا الحديث ـ أخبرنا الجوهرى حدثنا محمد بن العباس حدثنا أبو بكر بن الانبارى حدثنى محمد بن المرزبان قال حدثنا المغيرة المهلبى حدثنا هارون ابن موسى الفروى حدثنى أخي عمران بن موسى قال حدثنى عمى سليمان بن فليح. قال: حضرت مجلس هارون الرشيد ومعه أبو يوسف فذكر سباق الخيل فقال أبو يوسف : سابق رسول الله صلى الله عليه وسلم ، من الغاية الى بنية الوداع . فقلت يا أمير المؤمنين صحف ، انما هو من الغابة الى ثنية الوداع ، وهو فى غير هذا أشد

تصحيفا . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبدالله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان قال سمعت سعيد بن منصور يقول قال رجل لابي يوسف : رجل صلى مع الامام فى مسجد عرفة ، ثم وقف حتى دفع بدفع الامام قال : ماله ؟ قال لا بأس به قال فقال سبحان الله ، قد قال ابن عباس : من أفاض من عرنة فلا حج له ، مسجد عرفة فى بطن عرنة . فقال : أنتم أعلم بالاحكام ونحن أعلم بالفقه . قال إذا لم تعرف الاصل فكيف تكون فقيها ؟ أخبرنا أبو القاسم عبد الله بن احمد ابن على السوذرجانى — باصبهان — أخبرنا أبو بكر بن المقرئ حدثنا محمد بن الحسن بن على بن بحر حدثنا أبو حفص عمرو بن على قال سمعت يحيى — يعنى القطان — وقال له جار له حدثنا أبو يوسف عن أبى حنيفة عن جواب التيمى . فقال مرجئ عن مرجئ عن مرجئ . أخبرنا ابراهيم بن عمر البرمكى أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف الدقاق حدثنا عمر بن محمد الجوهرى حدثنا أبو بكر الاثرم حدثنا نعيم بن حماد قال سمعت ابن المبارك ـ وذكروا عنده أبا يوسف ـ فقال : لا تفسدوا مجلسنا بذكر أبى يوسف . أخبرنا العتيقى أخبرنا يوسف بن احمد الصيدلانى ـ بمكة ـ حدثنا محمد بن عمرو العقيلى حدثنا محمد بن حاتم حدثنا حبان بن موسى قال سمعت ابن المبارك يقول : إنى لاستثقل مجلسا فيه ذكر أبى يوسف . أخبرنى محمد بن احمد بن يعقوب أخبرنا محمد بن نعيم قال سمعت أبا جعفر محمد بن صالح بن هانى يقول سمعت محمد بن اسماعيل بن مهران يقول سمعت المسيب ابن واضح يقول : ماسمعت ابن المبارك ذكر أحداً بسوء قط إلا أن رجلا قال له مات أبو يوسف . قال : مسكين يعقوب ، ما أغنى عنه ما كان فيه . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبدالله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان حدثنى احمد ـ يعنى ابن يحيى بن عثمان ـ قال سمعت عبدالرزاق بن عمر البزيعى . وحدثنى محمد بن يوسف القطان النيسابورى ـ واللفظ له ـ أخبرنا الخصيب بن عبد الله القاضى أخبرنا

عبد الكريم بن احمد بن شعيب النسائى أخبرنى أبى أخبرنا احمد بن عثمان بن حكيم قال سمعت عبد الرزاق بن عمر يقول : كنت عند عبد الله بن المبارك فجاءه رجل فسأله عن مسألة فأفتاه فيها . فقال له : قد سألت أبا يوسف فخالفك، فقال له إن كنت صليت خلف أبى يوسف صلوات تحفظها فأعدها . أخبرنى أبو الوليد الحسن بن محمد الدينورى أخبرنا محمد بن احمد بن سليمان الحافظ — ببخارى — حدثنا خلف بن محمد حدثنا سهل بن شاذويه حدثنا مسلم بن سالم الباهلى حدثنا على بن مهران الرازى حدثنا ابن المبارك ـ بالرى ـ قال : فيما حدثنا يعقوب قال له رجل يا أبا عبد الرحمن يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف ؟ فقال ابن المبارك : لأن أخر من السماء إلى الأرض فتخطفنى الطير أو تهوى بى الريح فى مكان سحيق أحب إلى من أن أروى عن ذلك[1] حدثنا يعقوب القمى . أخبرنى البرقانى قال حدثنى محمد بن احمد بن محمد الأدمى حدثنا محمد بن على الايادى حدثنا زكريا الساجى . قال : يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف صاحب أبى حنيفة مذموم مرجىء . حدثنى أبو داود سليمان بن الاشعث حدثنا عبدة بن عبد الله الخراسانى . قال قال رجل لابن المبارك : أيما أصدق أبو يوسف أو محمد ؟ قال : لا تقل أيهما أصدق، قل أيهما أكذب . قيل لعبد الله بن المبارك : أيما ؟[2] قال أبو يوسف . قال ما ترضى أن تسميه حتى تكنيه ؟ قل قال يعقوب . قال أبو داود وسمعت المسيب بن واضح قال قيل لابن المبارك مات أبو يوسف . فقال : الشقى يعقوب. أخبرنا العتيقى أخبرنا يوسف بن احمد الصيدلانى حدثنا محمد بن عمرو العقيلى حدثنا معاذ بن المثنى حدثنا رجاء بن السندى قال سمعت عبد الله بن ادريس يقول : كان أبو حنيفة ضالا مضلا، وأبو يوسف فاسق من الفاسقين . أخبرنا البرمكى أخبرنا محمد ابن عبد الله بن خلف حدثنا عمر بن محمد الجوهرى حدثنا أبو بكر الاثرم حدثنا

(١) هنا نقص فى الكوبريلى . وأكملناه من الانماطى والصيصاطية (٢) كذا بالاصل.

يحيى بن محمد بن ثابت قال سمعت ابن ادريس يقول : رأيت أبا يوسف ـ والذى ذهب بنفسه ـ بعد موته فى المنام يصلى إلى غـير القبلة ، قال وكان جاره . قال وسمعت وكيعا ـ وسأله رجل عن مسألة ـ فقال الرجل : إن أبا يوسف يقول كذا وكذا ، فحول رأسـه وقال : أما تتق الله ! بأبى يوسف تحتج عنـد الله عز وجل ؟ أخبرنا محمد بن احمد بن رزق أخبرنا دعلج بن احمد حدثنا احمد بن على الابار حدثنا محمود بن غيـلان . قال قلت ليزيد بن هارون ما تقول فى أبى يوسف ؟ قال : لا تحل الرواية عنه ، إنه كان يعطى أموال اليتامى مضاربة ، ويجعل الربح لنفسه . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا على بن ابراهيم المستملى حدثنا محمد بن ابراهيم ابن شعيب الغازى قال سمعت محمـد بن اسماعيل البخارى يقول حكى لنا عن النعمان أنه قال : ألا تعجبون من يعقوب ؟ يقول علىَّ ما لم أقل . أخبرنا محمد بن الحسين بن سعدون الموصلى أخبرنا على بن عمر الحضرمى حدثنا احمد بن الحسن ابن عبـد الجبار الصوفى قال سمعت يوسف بن موسى القطان ـ فى سـنة خمس وعشرين ومائتـين فى دار القطن ـ يقول سمعت أبا نعيم الفضل بن دكين يقول سمعت أبا حنيفة يقول لابى يوسف : ويحكم ، كم تـكذبون على فى هذه الـكتب ما لم أقل (١) أخبرنى احمد بن عبد الله الانماطى أخبرنا محمـد بن المظفر الحافظ أخبرنا على بن احمد بن سليمان المصرى حدثنا احمـد بن سعد بن أبى مريم قال وسألته ـ يعنى يحيى بن مَعين ـ عن أبى يوسف . فقال : لا يكتب حديثه .

۞ قلت : قد روى غير ابن أبى مريم عن يحيى أنه وثقه . أخبرنا الازهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر الخلال حدثنا محمـد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدى قال حدثنى احمد بن داود الحدانى قال سمعت عيسى بن يونس ـ وسئل عن أبى يوسف ـ فقال : يعقوب ؟ كان يحفظ الحديث عند الاعمش . قال جدى وذكره

---

(١) هنا آخر نقص الـكوبريلى .

يحيي بن معين يوما فقال: كلاما نسبه فيه إلى الصدق لا أقدم عليه. أخبرنا محمد ابن احمد بن رزق أخبرنا هبة الله بن محمد بن حبش الفراء حدثنا أبو جعفر محمد ابن عثمان بن أبي شيبة قال وسمعته - يعني يحيي بن معين - وذكر له أبو يوسف القاضي فقال: لم يكن يعرف بالحديث. أخبرني عبد الله بن يحيي السكري أخبرنا محمد بن عبد الله الشافعي حدثنا جعفر بن محمد بن الازهر حدثنا ابن الغلابي، قال قال يحيي بن معين: أبو يوسف القاضي لم يكن يعرف الحديث وهو ثقة. أخبرنا عبيد الله بن عمر الواعظ حدثنا أبي حدثنا أبو عبد الله بن مهران المستملي حدثنا حسين بن فهم قال سمعت أبي يسأل يحيي بن معين عن أبي يوسف فقال ثقة إذا حدث عن الثقات. أخبرني الازهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب قال سمعت عباسا - يعني الدوري - يقول سمعت يحيي ابن معين يقول: أبو يوسف أنبل من أن يكذب. أخبرنا التنوخي أخبرنا طلحة ابن محمد بن جعفر حدثني مكرم بن احمد حدثني احمد بن عطية قال سمعت يحيي ابن معين يقول: ليس أحد من أصحاب الرأي أثبت عندي من أبي يوسف، ولا في أصحاب أبي حنيفة أحفظ للفقه عندي منه. أخبرنا محمد بن احمد بن رزق حدثنا احمد بن علي بن عمر بن حبيش الرازي قال سمعت محمد بن احمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد العوفي يقول سمعت يحيي بن معين يقول: كان أبو يوسف ثقة، إلا أنه كان ربما غلط. أخبرنا الازهري حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد بن احمد بن يعقوب حدثنا جدي قال سمعت يحيي بن معين يقول: كتبت عن أبي يوسف وأنا أحدث عنه. وقال جدي سمعت احمد بن حنبل يقول: أول من كتبت عنه الحديث أبو يوسف وأنا لا أحدث عنه. أخبرنا أبو سعيد محمد بن موسى الصيرفي قال سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب الاصم يقول سمعت عبد الله بن حنبل يقول قال أبي: أبو يوسف صدوق، ولكن أصحاب أبي حنيفة

لا ينبغى أن يروى عنهم شئ . أخبرنى الحسن بن أبى طالب حدثنا عبد الواحد
ابن على الفامى حدثنا عبد الله بن سليمان بن عيسى الفامى حدثنا اسحاق بن
ابراهيم بن هانى قال سمعت أبا عبد الله احمد بن حنبل وسئل عن أبى حنيفة يُروى
عنه ؟ قال : لا . قيل له فأبو يوسف ؟ قال كأنه أمثلهم . ثم قال : كل من وضع
الكتب من كلامه فلا يعجبنى أو يجرد الحديث . أخبرنا البرقانى قال قرئ على
اسحاق النعالى ـ وأنا أسمع ـ حدثكم عبد الله بن اسحاق المدائنى حدثنا حنبل
ابن اسحاق قال سمعت عمى ـ يعنى احمد بن حنبل ـ يقول : كان يعقوب أبو
يوسف يروى عن حنظلة وعن المكيين ، وكان منصفا فى الحديث . أخبرنا ابن
الفضل أخبرنا عثمان بن احمد الدقاق حدثنا سهل بن احمد الواسطى حدثنا أبو
حفص عمرو بن على . قال : أبو يوسف صدوق كثير الغلط . أخبرنا ابن الفضل
أخبرنا على بن ابراهيم المستملى حدثنا محمد بن ابراهيم بن شعيب الغازى حدثنا
محمد بن اسماعيل البخارى . قال : يعقوب بن ابراهيم أبو يوسف القاضى تركوه .
أخبرنا البرقانى قال سألت أبا الحسن الدارقطنى عن أبى يوسف صاحب أبى حنيفة
فقال : هو أقوى من محمد بن الحسن . حدثنا القاضى أبو الطيب طاهر بن عبد الله
الطبرى قال سمعت أبا الحسن الدارقطنى سئل عن أبى يوسف القاضى . فقال :
أعور بين عميان . وكان القاضى أبو عبد الله الصيمرى حاضراً فقام فانصرف ولم
يعد إلى مجلس الدارقطنى بعد ذلك . أخبرنا ابن رزق حدثنا احمد بن على بن
عمر بن حبيش الرازى حدثنا على بن موسى بن داود القمى الفقيه قال سمعت محمد
ابن شجاع يقول حدثنى عبد الرحيم القواس ، قال ابن شجاع وسمعت أصحاب
معروف ـ يعنى قال ـ قال معروف وهو الكرخى بلغنى أن أبا يوسف عليل ثقيل
من علته ، فأحب أن تأتى منزله ، فاذا مات أعلمتنى . قال فجئته فحين صرت إلى
باب دار الرقيق إذا جنازة أبى يوسف قد أخرجت ، فقلت لا أدرك أن آتى

معروفا فأخبره . فصليت عليه مع الناس، ثم أتيت معروفا فأخبرته، فاشتد ذلك عليه وجعل يسترجع . فقلت له يا أبا محفوظ وما أسفك على ما فاتك من جنازته ؟ فقال رأيت كأنى دخلت الجنة فاذا قصر قد بنى، وتم شرفه وجصص، وعلقت أبوابه وستوره، وتم أمره . فقلت لمن هذا ؟ فقالوا لأبى يوسف القاضى . فقلت لهم وبم نال هذا ؟ فقالوا بتعليمه الناس الخير وحرصه على ذلك، و بأذى الناس له . أخبرنا القاضى أبو العلاء الواسطى أخبرنا محمد بن احمد بن محمد المفيد أخبرنا أبو جعفر محمد بن معاذ الهروى حدثنا أبو داود السنجى، قال قال الهيثم بن عدى : وأبو يوسف يعقوب القاضى توفى سنة اثنتين وسبعين ومائة فى خلافة هارون كذا قال وهو خطأ، والصواب ما أخبرنا أبو سعيد بن حسنويه أخبرنا عبد الله ابن محمد بن جعفر حدثنا عمر بن احمد الأهوازى حدثنا خليفة بن خياط . قال : وأبو يوسف القاضى يعقوب بن ابراهيم . مات سنة اثنتين وثمانين ومائة . أخبرنا ابن الفضل أخبرنا عبد الله بن جعفر حدثنا يعقوب بن سفيان . قال : سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها توفى أبو يوسف يعقوب القاضى . وأخبرنى الحسن بن أبى بكر قال كتب إلى محمد بن ابراهيم الجورى يذكر أن احمد بن حمدان بن الخضر أخبرهم قال حدثنا احمد بن يونس الضبي قال حدثنا أبو حسان الزيادى، قال : سنة اثنتين وثمانين ومائة فيها مات أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضى وهو ابن تسع وستين . فمات فى شهر ربيع الأول لخمس خلون منه، وولى القضاء سنة ست وستين أيام خرج موسى بن المهدى إلى جرجان، فولى القضاء إلى أن مات ست عشرة سنة . أخبرنا الأزهرى حدثنا عبد الرحمن بن عمر حدثنا محمد ابن احمد بن يعقوب حدثنا جدى . قال : وتوفى أبو يوسف القاضى ببغداد لخمس ليال خلون من شهر ربيع الآخر سنة اثنتين وثمانين ومائة . أخبرنا البرقانى أخبرنا عبد الرحمن بن عمر الخلال أخبرنا محمد بن احمد بن يعقوب بن شيبة قال

سمعت أبى يقول سمعت شجاع بن مخلد يقول : حضرنا جنازة أبى يوسف القاضى ومعنا عباد بن العوام فسمعت عباداً يقول : ينبغى لاهل الاسلام أن يعزى بعضهم بعضاً بأبى يوسف . أخبرنا القاضى أبو عبد الله الصيمرى أخبرنا محمد بن عمران المرزبانى أخبرنا محمد بن الحسن بن دريد أخبرنا السكن بن سعيد عن أبيه عن هشام بن محمد الكلبى . قال قال ابن أبى كثير ، مولى بنى الحارث بن كعب — من أهل البصرة — يرثى أبا يوسف القاضى :

سقى جدثا به يعقوب أضحى رهينا للبلى هزج ركام
تلطف بالقياس لنا فأضحت حلالا بعد شيعتها[1] المدام
فلولا أن قصدن له المنايا وأعجله عن الفطر الحمام
لا عمل فى القياس الرأى حتى يعز على ذوى الريب الحرام

---

(١) كذا فى الاصل ولعله بعد : (منعها) .

تاريخ بغداد
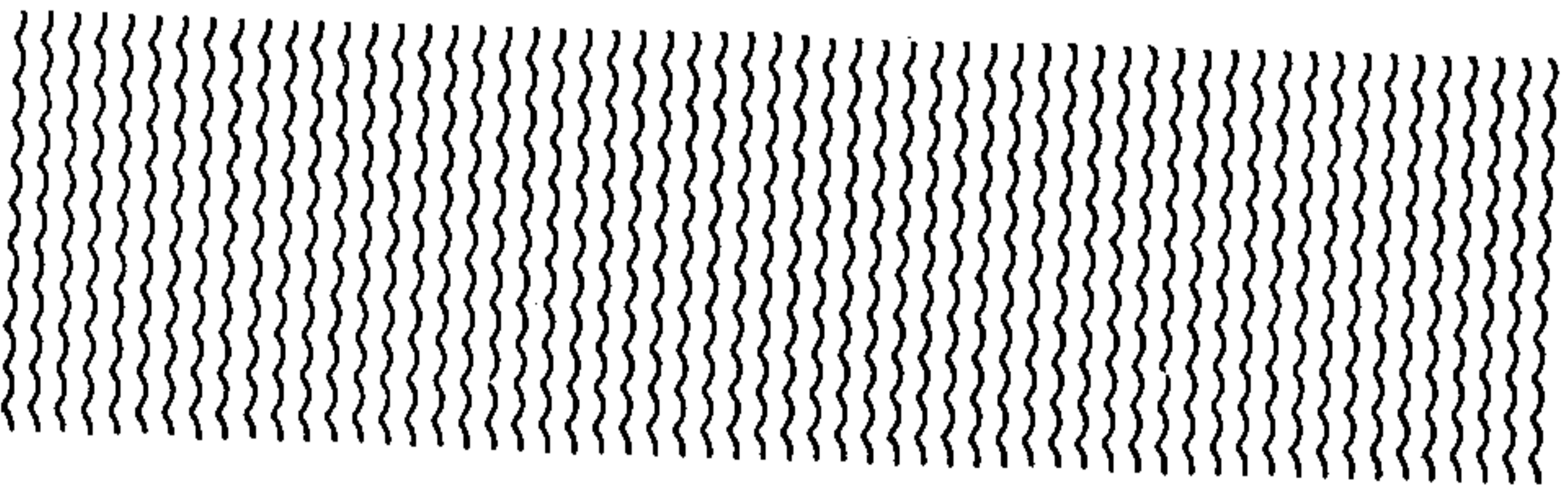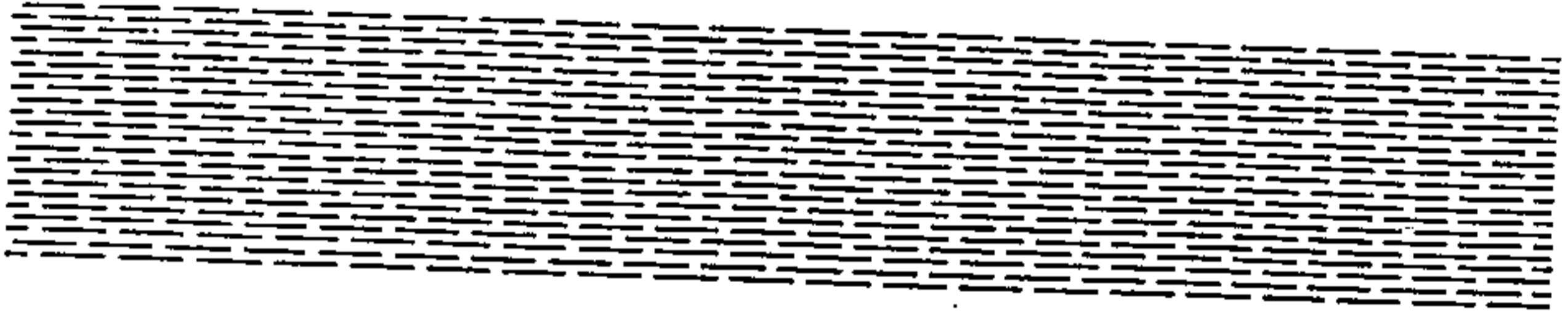
أو مدينة السلام

للحافظ أبي بكر احمد بن على الخطيب البغدادي

وضعه في أزهى عصور الإسلام منذ تأسيسها إلى وفاته عام ٤٦٣ هـ

من الجزء الثاني (ترجمة محمد بن الحسن الشيباني)
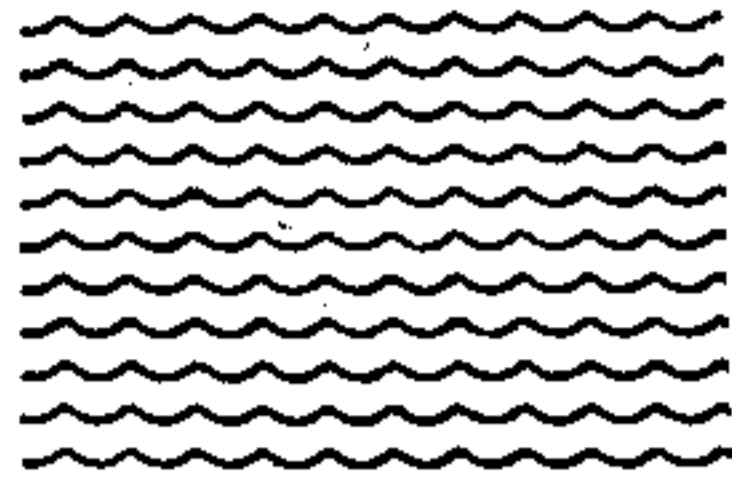
محمد بن الحسن بن فرقد ، أبو عبد الله الشيباني مولاهم . صاحب أبي حنيفة وامام أهل الرأى ، أصله دمشقى من أهل قرية تسمى حَرَسْتَا . قدم أبوه العراق فَوُلد محمد بواسط ، ونشأ بالكوفة ، وسمع العلم بها من أبي حنيفة ، ومسعر بن كدام وسفيان الثورى ، وعمر بن ذر ، ومالك بن مِغْول . وكتب أيضا عن مالك بن أنس وأبي عمرو الأوزاعي ، وزمعة بن صالح ، و بكير بن عامر ، وأبي يوسف القاضى وسكن بغداد وحدث بها . فروى عنه محمد بن ادريس الشافعى ، وأبو سليمان الجوزجانى ، وهشام بن عبيدالله الرازى ، وأبوعبيد القاسم بن سلام ، واسماعيل ابن توبة ، وعلى بن مسلم الطوسى ، وغيرهم . وكان الرشيد ولاه القضاء وخرج معه فى سفره الى خراسان فمات بالرى ودفن بها . أخبرنى أبو القاسم الازهرى قال نبأنا محمد بن العباس الخزاز قال أنبأنا احمد بن معروف الخشاب قال نبأنا الحسين بن فهم قال نبأنا محمد بن سعد . قال : محمد بن الحسن كان أصله من أهل الجزيرة ، وكان أبوه فى جند أهل الشام فقدم واسطا . فولد محمد بها فى سنة اثنتين وثلاثين ومائة . ونشأ بالكوفة وطلب العلم ، وطلب الحديث ، وسمع سماعا كثيراً وجالس أبا حنيفة وسمع منه ، ونظر فى الرأى فغلب عليه ، وعُرِف به ، ونفذ فيه وقدم بغداد فنزلها واختلف اليه الناس وسمعوا منه الحديث والرأى وخرج إلى الرقة وهارون أمير المؤمنين بها ، فولاه قضاء الرقة ثم عزله ، فقدم بغداد فلما خرج هارون الى الرى الخرجة الأولى أمره فخرج معه فمات بالرى سنة تسع وثمانين ومائة وهو ابن ثمان وخمسين سنة . أخبرنا على بن أبي على المعدل قال أنبأنا طلحة ابن محمد بن جعفر قال أخبرنى أبو عروبة فى كتابه إلىّ قال حدثنى عمرو بن أبي

عمرو ، قال قال محمد بن الحسن : ترك أبى ثلاثين الف درهم ، فأنفقت خمسة عشر الفا على النحو والشعر ، وخمسة عشر الفا على الحديث والفقه . أخبرنا الحسين بن على الطناجيرى قال نبأنا عمر بن احمد الواعظ قال نبأنا عبد الله بن محمد بن زياد النيسابورى قال نبأنا محمد بن عبد الله بن عبد الحكم . وأخبرنا القاضى أبو الطيب طاهر بن عبد الله الطبرى واللفظ له قال نبأنا محمد بن عثمان بن الحسن القاضى قال نبأنا محمد بن يوسف الهروى بدمشق قال أنبأنا محمد بن عبد الحكم قال سمعت الشافعى يقول ، قال محمد بن الحسن : أقمت على باب مالك ثلاث سنين وكسراً . وكان يقول : إنه سمع منه لفظا أكثر من سبعمائة حديث . قال : وكان اذا حدثهم عن مالك امتلأ منزله وكثر الناس عليه حتى يضيق عليهم الموضع ، واذا حدثهم عن غير مالك لم يجبه إلا [القليل] من الناس . فقال : ما أعلم أحداً أسوأ نثاً[1] على أصحابه منكم إذا حدثتكم عن مالك ملأتم على الموضع ، واذا حدثتكم عن أصحابكم إنما تأتونى متكارهين . أخبرنا على بن أبى على قال أنبأنا طلحة بن محمد بن جعفر قال حدثنى مكرم القاضى قال حدثنى احمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول : كنا مع محمد بن الحسن ، إذ أقبل الرشيد فقام اليه الناس كلهم الا محمد بن الحسن فانه لم يقم ، وكان الحسن بن زياد ثقيل القلب [ممتلئ البطن] على محمد بن الحسن ، فقام ودخل الناس من أصحاب الخليفة ، فأمهل الرشيد يسيراً ثم خرج الآذن . فقال : محمد بن الحسن . فجزع أصحابه له فأدخل فأمهل ثم خرج طيب النفس مسروراً فقال قال لى : مالك لم تقم مع الناس ؟ قلت كرهت أن أخرج عن الطبقة التى جعلتنى فيها ، إنك أهلتنى للعلم فكرهت أن أخرج منه الى طبقة الخدمة التى هى خارجة منه ، وان ابن عمك صلى الله عليه وسلم ، قال : « من أحب أن يتمثل له الرجال[2] قياما فليتبوأ مقعده من

---

(١) نث الخبر : افشاه . (٢) فى المخطوط : الناس .

النار » . وانه إنما أراد بذلك العلماء ، فمن قام بحق الخدمة واعزاز الملك فهو هيبة للعدو ، ومن قعد اتبع السنة التى عنكم أخذت فهو زين لكم . قال : صدقت يامحمد . ثم قال : إن عمر بن الخطاب صالح بنى تغلب على أن لا ينصروا أبناءهم ، وقد نصروا أبناءهم وحلت بذلك دماؤهم فما ترى ؟ قال قلت : ان عمر أمرهم بذلك وقد نصّروا أبناءهم بعد عمر ، واحتمل ذلك عثمان وابن عمك وكان من العلم مالا خفاء به عليك ، وجرت بذلك السنن ، فهذا ضلح من الخلفاء بعده ولا شئ يلحقك فى ذلك ، وقد كشفت لك العلم و رأيك أعلا . قال : لكنا نجريه على ما أجروه إن شاء الله ، إن الله أمر نبيه بالمشورة فكان يشاور فى أمره ، ثم يأتيه جبريل [عليه السلام] بتوفيق الله ، ولكن عليك بالدعاء لمن ولاه الله أمرك ومر أصحابك بذلك ، وقد أمرت لك بشئ تفرقه على أصحابك ، فخرج له مال كثير ففرقه . أخبرنى أبو الوليد الدربندى قال نا محمد بن أبى بكر الوراق ببخارى ، قال نا محمد بن احمد بن حرب قال نا احمد بن عبد الواحد بن رفيد قال سمعت أبا عصمة سعد بن معاذ يقول سمعت اسماعيل بن حماد بن أبى حنيفة يقول : كان محمد ابن الحسن له مجلس فى مسجد الكوفة وهو ابن عشرين سنة . أخبرنا على بن المحسن التنوخى قال وجدت فى كتاب جدى: حدثنا الحرمى بن أبى العلاء المكى قال نبأنا اسحاق بن محمد بن أبان النخعى قال حدثنى هانئ بن صيفى قال حدثنى مجاشع بن يوسف . قال : كنت بالمدينة عند مالك وهو يفتى الناس ، فدخل عليه محمد بن الحسن صاحب أبى حنيفة وهو حدث . فقال : ما تقول فى جنب لا يجد الماء الا فى المسجد ؟ فقال مالك : لا يدخل الجنب المسجد . قال : فكيف يصنع وقد حضرت الصلاة وهو يرى الماء ؟ قال : فجعل مالك يكرر لا يدخل الجنب المسجد . فلما أكثر عليه قال له مالك : فما تقول أنت فى هذا ؟ قال : يتيمم ويدخل فيأخذ الماء من المسجد ويخرج فيغتسل . قال من أين أنت ؟ قال : من

أهل هذه ـ وأشار الى الارض ـ فقال ما من أهل المدينة أحد لا أعرفه . فقال : ما أكثر من لا تعرف . ثم نهض . قالوا لمالك : هذا محمد بن الحسن صاحب أبي حنيفة . فقال مالك : محمد بن الحسن كيف يكذب وقد ذكر أنه من أهل المدينة ؟ قالوا : إنما قال من أهل هذه وأشار الى الأرض . قال : هذا أشد عليّ من ذاك . كتب الىّ محمد أبو عبد الرحمن بن عثمان الدمشقي يذكر أن خيثمة بن سليمان القرشي أخبرهم قال نا سليمان بن عبد الحميد البهراني قال سمعت يحيى بن صالح يقول قال لى ابن أكثم : قد رأيتَ مالكا وسمعت منه و رافقت محمد بن الحسن فايهما كان أفقه ؟ فقلت : محمد بن الحسن [فيما يأخذه لنفسه] أفقه من مالك . أخبرنا على بن أبي على قال أنبأنا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن احمد قال نا احمد بن عطية قال سمعت أبا عبيد يقول : ما رأيت أعلم بكتاب الله من محمد ابن الحسن . حدثنا أبو طالب يحيى بن على بن الطيب العجلي بحلوان قال أنبأنا أبو بكر بن المقرئ باصبهان قال نبأنا أبو عمارة حمزة بن على المصرى قال سمعت الربيع بن سليمان يقول سمعت الشافعي يقول : لو أشاء أن أقول ان القرآن نزل بلغة محمد بن الحسن لقلته لفصاحته . أخبرنا رضوان بن محمد الدينورى قال سمعت الحسين بن جعفر العنزى بالرى يقول سمعت أبا بكر بن المنذر يقول سمعت المزنى يقول سمعت الشافعي يقول : ما رأيت سمينا أخف روحا من محمد بن الحسن ، وما رأيت أفصح منه كنت اذا رأيته يقرأ كأن القرآن نزل بلغته . حدثني الحسن بن محمد بن الحسن الخلال قال أنبأنا على[1] بن عمرو الجريرى أن أبا القاسم على بن محمد بن كاس النخعي حدثهم قال نبأنا احمد بن حماد بن سفيان قال سمعت الربيع بن سليمان قال سمعت الشافعي يقول : ما رأيت اعقل من محمد بن الحسن وقال النخعي حدثنا عبد الله بن العباس الطيالسي قال نبأنا عباس الدورى قال

(١) كذا بالاصل وفى أنساب السمعاني ابو على بن عمرو الجريرى .

سمعت يحيى بن معين يقول : كتبت الجامع الصغير عن محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال أنبأنا عثمان بن احمد الدقاق قال أنبأنا محمد بن اسماعيل التمار الرقى قال حدثنى الربيع قال سمعت الشافعى يقول : حملت عن محمد بن الحسن وقر بختى كتبا . أخبرنا أبو بشر محمد بن عمر الوكيل قال نبأنا عمر بن احمد الواعظ . وأخبرنا أبو طاهر محمد بن على بن محمد بن يوسف الواعظ قال أنبأنا عبيد الله بن عثمان الدقاق . قالا : نبأنا ابراهيم بن محمد بن احمد البخارى قال حدثنى عباس بن عزيز أبو الفضل ـ زاد عبيد الله القطان ـ ثم اتفقا ، قال نبأنا حرملة بن يحيى قال نبأنا محمد بن ادريس الشافعى . قال : كان محمد بن الحسن الشيبانى اذا أخذ فى المسألة كأنه قرآن ينزل عليه لا يقدم حرفا ولا يؤخر . أخبرنا على بن أبى على قال أنبأنا طلحة بن محمد بن جعفر قال حدثنى أبو الحسن محمد بن ابراهيم بن حبيش البغوى قال حدثنى جعفر بن ياسين قال سمعت الربيع ابن سليمان يقول : وقف رجل على الشافعى فسأله عن مسألة فأجابه ، فقال له الرجل : يا أبا عبد الله خالفك الفقهاء . فقال له الشافعى : وهل رأيت فقيها قط ؟ اللهم إلا أن تكون رأيت محمد بن الحسن فانه كان يملأ العين والقلب ، وما رأيت مبْدنا قط أذكى من محمد بن الحسن . وقال ابن حبيش حدثنى جعفر بن ياسين قال : كنت عند المزنى فوقف عليه رجل فسأله عن أهل العراق ، فقال له : ماتقول فى أبى حنيفة ؟ قال سيدهم . قال فأبو يوسف ؟ قال : أتبعهم للحديث . قال فمحمد بن الحسن ؟ قال : أكثرهم تفريعاً . قال فزفر ؟ قال : أحدّهم قياساً . حدثنى الحسن بن محمد الخلال قال أنبأنا على بن عمرو الجريرى أن على بن محمد النخعى حدثهم قال نا احمد بن حماد بن سفيان قال سمعت المزنى يقول سمعت الشافعى يقول : أمَنُّ الناس علىّ فى الفقه محمد بن الحسن . وقال النخعى نبأنا البخترى ابن محمد قال سمعت محمد بن سماعة يقول . قال محمد بن الحسن لأهله : لاتسألونى

حاجة من حوائج الدنيا تشغلوا قلبي ، وخذوا ما تحتاجون اليه من وكيلي فانه أقل لهمي ، وأفرغ لقلبي . أخبرنا القاضي أبو العلاء محمد بن علي الواسطي ، قال نا محمد بن جعفر الكوفي التميمي قال قال لنا أبو علي الحسن بن داود : نفخر أهل البصرة بأربعة كتب ، منها : كتاب البيان والتبيين للجاحظ ، وكتاب الحيوان له ، وكتاب سيبويه ، وكتاب الخليل في العين . ونحن نفتخر بسبعة وعشرين ألف مسألة في الحلال والحرام عملها رجل من أهل الكوفة يقال له محمد بن الحسن قياسية عقلية لا يسع الناس جهلها ، وكتاب الفراء في المعاني ، وكتاب المصادر في القرآن ، وكتاب الوقف والابتداء فيه ، وكتاب الواحد والجميع فيه ، سوى باقي الحدود . ولنا واحد أملى من الأخبار مثل كل كتاب ألف البصريون ، وهو ابن الاعرابي ، وكان أوحد الناس في اللغة . حدثني الخلال قال نا علي بن عمرو أن علي بن محمد النخعي حدثهم قال نا أبو بكر القراطيسي قال نا ابراهيم الحربي قال سألت احمد بن حنبل . قلت : هذه المسائل الدقائق من أين لك ؟ قال : من كتب محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال أنبأنا عثمان بن احمد الدقاق قال نبأنا محمد بن اسماعيل التمار قال حدثني الربيع قال سمعت الشافعي يقول : ما ناظرت أحدا الا تمعر[1] وجهه ما خلا محمد بن الحسن . أخبرنا محمد بن الحسين القطان قال أنبأنا دعلج بن احمد قال أنبأنا احمد بن علي الأبار قال حدثني يونس — يعني ابن عبد الأعلى — قال سمعت الشافعي يقول : ناظرت محمد بن الحسن وعليه ثياب رقاق ، فجعل تنتفخ أوداجه ويصيح حتى لم يبق له زر إلا انقطع[2] . قلت : ما كان لصاحبك أن يتكلم ولا كان لصاحبي أن يسكت . قال قلت له : نشدتك بالله هل تعلم أن صاحبي كان عالما بكتاب الله ؟ قال : نعم ! قال

(١) في هامش المخطوط مانصه . هـذا شاهد بكذب الحكاية التي بعدها لما بينهما من التناقض فأعرف ذلك . (٢) كذا في الاصلين ولعل هنا سقط

قلت : فهل كان عالما بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال: نعم ! قال قلت: أفما كان عاقلا . قال : نعم ! قلت : فهل كان صاحبك جاهلا بكتاب الله ؟ قال : نعم ! قلت : وبما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ؟ قال: نعم ! قلت : أو كان عاقلا ؟ قال : نعم ! قال قلت : صاحبي فيه ثلاث خصال لا يستقيم لاحد أن يكون قاضيا الا بهن" أو كلاما هـذا معناه . أخبرنا ابن رزق قال أنبأنا عثمان بن احمد قال نبأنا محمـد بن اسماعيل التمار الرقى قال حدثنى احمـد بن خالد الـكرمانى قال سمعت المقدمى بالبصرة يقول . قال الشافعى : لم يزل محمد بن الحسن عندى عظيما جليلا ، أنفقت على كتبه ستين دينارا حتى جمعنى واياه مجلس عنـد الرشيد ، فابتدأ محمد بن الحسن . فقال : يا أمير المؤمنين إن أهل المدينة خالفوا كتاب الله نصا ، وأحكام رسول الله صلى الله عليه وسلم ، واجماع المسلمين . فأخذنى ما قدم وما حدث . فقلت : ألا أراك قد قصدت لأهل بيت النبوة ومن نزل القرآن فيهم وأحكمت الأحكام فيهم ، وقبر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أظهرهم ، عمدت تهجوهم ، أرأيتك أنت بأى شىء قضيت بشهادة امرأة واحـدة قابلة حتى تورث ابن خليفة ملك الدنيا وما لا عظيما ؟ قال : بعلى بن أبى طالب . قلت : إنما رواه عن على رجل مجهول يقال له عبد الله بن نُجَىّ[1] ، ورواه جابر الجعفى وكان يؤمن بالرجعة . سمعت سفيان بن عيينة يقول : دخلت على جابر الجعفى فسألنى عن شىء من أمر الـكهنة . ونحن معنا قضاء رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وقضاء على بن أبى طالب. أنه قضى به بين أهل العراق . وقلت له : ما تقول فى القسامة ؟ قال : استفهام . قلت : يا سبحان الله ! تزعم أن رسول رب العالمين حكم فى أمته بالاستفهام ؟ يستفهم ولا يحكم به ؟ قال : فسمعها هارون . فقال : ما هذا ؟ علىّ بالسيف والنطع ، فلما جىء بهما. قلت : يا أمير المؤمنين والله ماهذا عقده فى القسامة

(١) فى المخطوط ابن نجى وكلاهما أوردهما صاحب تهذيب التهذيب والخلاصة .

و إنه ليقول فيها بخلاف هـذا ، ولـكن المتناظران اذا تناظرا أحب أحدهما أن يدخل على صاحبه حجة يكبته بها . قال : فسرى عن هارون قال : فلما خرجنا من عنده قال لى : كنت قد أشطت بدمى . قال قلت : فقد خلصك الله الآن . أخبرنا محمد بن الحسين بن محمد المتوثى قال أنبأنا احمد بن عثمان بن يحيى الأدمى قال نبأنا محمد بن اسماعيل أبو اسماعيل قال سمعت احمد بن حنبل ـ وذكر ابتداء محمد بن الحسن . فقال : ـ كان يذهب مذهب جهم . أخـبرنا أبو طالب عمر بن ابراهيم بن سعيد الفقيه قال نا محمـد بن العباس الخزاز قال نا أبو طالب احمد بن نصر بن طالب قال نا أبو النصر اسماعيل بن ميمون العجلى قال حدثنى عمى نوح ابن ميمون . قال : دعانى محمد بن الحسن الى أن أقول القرآن مخلوق ، فأبيت عليه فقال لى : زهدت فى نصفك . فقلت له : بل زهدت فى كلك . أخـبرنا أبو بكر البرقانى قال قرئ على اسحاق النعالى وأنا أسمع حدثـكم عبـد الله بن اسحاق المداينى قال نا حنبل بن اسحاق قال سمعت عمى ـ يعنى احمد بن حنبل ـ يقول: وكان يعقوب أبو يوسف متصفا فى الحديث. فأما أبوحنيفة ومحمد بن الحسن فـكانا مخالفين للأثر ، وهاذان لهما رأى سوء . — يعنى أبا حنيفة ومحمد بن الحسن —. وأخبرنا البرقانى قال نا يعقوب بن موسى الاردبيلى قال نبأنا احمـد بن طاهر بن النجم الميانجى قال نبأنا سعيد بن عمرو البرذعى قال سمعت أبا زرعة ـ يعنى الرازى ـ يقول : كان أبو حنيفة جهميا ، وكان محمد بن الحسن جهميا ، وكان أبو يوسف سليما من التجهم . أخبرنا احمد بن محمد بن غالب قال حدثنى محمد بن احمد ابن محمد بن عبد الملك الأدمى قال نبأنا محمـد بن على الأيادى قال نبأنا زكريا الساجى . قال : محمـد بن الحسن كان يقول بقول جهم وكان مرجئا . كتب الى عبد الرحمن بن عثمان الدمشقى يذكر أن خيثمة بن سليمان القرشى أخبرهم قال نبأنا سليمان بن عبد الحميد البهرانى قال حـدثنا عبد السلام بن محمد قال سمعت بقية

يقول قيل لاسماعيل بن عياش : يا أبا عتبة قد رافق محمــد بن الحسن يحيى بن صالح من الكوفة الى مكة . قال : أما إنه لو رافق خنزيرا كان خـيرا له منه . أخبرنا محمد بن احمد بن رزق قال نا احمد بن على بن عمر بن حبيش الرازى قال سمعت محمد بن احمد بن عصام يقول سمعت محمد بن سعد بن محمد بن الحسن بن عطية العوفى يقول سمعت يحيى بن معين ـ وسألته عن محمد بن الحسن فقال ـ : كذاب . قرأت على الحسن بن أبى بكر عن احمـد بن كامل القاضى قال أخبرنى احمد بن القاسم عن بشر بن الوليد قال قال أبو يوسف : قولوا لهذا الـكذاب يعنى محمد بن الحسن ـ هذا الذى يرويه عنى سمعه منى ؟ أنبأنا احمد بن محمد بن عبد الله الـكاتب قال أنبأنا محمد بن حميد المخرمى قال نبأنا على بن الحسين بن حبان قال وجدت فى كتاب أبى بخط يده : قال أبو زكريا ـ يعنى يحيى بن مَعين سمعت محمد بن الحسن صاحب الرأى وقيل له : هذه الـكتب سمعتها من أبى يوسف ؟ فقال : لا والله ! ما سمعتها منه ، ولـكنى من أعلم الناس بها ، وما سمعت من أبى يوسـف الا الجامع الصغير . أخبرنا القاضى أبو العلاء محمـد بن على قال أنبأنا محمد بن احمد بن موسى البابَسيرى قال أنبأنا أبو أمية الاحوص بن المفضل الغَلاَبى . قال قال ابى : حسن اللؤلؤى ، ومحمد بن الحسن ، كلاهما ضعيفان [أنبأنا القاضى أبو محمد يوسف بن ر] باح بن على النصرى أنا احمد بن [محمد بن اسماعيل المهندس بمصر قال ثنا أبو بشر] محمد بن احمد بن حماد نا معاوية بن صالح [بن أبى عبد الله قال سمعت يحيى بن معين] . يقول : محمد بن الحسن ضعيف . [أخبرنى عبد الله بن يحيى السكرى قال أنبأنا محمـد بن عبد الله الشافعى قال ثنا جعفر بن محمد بن الأزهر قال ثنا ابن الغلابى قال قال يحيى بن معين : محمد بن الحسن ليس بشئ . أخبرنى احمد بن عبد الله الانماطى قال أنبأ] نا محمد بن المظفر الحافظ أنا على [بن احمد بن سليمان المصرى قال أنا أحمد بن سعيد بن أبى مريم] حدثهم قال

وسألته ـ يعنى ابن مَعين ـ [عن محمد بن الحسن. فقال]: ليس بشئ فلا تكتب حديثه . أخبرنا محمد بن الحسين القطان قال أنبأنا عثمان بن احمد الدقاق قال نبأنا أبو العباس سهل بن احمد الواسطى قال نبأنا أبو حفص عمرو بن على الصيرفى . قال : محمد بن الحسن صاحب الرأى ضعيف . أخبرنا محمدابن أبى على الاصبهانى قال أنبأنا الحسين بن محمد الشافعى بالاهواز قال أنبأنا أبو عبيد محمد بن على بن عثمان الآجرى . قال : وسألته ـ يعنى أبا داود السجستانى ـ عن محمد بن الحسن الشيبانى . فقال : لا شئ لا يكتب حديثه . أخبرنا أحمد بن محمد بن غالب . قال : سألت أبا الحسن الدارقطنى عن محمد بن الحسن صاحب أبى حنيفة . فقال : قال يحيى بن مَعين كذاب . وقال فيه احمد : ـ يعنى ابن حنبل ـ نحو هذا . قال أبو الحسن : وعندى لا يستحق الترك . أخبرنا على بن محمد بن الحسن المالكى قال أنبأنا عبد الله بن عثمان الصفار قال أنبانا محمد بن عمران بن موسى الصيرفى قال نبأنا عبد الله بن على ابن المدينى عن أبيه ، قال وسألته : عن أسد بن عمرو ، والحسن بن زياد اللؤلؤى ، ومحمد بن الحسن . فضعف أسداً والحسن بن زياد . وقال: محمد بن الحسن صدوق . أخبرنا أبو سعيد الحسن بن محمد بن عبد الله بن حسنويه الاصبهانى قال أنبأنا عبد الله بن محمد بن جعفر بن حبان قال أنبأنا عمر بن احمد الاهوازى قال نبأنا خليفة بن خياط ، قال : محمد ابن الحسن القاضى يكنى أبا عبد الله مولى بنى شيبان مات بالرى سنة تسع وثمانين ومائة . أخبرنا أحمد بن على بن الحسين التوزى قال أنبأنا القاضى أبو عمر احمد بن محمد بن موسى بن محمد المعروف بابن العلاف قال نبأنا أبو عمر الزاهد قال سمعت احمد بن يحيى يقول : توفى الكسائى ومحمد بن الحسن فى يوم واحد . فقال الرشيد : دفنت اليوم اللغة والفقه . أخبرنا أبو نعيم الاصبهانى الحافظ قال نبأنا أبو طلحة تمام بن محمد بن على الأزدى بالبصرة قال أنشدنا القاضى محمد

ابن احمد بن أبي حازم قال أنشدنا الرياشي قال أنشدنا اليزيدي لنفسه يرثي محمد ابن الحسن والكسائي وكانا خرجا مع الرشيد الى الري فماتا بها في يوم واحد :

أسيت على قاضي القضاة محمد ❊ فأذريت دمعي والعيون هجود

وقلت إذا ما الخطب أشكل من لنا ❊ بايضاحه يوما وأنت فقيد

وأقلقني موت الكسائي بعده ❊ وكادت بي الارض الفضاء تميد

هما عالمانا أوديا وتخرما ❊ فما لهما في العالمين نديد

أخبرنا علي بن أبي علي قال نا طلحة بن محمد قال حدثني مكرم بن احمد القاضي قال نا أحمد بن محمد بن المغلس قال نا سليمان بن أبي شيخ قال حدثني ابن أبي رجاء القاضي قال سمعت محمويه — وكنا نعده من الابدال — قال : رأيت محمد بن الحسن في المنام. فقلت : يا أبا عبدالله الى ما صرت ؟ قال قال لي : إني لم أجعلك وعاء العلم وأنا أريد أن أعذبك ، قلت : فما فعل أبو يوسف ؟ قال : فوقي . قلت : فما فعل أبو حنيفة ؟ قال : فوق أبي يوسف بطبقات .

وصیّتِ امام اعظم رح

یہ وصیت امام اعظم رحمہ اللہ کی اہم ترین تالیفات میں رکھے جانے کے لائق ہے کیونکہ اس میں امام کی زندگی کا ایک ایسا رُخ سامنے آتا ہے جو عموماً اوجھل رہا ہے، اس وصیّت میں امام ایک باپ، ایک اُستاد، ایک ماہرِ نفسیات اور زمانہ شناس کے طور پر سامنے آتے ہیں۔

وصـــــية

الامام الأعظم ابى حنيفة النعمان بن ثابت

رضى الله عنه

إلى

تلميذه يوسف بن خالد السمتى البصرى

رحمـــــه الله

هو يوسف بن خالد السمتى من شيوخ الشافعى ، وقد ذكره ابن حجر فى عداد شيوخه فى مناقب الشافعى وخرج عنه ابن ماجه ، وترجمه البدر العينى فى رجال معانى الآثار، وقد روى الطحاوى عن المزنى عن الشافعى أنه قال فى حق يوسف بن خالد هذا كان رجلا من الخيار وقد فند البدر العينى ما ينسب إليه من التجهم ، وتوفى بالبصرة سنة ١٨٩ هجرية .

قال الزرنوجى فى كتابه : « تعليم المتعلم » وينبغى لطالب العلم أن يحصل كتاب الوصـــية التى كتبها أبو حنيفة رحمه الله ليوسف بن خالد السمتى البصرى عند رجوعه إلى أهله ؟

وصیّت

وصیّت یوسف بن خالد سمتیؒ کے نام ہے جن کا شمار امام شافعیؒ کے اجلّہ شیوخ میں ہوتا ہے، حافظ ابن حجرؒ نے مناقب شافعی میں ان کا شمار شیوخ ہی میں کیا ہے، علامہ بدرالدین العینیؒ نے رجال معانی الآثار میں ان کے حالات بیان کئے ہیں، امام طحاویؒ بروایتِ مُزَنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ امام شافعیؒ نے یوسف بن خالدؒ کے متعلق فرمایا کہ اچھے لوگوں میں تھے، ابن ماجہؒ نے ان سے تخریج حدیث کی ہے۔ نیز خود برہان الاسلام زرنوجیؒ نے تعلیم المتعلّم میں اس وصیّت کے متعلق لکھا ہے کہ طالبِ علم کے لئے کتاب الوصیّۃ (جو امام اعظمؒ نے یوسف السّمتیؒ کے لئے لکھی ہے) کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ اس بات کی سخت تردید کرتے ہیں کہ موصوف جہمیہ سے متاثر تھے۔

ان کی وفات ۱۸۹ھ میں بصرہ میں ہوئی۔ (رحمہ اللہ تعالےٰ)

الدِّينُ النَّصِيحَةُ

[حديث شريف]

بسم الله الرحمن الرحيم

بَعْدَ أَنْ أَخَذَ يُوسُفُ بْنُ خَالِدٍ السَّمتي الْعِلْمَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَرَادَ الرُّجُوعَ إِلَى بَلْدَتِهِ الْبَصْرَةِ اسْتَأْذَنَ أَبَا حَنِيفَةَ فِي ذَٰلِكَ ، فَقَالَ لَهُ أَبُو حَنِيفَةَ : حَتَّى أُزَوِّدَكَ بِوَصِيَّةٍ فِيمَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي مُعَاشَرَةِ النَّاسِ ، وَمَرَاتِبِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَتَأْدِيبِ النَّفْسِ ، وَسِيَاسَةِ الرَّعِيَّةِ ، وَرِيَاضَةِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ ، وَتَفَقُّدِ أَمْرِ الْعَامَّةِ ، حَتَّى إِذَا خَرَجْتَ بِعِلْمِكَ كَانَ مَعَكَ آلَةٌ تَصْلُحُ لَهُ ، وَتَزِينُهُ وَلَا تَشِينُهُ .

وَاعْلَمْ أَنَّكَ مَتَى أَسَأْتَ مُعَاشَرَةَ النَّاسِ صَارُوا لَكَ أَعْدَاءً ، وَإِنْ كَانُوا لَكَ آبَاءً وَأُمَّهَاتٍ ، وَمَتَى أَحْسَنْتَ مُعَاشَرَةَ قَوْمٍ لَيْسُوا لَكَ بِأَقْرِبَاءَ صَارُوا لَكَ أُمَّهَاتٍ وَآبَاءً .

ثُمَّ قَالَ لِي : اصْبِرْ حَتَّى أُفَرِّغَ لَكَ نَفْسِي ، وَأَجْمَعَ لَكَ هَمِّي ، وَأُعَرِّفَكَ مِنَ الْأَمْرِ مَا تَحْمَدُنِي فِي نَفْسِكَ عَلَيْهِ ، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الدین النصیحۃ

یوسف بن خالد سمتیؒ حضرت امام اعظمؒ کی خدمت میں رہ کر تکمیل علم کر چکے تو وطن مالوف بصرہ کو واپس ہونے کا ارادہ کیا، اُستادِ شفیق سے اجازت چاہی تو امامؒ نے فرمایا کہ میں تمھارے لئے چند باتیں کہنا چاہتا ہوں، یہ باتیں تمھیں ہر جگہ کام دیں گی، خواہ لوگوں کے ساتھ معاملات ہوں یا اہلِ علم کے مراتب کا سوال ہو، تادیبِ نفس کا مرحلہ ہو، یا خواص و عوام کی تکمیل ہو، یا عام حالات کی تحقیق مقصود ہو، غرض کہ یہ باتیں دینی اور دنیاوی زندگی کے ہر موڑ پر کام آئیں گی اور علم کے لئے ایک ذریعۂ خیر و صلاح بن جائیں گی۔

اِس نکتہ کو خوب سمجھ لو کہ جب تم انسانی معاشرے کو بُرا سمجھو گے تو لوگ تمھارے دشمن بن جائیں گے چاہے وہ تمھارے ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں اور جب تم اس معاشرے کے ساتھ اچھا سلوک کرو گے تو یہ معاشرہ تمھیں عزیز رکھے گا اور اسکے افراد تمھارے لئے ماں باپ بن جائیں گے۔

پھر فرمایا ذرا اطمینان سے مجھے چند باتیں کہنے دو۔ میں تمھارے لئے ایسے امور کی نشاندہی کئے دیتا ہوں جن کا خود بخود شکریہ کے ساتھ اعتراف کرنے پر مجبور ہو گے ، وما توفیقی الا باللہ

فلمّا مَضى الميعادُ أخلى لي نفسَهُ ، فقالَ : أنا أكشِفُ لكَ عمّا تعرّضتُ لهُ :

كأنّي بكَ ، وقد دخلتَ البصرةَ ، وأقبلتَ على مَنْ يُخالفُونَنا بها ، ورفعتَ نفسَكَ عليهِمْ ، وتطاولتَ بعلمكَ لديهِمْ ، وانقبضتَ عن مُعاشرتهِمْ ومُخالطتِهِمْ ، وخالفتَهُمْ وخالفُوكَ ، وهجرتَهُمْ وهجرُوكَ ، وشتمتَهُمْ وشتمُوكَ ، وضلّلتَهُمْ وضلّلُوكَ وبدّعُوكَ ، واتّصلَ الشّيْنُ بنا وبكَ ، فاحتجتَ إلى الانتقالِ عنهُمْ ، والهربِ منهُمْ ، وهذا ليسَ منْ رأيٍ لأنّهُ ليسَ بعاقلٍ مَنْ لمْ يُدارِ مَنْ ليسَ لهُ منْ مُداراتِهِ بُدٌّ حتّى يجعلَ اللهُ لهُ مخرجًا .

إذا دخلتَ البصرةَ استقبلكَ النّاسُ وزارُوكَ ، وعرفُوا حقّكَ ، فأنزلْ كلَّ رجُلٍ منهُمْ منزلتَهُ ، وأكرمْ أهلَ الشّرفِ وعظّمْ أهلَ العلمِ ، ووقّرِ الشُّيُوخَ ، ولاطفِ الأحداثَ ، وتقرّبْ منَ العامّةِ ، ودارِ الفُجّارَ ، واصحبِ الأخيارَ ، ولا تتهاوَنْ بالسُّلطانِ ، ولا تحقرنّ أحدًا ، ولا تُقصّرنّ في إقامةِ مُرُوءتِكَ ، ولا تُخرجنّ سرّكَ إلى أحدٍ ، ولا تثقنّ بصُحبةِ أحدٍ حتّى تمتحنَهُ ، ولا تُصادقْ خسيسًا ، ولا وضيعًا ، ولا تألفنّ ما يُنكرُ عليكَ في ظاهرِكَ ، وإيّاكَ والانبساطَ إلى السُّفهاءِ ولا تُجيبنّ دعوةً ، ولا تقبلنّ هديّةً .

وعليكَ بالمُداراةِ ، والصّبرِ والاحتمالِ ، وحُسنِ الخُلقِ

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا، دیکھو گویا میں تمھارے ساتھ ہوں اور تم بصرہ پہنچ گئے ہو اور تم اپنے مخالفوں کی طرف متوجہ ہو گئے، اپنے آپ کو ان پر فوقیت دینے لگے، تم نے اپنے علم کی وجہ سے خود کو ان پر بڑا ثابت کیا، ان کے ساتھ اختلاط کو بُرا سمجھا، ان کے معاشرے سے مُنقبض ہوتے، ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ نتیجہ میں انھوں نے بھی تمھاری مخالفت کی، تم نے انھیں چھوڑ دیا تو انھوں نے بھی تمھیں مُنہ نہیں لگایا، تم نے انھیں گالی دی، ترکی بہ ترکی جواب ملا، تم نے انھیں گمراہ کہا، تو اُنھوں نے تمھیں بدعتی اور گمراہ گردانا، یہ لوسب کا دامن آلودہ ہو گیا، اب تمھیں ضرورت ہوئی کہ تم ان سے کہیں دُور بھاگ جاؤ، اور یہ کُھلی حماقت ہے وہ شخص کبھی اچھی سوجھ بوجھ کا نہیں ہو سکتا ہے کہ اسے کسی سے واسطہ پڑا ہو اور وہ کوئی راہ پیدا ہونے تک نباہ نہ کر سکے۔

جب تم بصرے پہنچو گے تو لوگ تمھارا خیر مقدم کریں گے، تم سے ملاقات کے لئے آئیں گے، کیونکہ یہ ان کا معاشرتی فریضہ ہے اب تم ہر ایک کو اُس کا مقام عطا کرو، بزرگوں کی عزّت کرو، علماء کی تعظیم کرو، بوڑھوں کی توقیر کرو، نوجوانوں سے نرمی کا برتاؤ کرو، عوام کے قریب رہو، نیک و بد کے پاس اُٹھنا بیٹھنا رکھو، بادشاہِ وقت کی توہین نہ کرو، کسی کو کمتر نہ سمجھو، اپنی مروّت و شرافت کو پس پشت نہ ڈالو، اپنا راز کسی پر فاش نہ کرو، بغیر پرکھے ہوتے کسی پر اعتماد نہ کر بیٹھو، خسیسُ الطبع اور کمینوں سے میل ملاپ نہ رکھو، اس شخص سے محبت و الفت کا اظہار نہ کرو جو تمھیں ناپسند کرتا ہو ــــــ سُنو! کہ احمقوں سے مل کر خوشی کا اظہار نہ کرو، نہ ان کی دعوت پر لبیک کہو، نہ ہی ان کا ہدیہ قبول کرو۔

نرم گفتاری، ضبط و تحمل، حُسنِ واخلاق، کشادہ دلی، اچھے لباس اور خوشبو کو اپنے لئے لازم رکھو۔ سواریوں میں ہمیشہ اچھی سواری رکھو، حوائجِ ضروریہ کے لئے کوئی وقت مقرر کرلو تاکہ ہر کام کو آسانی سے کر سکو، اپنے ساتھیوں سے غفلت نہ برتو، ان کی درستگی کی سب سے پہلے فکر کرو، مگر اس میں نرمی کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دو، نرم لہجہ میں گفتگو کو اپناؤ، عتاب و توبیخ سے بچو کہ اس سے ناصح ذلیل ہو جاتا ہے انھیں اس بات کا موقع نہ دو کہ وہ تمھاری تادیب کریں، ایسا کرنے سے تمھارے حالات درست رہیں گے۔

نماز کی پابندی کرو، سخاوت سے کام لو کیونکہ بخیل آدمی کبھی سردار نہیں بن سکتا، اپنا ایک مشیر کار

وَسَعَةِ الصَّدْرِ ، وَاُسْتَجِدَّ ثِيَابَكَ ، وَاُسْتَفْرِهْ دَابَّتَكَ ، وَأَكْثِرِ اُسْتِعْمَالَ الطِّيبِ ، وَاُجْعَلْ لِنَفْسِكَ خَلْوَةً تَرُمْ بِهَا حَوَائِجَكَ ، وَاُبْحَثْ عَنْ أَخْبَارِ حَشَمِكَ ، وَتَقَدَّمْ فِي تَأْدِيبِهِمْ وَتَقْوِيمِهِمْ ، وَاُسْتَعْمِلْ فِي ذٰلِكَ الرِّفْقَ ، وَلاَ تُكْثِرِ الْعِتَابَ فَيَهُونَ الْعَذْلُ ، وَلاَ تَلِ تَأْدِيبَهُمْ بِنَفْسِكَ ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِحَالِكَ .

وَحَافِظْ عَلَى صَلَوَاتِكَ ، وَاُبْذُلْ طَعَامَكَ ، فَإِنَّهُ مَا سَادَ بَخِيلٌ قَطُّ ، وَلْتَكُنْ لَكَ بِطَانَةٌ تُعَرِّفُكَ أَخْبَارَ النَّاسِ ، فَمَتَى عَرَفْتَ بِفَسَادٍ بَادَرْتَ إِلَى إِصْلاَحِهِ ، وَمَتَى عَرَفْتَ بِصَلاَحٍ اُزْدَدْتَ فِيهِ رَغْبَةً وَعِنَايَةً .

وَزُرْ مَنْ يَزُورُكَ ، وَمَنْ لاَ يَزُورُكَ ، وَأَحْسِنْ إِلَى مَنْ يُحْسِنُ إِلَيْكَ أَوْ يُسِيءُ ، وَخُذِ الْعَفْوَ ، وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ ، وَتَغَافَلْ عَمَّا لاَ يَعْنِيكَ ، وَاُتْرُكْ كُلَّ مَنْ يُؤْذِيكَ ، وَبَادِرْ فِي إِقَامَةِ الْحُقُوقِ ، وَمَنْ مَرِضَ مِنْ إِخْوَانِكَ فَعُدْهُ بِنَفْسِكَ ، وَتَعَاهَدْهُ بِرُسُلِكَ ، وَمَنْ غَابَ مِنْهُمُ اُفْتَقَدْتَ أَحْوَالَهُ ، وَمَنْ قَعَدَ مِنْهُمْ عَنْكَ فَلاَ تَقْعُدْ أَنْتَ عَنْهُ ، وَصِلْ مَنْ جَفَاكَ ، وَأَكْرِمْ مَنْ أَتَاكَ ، وَاُعْفُ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْكَ ، وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيكَ بِالْقَبِيحِ فَتَكَلَّمْ فِيهِ بِالْحَسَنِ وَالْجَمِيلِ ، وَمَنْ مَاتَ مِنْهُمْ قَضَيْتَ حَقَّهُ ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ فَرْحَةٌ هَنَّأْتَهُ بِهَا ، وَمَنْ كَانَتْ لَهُ مُصِيبَةٌ عَزَّيْتَهُ عَنْهَا ، وَمَنْ أَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ تَوَجَّعْتَ بِهَا ، وَمَنِ اُسْتَنْهَضَكَ بِأَمْرٍ مِنْ أُمُورِهِ نَهَضْتَ لَهُ ، وَمَنِ اُسْتَغَاثَكَ فَأَغِثْهُ ، وَمَنْ

بنالو جو تمھیں لوگوں کے حالات سے مطلع کرتا رہے اور جب تمھیں کوئی خراب بات نظر آئے تو اس کی اصلاح کرنے میں جلدی کرو جب تم اصلاح کی راہ پا جاؤ تو اپنی رغبت اور عنایت کو اور بڑھا دو۔

جو شخص تم سے ملے اس سے ملا کرو اور اس سے بھی جو نہ ملے۔ جو شخص تمھارے ساتھ نیک سلوک کرے اس کے ساتھ ویسا ہی کرو، اور اگر کوئی بدخلقی سے پیش آئے تو تم حسنِ اخلاق کا ثبوت دو، عفو اور کرم کو مضبوطی سے تھام لو، نیک کاموں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرو، جو شخص تمھارے درپے آزار ہو اس سے ترکِ تعلق کر لو، حقوق کی ادائیگی میں کوشاں رہو، اگر کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی کرو اور اگر کوئی آنا جانا چھوڑ دے تو تم نہ چھوڑو، اگر کوئی شخص تم پر ظلم کرے تو اس کے ساتھ صلۂ رحمی کرو، جو شخص تمھارے پاس آئے اس کی عزت کرو، اگر کسی نے تمھاری برائی کی تو اس سے درگزر کرو، جو شخص تمھارے خلاف غلط قسم کا پروپیگنڈا کرے اس کے باب میں تم اچھی بات کہو۔ اگر کسی کا انتقال ہو جائے تو اس کے حقوق پورے کر دو، اگر کسی کو خوشی کا موقع میسّر آئے تو اسے مبارک باد دو، اگر کسی پر مصیبت آ پڑے تو اُس کی غمخواری کرو، اگر کسی پر آفت ٹوٹ پڑے تو اُس کے غم میں شرکت کرو، اگر کوئی تم سے کام لینا چاہے تو کر دو، اگر کوئی فریادی ہو تو اُس کی فریاد سُن لو، اگر کوئی طالبِ نصرت ہو تو اس کی مدد کرو، جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں سے محبت و رافت کا اظہار کرو، سلام کو رواج دو خواہ وہ کمینوں ہی کی جماعت ہو، اگر مسجد میں یا تمھارے پاس کچھ لوگ بیٹھے مسائل پر گفتگو کر رہے ہوں تو اُن سے اختلافِ رائے نہ کرو۔

اگر تم سے کوئی بات پوچھی جائے تو پہلے جو لوگوں میں رائج ہو اُسے بتاؤ پھر کہو اس میں دوسرا قول بھی ہے اور وہ ایسے اور ایسے ہے اسکی دلیل یہ ہے۔ اگر انھوں نے سن لیا تو یقیناً اُن کے دلوں میں تمھاری قدر و منزلت جاگزیں ہو جائے گی، جو شخص تمھاری مخالفت کرے تو اُسے ایسی کوئی راہ دکھا دو جس پر وہ غور کرے۔

لوگوں کو آسان باتیں بتایا کرو، دقیق اور گہرے مسائل نہ بیان کرو مبادا وہ غلط مطلب سمجھ لیں، اُن سے لطف و مہربانی کا معاملہ کرو کبھی کبھی اُن سے ہنسی اور مذاق بھی کر لیا کرو کیونکہ تمھارا یہ عمل لوگوں

أَسْتَنْصَرَكَ نَصَرْتَهُ ، وَأَظْهِرْ تَوَدُّدًا إِلَى النَّاسِ مَا أُسْتَطَعْتَ وَأَفْشِ السَّلَامَ وَلَوْ عَلَى قَوْمٍ لِئَامٍ ، وَمَتَى جَمَعَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ مَجْلِسٌ ، أَوْ ضَمَّكَ وَإِيَّاهُمْ مَسْجِدٌ ، وَجَرَتِ الْمَسَائِلُ وَخَاضُوا فِيهَا بِخِلَافِ مَا عِنْدَكَ لَا تُبْدِ لَهُمْ مِنْكَ خِلَافًا .

فَإِنْ سُئِلْتَ عَنْهَا أَخْبَرْتَ بِمَا يَعْرِفُهُ الْقَوْمُ ، ثُمَّ تَقُولُ : فِيهَا قَوْلٌ آخَرُ ، وَهُوَ كَذَا وَكَذَا ، وَالْحُجَّةُ لَهُ كَذَا ، فَإِنْ سَمِعُوهُ مِنْكَ عَرَفُوا مَنْزِلَتَكَ وَمِقْدَارَكَ ، وَأَعْطِ كُلَّ مَنْ يَخْتَلِفُ إِلَيْكَ نَوْعًا مِنَ الْعِلْمِ يَنْظُرُ فِيهِ ، وَخُذْهُمْ بِجَلِيِّ الْعِلْمِ دُونَ دَقِيقِهِ وَآنِسْهُمْ وَمَازِحْهُمْ أَحْيَانًا وَحَادِثْهُمْ ، فَإِنَّهَا تَجْلِبُ لَكَ الْمَوَدَّةَ ، وَتَسْتَدِيمُ مُوَاظَبَةَ الْعِلْمِ ، وَأَطْعِمْهُمْ أَحْيَانًا ، وَتَغَافَلْ عَنْ زَلَّاتِهِمْ ، وَاقْضِ حَوَائِجَهُمْ ، وَارْفُقْ بِهِمْ ، وَسَامِحْهُمْ ، وَلَا تُبْدِ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ ضِيقَ صَدْرٍ ، أَوْ ضَجَرًا ، وَكُنْ كَوَاحِدٍ مِنْهُمْ ، وَعَامِلِ النَّاسَ مُعَامَلَتَكَ لِنَفْسِكَ ، وَارْضَ مِنْهُمْ مَا تَرْضَاهُ لِنَفْسِكَ ، وَاسْتَعِنْ عَلَى نَفْسِكَ بِالصِّيَانَةِ لَهَا ، وَالْمُرَاقَبَةِ لِأَحْوَالِهَا ، وَدَعِ الشَّغَبَ ، وَلَا تَضْجَرْ لِمَنْ يَضْجَرُ عَلَيْكَ ، وَاسْمَعْ مَنْ يَسْتَمِعُ مِنْكَ ، وَلَا تُكَلِّفِ النَّاسَ مَالَا يُكَلِّفُونَكَ ، وَارْضَ لَهُمْ مَا رَضُوا لِأَنْفُسِهِمْ ، وَقَدِّمْ إِلَيْهِمْ حُسْنَ النِّيَّةِ ، وَاسْتَعْمِلِ الصِّدْقَ ، وَاطْرَحِ الْكِبْرَ جَانِبًا ، وَإِيَّاكَ وَالْغَدْرَ ، وَإِنْ غَدَرُوا بِكَ ، وَأَدِّ الْأَمَانَةَ ، وَإِنْ خَانُوكَ ، وَتَمَسَّكْ بِالْوَفَاءِ ، وَاعْتَصِمْ بِالتَّقْوَى ، وَعَاشِرْ أَهْلَ الْأَدْيَانِ حَسَبَ مُعَاشَرَتِهِمْ .

میں محبت پیدا کرے گا، ہمیشہ علمی چرچا رکھو اور کبھی کبھی ان کی دعوت کردیا کرو، ان سے سخاوت کیا کرو، چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے تغافل برتو، ان کی ضروریات کو پورا کرو، لطف و کرم اور چشم پوشی کو اپنا خاصّہ بنالو، کسی سے دل تنگ اور زجر و توبیخ سے پیش نہ آؤ، آپس میں گھل مل کر اس طرح رہو گویا تم ایک ہی ہو، لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، ان کے لئے وہی چیزیں پسند کرو جو تمھیں مرغوب ہوں، نفس کی حفاظت کرو، احوال کی دیکھ بھال رکھو، فتنہ انگیزی سے دُور رہو، اگر کوئی شخص تمھیں زجر و توبیخ کرے تو تم اسے نہ جھڑکو، اگر کوئی تمھاری باتیں غور سے سُن رہا ہو تو تم بھی اس کی طرف کان لگالو، لوگوں کو ایسی چیزوں کا مکلّف نہ بناؤ جس کی وہ تمھیں تکلیف نہیں دے رہے ہیں، حُسنِ نیّت سے عوام کا خیر مقدم کرو، سچائی کو لازم رکھو، غرور و تکبّر کو ایک طرف ڈال دو۔ دھوکہ بازی سے دُور رہو چاہے لوگ تمھارے ساتھ ایسا ہی معاملہ کر رہے ہوں، امانت میں خیانت نہ کرو خواہ لوگ تمھارے ساتھ خیانت ہی کیوں نہ کر رہے ہوں۔

وفاداری اور تقوٰے کو مضبوطی سے تھام لو، اہلِ کتاب سے وہی رہن سہن رکھو جیسا وہ تمھارے ساتھ رکھ رہے ہوں۔

فَإِنَّكَ إِنْ تَمَسَّكْتَ بِوَصِيَّتِي هٰذِهِ رَجَوْتُ لَكَ أَنْ تَسْلَمَ ،

ثُمَّ قَالَ لَهُ : إِنَّهُ يُحْزِنُنِي مُفَارَقَتُكَ ، وَتُؤْنِسُنِي مَعْرِفَتُكَ فَوَاصِلْنِي بِكُتُبِكَ ؟ وَعَرِّفْنِي حَوَائِجَكَ ، وَكُنْ لِي كَابْنٍ فَإِنِّي لَكَ كَأَبٍ .

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ .

پس اگر تم نے میری اس وصیت پر عمل کیا تو یقیناً ہر آفت سے بچے رہو گے، دیکھو اس وقت میں دو کیفیتوں سے دوچار ہوں تم نظر سے دُور ہو جاؤ گے اس کا تو غم ہے اور اس پر مسرت ہے کہ تم نیک و بد کو پہچان لو گے، خط و کتابت جاری رکھنا، اپنی ضرورتوں سے مطلع کرتے رہنا، تم میری اولاد ہو، میں باپ ہوں۔ وصلی اللہ علیٰ سیّدنا محمّد النّبیّ الاُمّیّ و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ وسلّم ؛

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
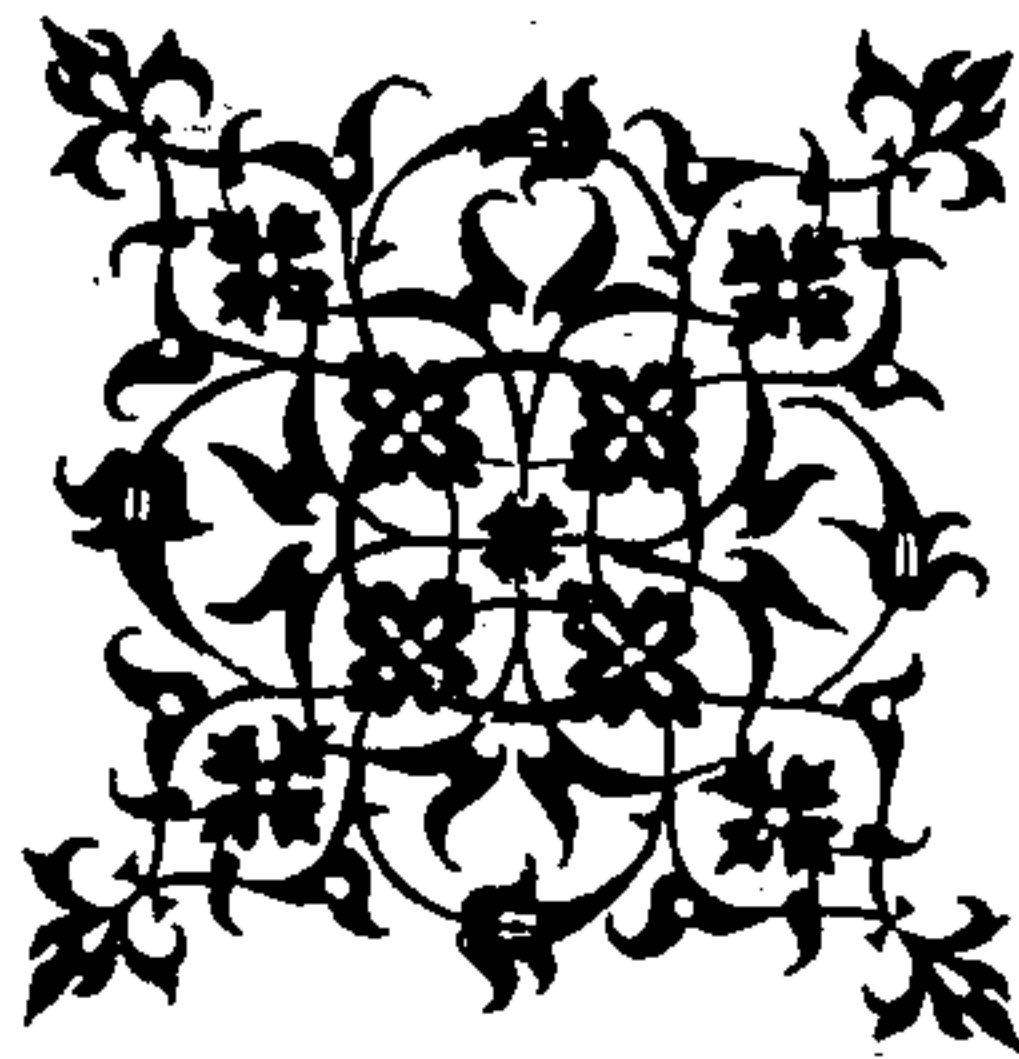
سیرت پاک

مؤلف :— بشیر محمد شارق — دہلوی

خدا کا آخری پیغام لانے والے حضرت محمدؐ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پاکیزہ حالات جنکو نہایت دلکش انداز میں اور بڑی سادہ و پیاری اردو زبان میں قلم بند کیا گیا ہے۔

واقعات اس قدر دلچسپ ہیں کہ شروع کیجئے تو بغیر ختم کئے دل نہیں مانتا۔ اسکے مطالعہ سے بچوں کے دل میں حضورؐ کی عزت و رفعت اور محبت بیٹھتی ہے، اور بڑوں کے دل عبرت و سبق حاصل کرتے ہیں۔ اس مختصر مگر جامع کتاب میں تقریباً تمام حالات آگئے ہیں لیکن زبان اتنی شگفتہ ہے کہ کسی طرح بھی پڑھنے والے کی طبیعت کو بار نہیں معلوم ہوتا۔

یہ کتاب ہر شخص کے لئے مفید اور مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے جسکا ایک ایک لفظ دنیا کو سچی محبت کا سبق دیتا ہے، غرض تمام ضروری معلومات کے دریا کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں مولانا حالی رح کی مقبول عام مسدس کا وہ حصہ بھی شامل ہے جس کے پڑھنے سے عرب کی صحیح حالت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

ناممکن ہے کہ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عزت اور اسلام کی سچائی کا اثر پڑھنے والے کے دل میں نہ پیدا ہو۔ قیمت مجلد تین روپے

امام ابو حنیفہؒ

اور ان کے

ناقدین

از

نواب صدر یار جنگ مولینا حبیب الرحمٰن خان شروانیؒ